263

150

ابن رومی ۱۰ صفحے
62-

68
230
284
98

67 G.M malik

737

255,
337

69,95

72 III

330

پنجاب یونیورسٹی لاہور

جَوَاہِرُ البُحُور

یعنی

عربی زبان کا نصاب

جس کو

پرنسپل محمد شفیع ایم اے

نے پنجاب یونیورسٹی کے لئے مرتّب کیا

اور سینٹ پنجاب یونیورسٹی نے اُمیدواران امتحان بی اے

کے لئے مقرّر فرمایا

اور جو ۱۹۳۶ء میں

لالہ موتی رام مینجر کے اہتمام سے مفید عام پریس واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں چھپا

اور جس کو

لالہ ایشور داس ایم اے رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کچہری روڈ لاہور

نے شائع کیا

طبع اوّل

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون
	نثر ۱ء – ۱۸۹
۱ – ۲۸	**۱ – من کتاب فتوح البلدان لابی الحسن احمد البلاذری (م. ۲۷۹ھ)**
۲	ترجمۂ بلاذری ... ...
۴	فتوح السند ... ...
"	باب ۱ ... ...
۹	باب ۲ ... ...
۱۸	باب ۳ ... ...
۲۴	باب ۴ ... ...
۲۸	صورۃ بلاد السند ... ...
۲۹ – ۵۸	**۲ – من مقامات ابی الفضل بدیع الزّمان الھمذانی (م. ۳۹۸ھ)**
۳۰	ترجمۂ بدیع الزمان ... ...

صفحہ	مضمون
۸۳	(۴) وقال یرثی محمّد بن اسحق التنوخی : انی لاعلم واللبیب خبیر
۸۴	(۵) واستزاده بنوعم المیّت فقال ارتجالاً : غاضت اناملہ وھن بحور
۸۵	(۶) وسألہ بنوعم المیّت ان ینفی الشماتۃ عنھم فقال ارتجالاً : تدمی خدودھم الدموع وتنقضی ساعات لیلھم وھن دھور
۸۵	(۷) وقال یمدح سیف الدّولۃ وقد امر لہ بفرس دھماء وجاریۃ : سلی عن سیرتی فرسی وسیفی ... ورمحی والھملعۃ الدفاقا
۸۷	(۸) وقال یرثی والدۃ سیف الدّولۃ : نعد المشرفیۃ والعوالی ...
۹۰	(۹) وقال یمدح بدر بن عمار : بقائی شاء لیس ھم ارتحالا ...
۹۲	(۱۰) وقال یمدح اباشجاع فاتکا : لاخیل عندک تھدیھا ولامال ...

من كتاب

فتوح البلدان

تاليف الامام ابى الحسن احمد
بن يحيى بن جابر البلاذري رح

(م ۲۷۹ ھ)

ترجمہ

امام احمدؒ بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذُری

بلاذری تیسری صدی کے نامور عرب مورّخوں میں سے تھے، عالم[1]، فاضل، شاعر، جیّد راوی اور ماہر نسّاب اور مترجم تھے۔ فارسی سے بعض کتابیں اُنہوں نے عربی میں ترجمہ کیں، اور متعدّد جیّد کتابیں خود تصنیف کیں، دوسری صدی ہجری کے آخر میں پیدا ہوئے اور بغداد میں نشو و نما پایا۔ ان کا دادا جابر خصیب صاحب مصر کا کاتب تھا، بلاذُری نے دمشق، حمص، انطاکیہ اور عراق میں حدیث سُنی۔ عراق میں اُن کے اساتذہ میں مصعب زبیری، ابو عبید قاسم بن سلّام اور ابن سعد کاتب الواقدی جیسے فضلا شامل تھے، بالآخر یہ خلیفہ متوکل اور مستعین کے مقرّبین میں سے ہو گئے اور عبداللہ بن المعتزّ نے اُن کی شاگردی کا شرف پایا، کہتے ہیں کہ اُنہوں نے آخری عمر میں بَلاذُر[2] کا رس لاعلمی میں پی لیا، اس سے ان کا دماغ مختل ہو گیا اور اُن کو بیمارستان میں لے گئے اور وہاں اُسی حالت میں ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) میں فوت ہوئے۔ مگر یاقوت نے لکھا ہے کہ یہ بات واضح نہیں ہے کہ بلاذُر والا قصہ ان کے متعلق ہے یا ان کے دادا کے متعلق، معجم الادباء میں ہے۔ "ولا ادری ایّهما شرب البلاذر احمد بن یحیی او جابر بن داؤد"

[1] معجم الادباء میں ہے: کان احمد بن یحیی بن جابر عالماً فاضلاً شاعراً راویة نسابة متفنناً وکان مع ذلک کثیر الهجاء بذیّ اللسان اخذ الاعراض،

[2] Anacardia

الا ان ما ذکرہ الجہشیاری یدل علیٰ ان الذی شرب البلاذری هو جدّہ" بہرحال اُن کی نسبت البلاذری اسی قصّہ سے ماخوذ ہے"۔

ان کی تصانیف میں سے ذیل کی دو نہایت اہم کتابیں ہم تک پہنچی ہیں:-

(۱) **فتوح البلدان**۔ اس میں فتوح اسلامیہ کے حالات مفصل اور صحیح طور پر درج ہوئے ہیں، مصنّف کی اصل کتاب اس سے بھی زیادہ مفصّل تھی مگر وہ ناتمام رہی۔ اور یہ اُس کا خلاصہ ہے، رسول اللہ صلعم کے فتوحات سے کتاب شروع ہوئی ہے، پھر ردّہ اور فتوحاتِ شام وجزیرہ و ارمینیہ و مصر و مغرب کے ذکر کے بعد عراق اور ایران و سند کے فتوحات پر ختم ہوئی ہے، کتاب میں ضمناً بہت سی عمرانی اور سیاسی باتیں بیان ہوئی ہیں مثلاً احکام خراج، مُصطلحات دواوین، عطا، امر خاتم و نقود و خط وغیرہ، عربوں کے فتوحات کے متعلق اطلاعات کیلئے یہ کتاب نہایت قیمتی ماخذ ہے۔

(۲) **انساب الاشراف**۔ اس میں عربوں کے انساب بیان ہوئے ہیں۔ مگر نسب کے ساتھ ساتھ تاریخی باتیں بھی مصنّف نے دی ہیں۔ مثلاً جہاں بادشاہوں کا ذکر ہوا ہے وہاں اُن کے عہد کی تاریخ بھی دے دی گئی ہے۔ اسی طرح خوارج کے متعلق یہ کتاب نہایت اہم معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ قسطنطنیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ ہے جس کو پروفیسر بیکر (Becker) شائع کرنے کیلئے مرتّب کر رہے ہیں۔

حوالے

فہرست ابن ندیم ۱: ۱۱۳، معجم البلدان ۲: ۱۲۷، زیدان ۲: ۱۹۲، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۱: ۶۱۱۔

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

فتوح السّندٗ

[باب — ۱]

اخبرنا علیٌّ بن محمّد بن عبد اللہ بن ابی سیف قال ولّی عمر بن الخطّاب عثمان بن ابی العاصی الثقفیّ البحرین و عمان سنۃ ۱۵ فوجّہ اخاہ الحکم الی البحرین ومضی الی عمان فاقطع جیشًا الی تانہ فلمّا رجع الجیش کتب الی عمر یعلمہ ذلک فکتب الیہ عمر یا اخا ثقیف حملت دودًا علی عود وانّی احلف باللہ اِلَوْ اُصیبوا الاخذت

ٗ معجم البلدان ج ۳ ص ۱۶۶ پر ہے: السند ..... بلاد بین بلاد الہند وکرمان و سجستان ...... وبعض یجعل مُکران منہا ویقول ہو ہی خمس کُوَر، فاوّلہا من قبل کرمان مُکران ثمّ طوران ثم السند ثم الہند ثم الملتان، بلادِ سند کا عربی نقشہ ایلیٹ نے اپنی تاریخ کی جلد اول صفحہ ۳۲ پر ابن حوقل سے لیکر درج کیا ہے۔ اور ہم نے اُس کو اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے۔ نیز دیکھو The Lands of the Eastern Caliphate) ص ۳۲۳ اور Holdich : Gates of India ص ۲۸۴ +

من قومك مثلهم، ووجّه الحكم ايضًا الی بَرْوَص[1] و وجّه اخاه المغيرة بن ابی العاصی الی خور الدّيبل[2] فلقی العدوّ فظفر +

فلمّا ولی عثمان بن عفّان رض و ولّی عبد الله بن عامر ابن كُريز العراق كتب اليه يامره ان يوجّه الی ثغر الهند من يعلم عِلْمه وينصرف اليه بخبره فوجّه حكيم بن جَبَلة العَبْدِیّ فلمّا رجع اوفده الی عثمان فسأله عن حالِ البلاد فقال : ياامير المُؤمنين قد عرفتُها وتنحّرتُها، قال : فصِفْها لی قال : ماؤها وَشَل، و تمرها دَقَل، ولصّها بطل، ان قلّ الجيش فيها ضاعوا، و ان كثروا جاعوا، فقال له عثمان : أخابرٌ ام ساجعٌ قال بل خابرٌ، فلم يُغْزها احدًا، +

فلمّا كان اخر سنة ٣٨ واوّل سنة ٣٩ فی خلافة علیّ بن أبی طالب رض توجّه الی ذلك الثغر الحرث بن مُرّة العَبْدِیّ مُتطوّعًا باذنِ علیّ فظفر واصاب مغنمًا وسَبْيًا وقسم فی يوم واحد الف راس، ثمّ انّه قُتِل ومن معه بارض القِيقان[3] الّا قليلًا وكان مقتله فی سنة ٤٢ والقِيقان من بلاد السند ممّا يلی خُراسان، +

---

[1] بهروچ + [2] Gulf + [3] قلات +

ثم غزا ذلك الثغر المهلّب بن ابى صُفرة فى ايام
معٰوية سنة ٤٤ فاتى بَنّة والاهواز وهما بين الملتان وكابل
فلقيه العدوّ فقاتله ومن معه ولقى المهلّب ببلاد القيقان
ثمانية عشر فارسًا من الترك على خيل محذوفة فقاتلوه
فقتلوا جميعًا فقال المهلّب: ما جعل هاؤلاء الاعاجم
اولى بالتشمير منّا فحذف الخيل فكان اوّل من حذفها
من المسلمين وفى بَنّة يقول الازدى :

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الأَزْدَ لَيْلَةَ بُيِّتُوا   بِبَنَّةَ كَانُوا خَيْرَ جَيْشِ المُهَلَّبِ

ثمّ ولّى عبدُ الله بن عامر فى زمن معٰوية بن ابى سفين
عبدَ الله بن سوّار العبدىّ ويقال ولّاه معٰوية من قبله
ثغر الهند فغزا القيقان فاصاب مغنمًا ثم وفد الى معٰوية
واهدى اليه خيلًا قيقانيّةً واقام عنده ثم رجع الى
القيقان فاستجاشوا الترك فقتلوه وفيه يقول الشاعر:

وابْنُ سَوَّارٍ عَلَى عِلّاتِهِ   مُوقِدُ النَّارِ وَقَتَّالُ السَّغَبْ

وكان سخيًّا لم يوقد احد نارًا غير ناره فى عسكره فرأى
ذات ليلةٍ نارًا فقال ما هٰذه فقالوا امرأة نفساء يُعمل
لها خبيص فامر ان يطعم النّاس الخبيص ثلاثًا ٭
وولّى زياد بن ابى سفيان فى ايّام معٰوية سنان بن سلمة

علّاته in every case ; in all his circumstances.

ابن المُحبّق الهُذلِیّ وکان فاضلاً متالّهًا وهو اوّل من احلف الجند بالطلاق فاتی الثغر ففتح مکران عنوة ومَصّرَها واقام بها وضبط البلاد وفیه یقول الشاعر:

رَأیتُ هُذَیلًا اَحْدَثت فِی یَمِینِهَا طَلَاقَ نِسَاءٍ مَا تَسُوقُ لَهَا مَهرًا

لَهَانَ عَلَیَّ حِلْفَةُ ابْنِ مُحَبّقٍ اِذَا رَفَعَتْ أَعْنَاقُهَا حَلَقًا صُفرًا

وقال ابن الکلبی کان الّذی فتح مُکْرانَ حکیمُ بن جبلة العَبْدیّ.

ثُمَّ استعمل زیادُ علی الثغر راشدَ بن عمرو الجُدَیدیّ من الازد فاتی مُکران ثمّ غزا القیقان فظفر ثمّ غزا المید فقُتل وقامَ بامر النّاس سنانُ بن سلمَةَ فولّاهُ زیادُ الثغر فاقام به سنتین وقال اعشی همدان فی مکران:

وَاَنتَ تَسِیرُ اِلی مُکْرَانَ فَقَدْ شَحَطَ الوِرْدُ وَالمَصْدَرُ

وَلَمْ تَكُ مِن حَاجَتِی مُکْرَانَ وَلَا الْغَزْوُ فِیهَا وَلَا الْمَتْجَرُ

وَحُدِّثْتُ عَنْهَا وَلَمْ آتِهَا فَمَازِلتُ مِن ذِکرِهَا اُوجَرُ[1]

بِاَنَّ الْکَثِیرَ بِهَا جَائِعٌ وَاَنَّ الْقَلِیلَ بِهَا مُعْوِرُ[2]

وغزا عبّادُ بن زیاد ثغر الهند[3] من* سجستان فاتی سنارود ثمّ اخذ علی حوی کهز[4] (؟) الی الروذبار من ارض سجستان الی الهند مند فنزل

---

[1] دیوان: اُذعَرُ + [2] دیوان: مُقْتِرُ + [3] معجم البلدان ۳: ۱۸۴: السند و
[4] معجم: حوی کهن،

کِشّ[1] وقطع المفازة حتّٰی اتی قُنْدُهار فقاتل اهلها فهزمهم وفلّهم وفتحها بعد ان اُصیب رجالٌ من المسلمین ورای قلانس اهلها طوالًا فعمل علیها فسمّیت العبّادیّة وقال ابن مُفرِّغ:

کَمْ بِالْجُرُومِ وَاَرْضِ الْهِنْدِ مِنْ قَدَمٍ
وَمِنْ سَرَابِیْلِ قَتْلٰی لَیْتَهُمْ قُبِرُوْا
بِقُنْدُهَارَ وَمَنْ تُکْتَبْ مَنِیَّتُهٗ
بِقُنْدُهَارَ یُرَجَّمْ دُوْنَهُ الْخَبَرُ

ثمّ ولّٰی زیاد المُنْذِر بن الجارود العبدیَّ ویکنّی ابا الاشعث ثغر الهند فغزا البوقان والقیقان فظفر المسلمون وغنموا وبثّ السرایا فی بلادهم وفتح قُصْدار وسَبٰی بها وکان سِنان قد فتحها الّا انّ اهلها انتقضوا وبها مات فقال الشاعر:

حَلَّ بِقُصْدَارَ فَأَضْحٰی بِهَا | فِی الْقَبْرِ لَمْ یَقْفُلْ مَعَ الْقَافِلِیْنْ
لِلّٰهِ قُصْدَارَ وَأَعْنَابُهَا | أَیَّ فَتًی دُنْیَا أَجَنَّتْ وَدِیْنْ

ثمّ ولّٰی عبیدُ اللّٰه بن زیاد ابنَ حَرِّیّ الباهلیَّ ففتح اللّٰه تلک البلاد علی یده وقاتل بها قتالًا شدیدًا فظفر وغنم وقال قوم انّ عبید اللّٰه بن زیاد ولّٰی سِنان بن سَلَمة وکان حَرِّیٌّ علی سرایاه وفی حَرِّیّ بن حَرِّیّ یقول الشاعر:

لَوْلَا طِعَانِیْ بِالبُوقَانِ مَا رَجَعَتْ | مِنْهُ سَرَایَا ابْنِ حَرِّیٍّ بِاَسْلَابِ

---

[1] کچ بلوچستان میں ایک بستی ہے جو آج کل ریلوے سٹیشن ہے +

واهل البوقان اليوم مسلمون وقد بنی عمران بن موسٰی بن یحییٰ بن خٰلد البرمکیؒ بها مدینة سمّاها البیضاء و ذلك فی خلافة المعتصم باللّٰه +

[باب - ٢]

ولمّا وَلِیَ الحجّاجُ بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل الثقفیؒ العراقَ ولّی سعید بن اسلم بن زُرعة الکلابیّ مُکران وذٰلك الثغر فخرج علیه معٰویه و محمّد ابنا الحٰرث العِلافیان فقُتل و غلب العلافیان علی الثغر واسم عِلاف هو رَبّان بن حُلوان بن عِمران بن الحاف بن قُضاعة وهوابو جَرْم +

فولّی الحجّاج مُجّاعة بن سِعْر التمیمیّ ذٰلك الثغر فغزا مجّاعةُ فغنم وفتح طوائف من قَنْدابیلؑ ثمّ اتمّ فتحها محمّدُ بن القاسم ومات مجاعة بعد سنة بمکران قال الشاعر:

مَا مِنْ مَشَاهِدِكَ الّتِی شَاهَدْتَهَا
اِلّا یَزِیْنُكَ ذِكْرُهَا مُجّاعَا

ؑ یعنی Gandava جو سبی کے جنوب اور قلات کے مشرق میں ہے، یہ علاقہ بدھ کا مرکز تھا +

ثمّ استعمل الحجّاج بعد مُجّاعة محمّد بن هٰرون ابن ذراع النمريّ فاهدى الى الحجّاج فى ولايته ملك جزيرة الياقوت[1] نسوة ولدن فى بلاده مسلمات ومات آباؤهنّ وكانوا تجارًا فاراد التقرّب بهن فعرض للسفينة التى كنّ فيها قوم من ميد الدَّيْبُل[2] فى بوارج فاخذوا السفينة بما فيها فنادت امراة منهنّ وكانت من بنى يربوع يا حجّاج وبلغ الحجّاج ذٰلك فقال يا لبّيك فارسل الى داهر يسأله تخلية النسوة فقال انّما اخذهنّ لصوص لا اقدر عليهم فاغزى الحجّاجُ عبيدَ الله بن نَبْهان الديبل فقُتل فكتب الى بُدَيل بن طَهْفة البَجَلى وهو بعُمان يامرهٗ ان يسير الى الدَّيْبُل فلمّا لقيهم نفر به فرسه فاطاف به العدوّ فقتلوهٗ وقال بعضهم قتله زطّ البُدْهة، قال وانّما سُمّيت هٰذه الجزيرة جزيرة الياقوت لحسن وجوه نسائها٭

ثمّ ولّى الحجّاجُ محمّدَ بن القاسم بن محمّد بن الحكم بن ابى عقيل فى ايّام الوليد بن عبد الملك فغزا السند وكان محمّد بفارس وقد امره[3] ان يسير الى الرّيّ وعلى

[1] سیلون ٭ [2] دیکھو Lands of Eastern Caliphates نقشہ ۷ ٭

[3] اَمَرَ اور رَدَّ کا فاعل حجاج ہے اور مفعول محمّد بن القاسم ٭

مقدّمته ابو الاسود جَهْم بن زَحْر الجُعْفيّ فردّه[1] اليه وعقد لهُ علىٰ ثغر السند وضَمَّ اليه ستّة الف من جند اهل الشام وخلقا من غيرهم وجهّزه بكلّ ما احتاج اليه حتّى الخيوط والمسالّ وامرهُ ان يقيم بشيراز حتّى يتتامّ اليه اصحابه ويوافيه ما اُعِدَّ لهُ ۔

وعمد الحجّاج الى القطن المحلوج فنُقع فى الخلّ الخمر الحاذق ثمَّ جُفّف فى الظلّ فقال اذا صرتم الى السند فانَّ الخَلّ بها ضيق فانقعوا هٰذا القطن فى الماء ثمَّ اطبخوا به واصطبغوا[1] ويقال انَّ محمّدًا لمّا صار الى الثغر كتب يشكوا ضيق الخلّ عليهم فبعث اليه بالقطن المنقوع فى الخلّ ۔

فسار محمَّد بن القاسم الى مُكران فاقام بها ايّامًا ثمَّ اتى قَنَّزْبُوْر ففتحها ثمَّ أتى ارمَائيل[2] ففتحها وكان محمَّد بن هارون بن ذراع قد لقيه فانضمّ اليه وسار معه فتوفّى بالقرب منها فدُفن بقنبل ثمَّ سار محمَّد بن القاسم من ارمائيل ومعه جهم بن زحر الجعفىّ فقدم الدَّيْبُل يوم جمعة ووافته سفن كان حمل فيها الرجال

---

[1] season dishes [2] یا ارمابیل، غالباً لس بیلہ ہیں اس کے کھنڈر موجود ہیں اور قنبل کے Kayrokot میں ۔

والسلاح والاداة فخندق حين نزل الدَّيْبُل وركزت الرماح على الخندق ونشرت الاعلام وانزل النّاس على راياتهم ونصب منجنيقًا تعرف بالعَرُوس كان يمدّ فيها خمسمائة رجل وكان بالدَّيْبُل بُدّ[1] عظيم عليه دَقَل طويل وعلى الدقل راية حمراء اذا هبت الريح اطافت بالمدينة وكانت تدور، والبُدّ فيما ذكروا منارة عظيمة يتّخذ فى بناء لهم فيه صنم لهم او اصنام يشهر بها وقد يكون الصنم فى داخل المنارة أيضًا وكلّ شئ اعظموه من طريق العبادة فهو عندهم بُدّ والصّنم بُدّ أيضًا،

وكانت كتبُ الحجاج ترد على محمّد وكتبُ محمّد ترد عليه بصفة ما قِبله واستطلاع رايه فيما يعمل به فى كلّ ثلثة ايّامٍ فورد على محمدٍ من الحجّاج كتاب ان انصب العروس واقصر منها قائمة ولتكن ممّا يلى المشرق ثمّ ادع صاحبها فمُرْه ان يقصد برميته للدقل الّذى وصفت لى فرمىَ الدقلَ فكسر فاشتدّ طِيرَةَ الكُفْر من ذلك، ثمّ انّ محمّدًا ناهضهم وقد خرجوا اليه فهزمهم حتّى ردّهم وامر بالسلاليم فوضعت وصعد عليها الرّجال وكان اوّلهم صعودًا رجل من مراد من اهل

---

[1] مندر - بت

الكوفة ففتحت عنوةً ومكث محمّد يقتل من فيها ثلثة
ايّامٍ وهرب عاملُ داهر عنها وقُتل سادُنا بيت الهتهم
واختطّ محمّدُ للمسلمين بها وبنى مسجدًا وانزلها
اربعة آلاف +

قال محمّد بن يحيٰى حدّثنى منصورُ بن حاتم النحوىّ
مولىٰ آل خلد بن اسيد انّه رأى الدقل الّذى كان علےٰ
منارة البُدّ مكسورًا وانّ عنبسة بن اسحاق الضّبىّ العامل
كان علے السند فى خلافة المعتصم بالله رح هدم أعلى
تلك المنارة وجعل فيها سجنًا وابتدأ فى مرمّة المدينة
بما نقض من حجارة تلك المنارة فعُزل قبل استتمام
ذٰلك وولى بعده هٰرونُ بن ابى خالد المروذىّ فقُتل
بها +

قالوا واتى محمّدُ بن قاسم البِيرُون وكان اهلها
بعثوا سُمَنِيَّيْنِ منهم الى الحجاج فصالحوه فاقاموا
لمحمّد العلوفة وادخلوه مدينتهم ووفوا بالصّلح[1] وجعل
محمّد لايمرُّ بمدينة الّا فتحها حتّى عبر نهرًا دون مهران فاتاه
سُمَنِيَّة سربيدس فصالحوه عن من خلفهم ووظّف
عليهم الخراج وسار الى سهبان[2] ففتحها ثمّ سار الى

---

[1] مال جس کی بنا پر صلح ہوئی۔ زرِ صلح + [2] سہوان +

مهران فنزل في وسطه فبلغ ذلك داهر واستعدّ لمحاربته +

فبعث محمّد بن القاسم محمّد بن مصعب بن عبد الرّحمن الثقفيّ الى سدوسان في خيل وحمّارات[١] فطلب اهلها الامان والصلح وسفر بينه وبينهم السّمنيّة فامنهم ووظّف عليهم خرجًا واخذ منهم رهنًا وانصرف الى محمّد ومعه من الزّطّ اربعة آلاف فصاروا مع محمّد وولّى سدوسان رجلًا .

ثمّ ان محمّدًا احتال لعبور مهران حتّى عبره ممّا يلي بلاد راسل ملك قصّة من الهند على جسر عقده وداهر مستخفّ به لاهٍ عنه ولقيه محمّد والمسلمون وهو على فيل وحوله الفيلة ومعه التكاكرة فاقتتلوا قتالًا شديدًا لَمْ يُسْمَعْ بمثله وترجّل داهر وقاتل فقُتِل عند المساء و انهزم المشركون فقتلهم المسلمون كيف شاءوا وكان الذي قتله في رواية المدائني رجلًا من بني كلاب وقال :-

اَلْخَيْلُ تَشْهَدُ يَوْمَ دَاهِرَ وَالْقَنَا
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
اَنِّيْ فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَيْرَ مُعَرِّدٍ
حَتّٰى عَلَوْتُ عَظِيْمَهُمْ بِمُهَنَّدِ
فَتَرَكْتُهُ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلًا
مُتَعَفِّرَ الْخَدَّيْنِ غَيْرَ مُوَسَّدِ

[١] الحمّارة الفرس الهجين

فحدّثنی منصورُبن حاتمقال : داهر والّذی قتله
مُصَوَّران ببروص وبُدَیل بن طَهْفَة مُصوّرٌ بقند وقبره
بالدَّیبُل، وحدّثنی علیّ بن محمّد المدائنی عن ابی محمّد
الهندی عن ابی الفرج قال لمّا قُتل داهر غلب محمّدُبن القاسم
علیٰ بلاد السند، وقال ابن الکلبی کان الّذی قتل داهر
القاسمُ بن ثعلبة بن عبد الله بن حصن الطّائیّ،

قالوا وفتح محمّدُ بن القاسم راور عنوةً وکانت بها
امرأة لداهر فخافتْ ان تؤخذ فاحرقت نفسها وجواریها
وجمیع مالها،

ثمّ اتی محمّدُ بن القاسم برهمناباذ العتیقة وهی
علیٰ راس فرسخینِ من المنصورة ولم تکن المنصورة
یومئذ انما کان موضعها غَیْضَة وکان فَلّ داهر ببرهمناباذ
هذا فقاتلوه ففتحها محمّد عنوةً وقتل بها ثمانیة الاف
وقیل ستّة وعشرین الفًا وخلّف فیها عامله وهی الیوم خراب،
وسار محمّدُ یرید الرور وبغرور فتلقّاهُ اهل
ساوَنْدَری فسالوه الامان فاعطاهم ایّاه واشترط علیهم
ضیافة المسلمین ودلالتهم واهل ساونْدَری
الیوم مسلمون، ثمّ تقدّم الیٰ بسمد فصالح اهلها علیٰ

ل ظاہرًا قصر قند مراد ہے۔

مثل صلح ساوندرى ٭

وانتهى محمّد الى الرور وهى من مدائن السند و
هى على جبل فحصرهم اشهرًا ففتحها صلحًا على ان
لا يقتلهم ولا يعرض لبدّهم وقال ما البدّ الّا ككنائس
النصارى واليهود وبيوت نيران المجوس ووضع عليهم
الخراج بالرور وبنى مسجدًا ٭

وسار محمّد الى السكة وهى مدينة دون بيّاس ففتحها
والسكة اليوم خراب ٭

ثمّ قطع نهر بيّاس الى المُلتان فقاتله اهل الملتان
فابلى زائدة بن عُمَير الطّائىّ وانهزم المشركون
فدخلوا المدينة وحصرهم محمّد ونفدت ازواد
المسلمين فاكلوا الحُمُر ثمّ اتاهم رجل مستامن
فدلّهم على مدخل الماء الّذى منه شربهم وهو ماء
يجرى من نهر بسمد فيصير فى مجتمع له مثل البركة
فى المدينة وهم يسمّونه التلاح فغوّره فلمّا عطشوا
نزلوا على الحكم فقتل محمّد المقاتلة وسبى الذرّيّة
وسبى سدنة البدّ وهم ستّة آلاف واصابوا ذهبًا كثيرًا
فجمعت تلك الاموال فى بيت يكون عشرة اذرع فى
ثمانى اذرع يلقى ما اودعه فى كوّة مفتوحة فى سطحه

فسمّیت الملتان فرج[1] بیت الذهب والفرج الثغر +

وكان بدّ الملتان بدّا تهدى اليه الاموال وينذر له النذور ويحجّ اليه السند فيطوفون به ويحلّقون رؤسهم ولحاهم عنده ويزعمون انّ صنمًا فيه هو ايّوب[2] النبى صلعم +

قالوا ونظر الحجّاج فاذا هو قد انفق على محمّد بن القاسم ستّين الف الف ووجد ما حُمل اليه عشرين ومائة الف الف فقال شفينا غيظنا وادركنا ثارنا وازددنا ستّين الف الف درهم وراس داهر +

ومات الحجّاج فاتت محمّدًا وفاته فرجع عن المُلتان الى الرّور وبغرور وكان قد فتحهما فاعطى النّاس ووجّه الى البيلمان جيشًا فلم يقاتلوا واعطوا الطاعة وسالمه اهل سُرست وهى مغزى اهل البصرة اليوم واهلها الميد الّذين يقطعون فى البحر +

ثمّ اتى محمّد الكيرج فخرج اليه دوهر فقاتله فانهزم العدوُّ وهرب دوهر ويقال قُتل ونزل اهل المدينة على حكم محمّد فقتل وسبى، قال الشاعر

نحن قتلنا داهرًا ودوهرًا   والخيل تردى منسرًا فمنسرا

---

[1] دیکھو فہرست ابن ندیم (طبع یورپ) ج ۱ - ص ۳۴۷ +

[2] بگمان ایلیٹ یہ تصحیف آدتیہ ہے اور بیرونی نے آدتیہ ہی لکھا ہے۔ نیز دیکھو کننگھم کا جغرافیہ ہند قدیم (کلکتہ سنہ ۱۹۲۴ء) ص ۲۷۰، آدتیہ = آفتاب +

[باب – ٣]

ومات الوليدُ بن عبد الملك وولى سليمانُ بن عبد الملك فاستعمل صالح بن عبد الرّحمٰن على خراج العراق وولّى يزيد بن ابى كبشة السكسكىّ السند فحمل محمّد بن القاسم مقيّدًا مع معاوية بن المُهلّب فقال محمّد متمثّلاً :

أضاعُونِي وَأَيَّ فتىً أضاعُوا ... لِيَوْمِ كَرِيهَةٍ وسِدَادِ ثَغْرِ

فبكى اهل الهند على محمّد وصوّروه بالكيرج فحبسه صالحُ بواسط فقال :

فَلَئِنْ ثَوَيْتُ بِوَاسِطٍ و بأَرْضِهَا ... رَهْنَ الحَدِيد مُكَبَّلاً مَغْلُولاً

فَلَرُبَّ فِتْيَةِ فارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا ... وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ قَتِيلاً

وقال :

لَوْكُنْتُ اَجْمَعْتُ الْقَرَارَ لَوُطِّئَتْ
إِنَاثٌ اُعِدَّتْ لِلْوَغَى وذُكُورُ
وَمَا دَخَلَتْ خَيْلُ السَّكَاسِكِ أَرْضَنَا
وَلا كَانَ مِنْ عَكٍّ عَلَىَّ أَمِيرُ
وَلا كُنْتُ لِلْعَبْدِ الْمَزُونِيّ تَابِعًا
فَيَالَكَ دَهْرٌ بِالْكِرَامِ عَثُورُ

فعذّبه صالحُ فى رجال من آل ابى عقيل حتّى قتلهم ،

وكان الحجّاج قتل ادمراخا صالح وكان يرى راى الخوارج،

وقال حمزة بن بيض الحنفي:

إِنَّ الْمُرُوَّةَ وَالسَّمَاحَةَ وَالنَّدَى
لِمُحَمَّدِ بْنِ القَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
سَاسَ الْجُيُوشَ لِسَبْعِ عَشْرَةَ حِجَّةٍ
يَا قُرْبَ ذَلِكَ سُؤْدُدًا مِنْ مَوْلِدِ

وقال آخر

سَاسَ الرِّجَالَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً
وَلِدَاتُهُ عَنْ ذَاكَ فِي اشْغَالِ

ومات يزيد بن ابي كبشة بعد قدومه ارض السند بثمانيه عشر يومًا واستعمل سليمان بن عبد الملك حبيب بن المهلّب على حرب السند فقدمها وقد رجع ملوك الهند الى ممالكهم فرجع جيشه بن داهر الى برهمناباذ ونزل حبيب على شاطئ مهران فاعطاه اهل الرور الطاعة وحارب قومًا فظفر بهم، ثمّ مات سليمان بن عبد الملك وكانت خلافة عمر بن عبد العزيز بعده فكتب الى الملوك يدعوهم الى الاسلام والطاعة على ان يملّكهم ولهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم وقد كانت بلغتهم سيرته ومذهبه فاسلم جيشه والملوك وتسمّوا باسماء العرب، و

كان عمرو بن مسلم الباهلى عامل عمر على ذلك الثغر فغزا بعض الهند فظفر *

وهرب بنو المُهلّب الى السند فى ايام يزيد بن عبد الملك فوجّه اليهم هلال بن أحْوَز التميمىّ فلقيهم فقتل مُدْرِك بن المُهلّب بقَنْدابيل وقتل المفضّل وعبد الملك وزيادًا ومَرْوان ومعاويه بنى المهلّب وقتل معاوية بن يزيد فى اخرين *

وولى الجُنيدُ بن عبد الرّحمن المرّى من قِبَل عمر بن هبيرة الفزارى ثغر السند *

ثمّ ولّاه ايّاه هشام بن عبد الملك فلمّا قدم خالد بن عبد الله القَسْرِىّ العراق كتب هشام الى الجنيد يامره بمكاتبته فاتى الجنيدُ الديبل *

ثمّ نزل شطّ مهران فمنعه جيشه العبور وارسل اليه: انّى قد اسلمت وولّانى الرّجلُ الصالح بلادى ولست امنك، فاعطاه رهنًا واخذ منه رهنًا بما على بلاده من الخَراج ثمّ انّهُمَا ترادّا الرهن وكفر جيشه وحارب وقيل انّه لم يحارب ولكنّ الجُنيد تجنّى عليه فاتى الهند فجمع جموعًا واخذ السفن واستعدّ للحرب فسار اليه الجنيد فى السفن فالتقوا فى بطيحة الشرقىّ فأُخذ جيشه اسيرا وقد جنحت

سفينته فقتله وهرب صصه بن داهر وهو يريد أنْ يمضى
الى العراق فيشكو غدر الجنيد فلم يزل الجنيد يؤنسه حتّٰى
وضع يده فى يده فقتله +

وغزا الجنيد الكيرج وكانوا قد نقضوا فاتّخذوا كِبَاشًا[1]
نطّاحة فصَكّ بها حائطَ المدينة حتّٰى ثَلَمَه ودخلها عَنْوَةً
فقتل وسبى وغنم، ووجّه العُمّالَ الى المرمد والمَنْدَل
ودَهْنَج وبروص، وكان الجنيد يقول: القتل فى الجزع
الاكبر منه فى الصبر، ووجّه الجنيد جيشًا الى اُزَّيْن[2]
ووجّه حبيب بن مرّة فى جيش الى ارض المَالبة[3] فاغاروا
على اُزَّين وغزوا بهرَيْمه[4] فحرقوا ربضها و فتح الجنيد
البيلمان والجُزر[5] وحصل فى منزله سوى ما اعطى
زُوّاره اربعين الف الف وحمل مثلها قال جرير :—

أَصْبَحَ زُوَّارُ الجُنَيْدِ وَصَحْبُهُ   يُحَيُّونَ صَلْتَ الْوَجْهِ جَمًّا مَوَاهِبُهُ

وقال ابو الجُوَيْرِيَة :—

لَوْ كَانَ يَقْعُدُ فَوْقَ الشَّمْسِ مِنْ كَرَمٍ
قَوْمٌ بِاَحْسَابِهِمْ اَوْ مَجْدِهِمْ قَعَدُوا

---

[1] Battering-rams   [2] اُجین +   [3] مالوه +

[4] ظاہرا تصحیف بھین مال جو کوہ آبو کے نواح میں گوجروں کا دارالسلطنت تھا۔ دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۱۷۹ +

[5] گوجر +

مُحَسَّدُونَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ كَرَمٍ
لَا يَنْزِعِ اللهُ مِنْهُمْ مَالَهُ حُسِدُوا

ثُمَّ وَلِيَ بعد الجنيد تميمُ بن زيد القَيْنِيّ فضعف و وهن و مات قريبًا من الدَّيْبُلِ بِمَاءٍ يقال له ماء الجواميس و انّما سمّى ماء الجواميس لانّه يهرب بها اليه من ذُباب زرق تكون بشاطئ مهران، وكان تميم من اسخياء العرب وجد فى بيت المال بالسند ثمانيه عشر الف الف درهم طاطريّة[1] فاسرع فيها وكان[2] قد شخص معه فى الجند فتًى مِن بنى يربوع يقال له خُنَيس واُمُّه مِن طيّئ الى الهند فاتت الفرزدق فسألته ان يكتب الى تميم فى اِقفاله وعاذت بقبر غالب ابيه فكتب الفرزدق الى تميم :-

أَتَتْنِى فَعَاذَتْ يَا تَمِيمُ بِغَالِبٍ
وَبِالْحُفْرَةِ السَّافِى عَلَيْهَا تُرَابُهَا
فَهَبْ لِى خُنَيْسًا وَاتَّخِذْ فِيهِ مِنَّةً
لِحَوْبَةِ اُمٍّ مَا يَسُوغُ شَرَابُهَا
تَمِيمَ بْنَ زَيْدٍ لَا تَكُونَنَّ حَاجَتِى
بِظَهْرٍ وَلَا يَخْفَى عَلَىَّ جَوَابُهَا

---

[1] الطاطرى درهم و نصف فضّة خالص ۰
[2] دیکھو نقائض ص ۳۸۰ و اغانی ۱۹ : ۳٦ و ۵۰ ؛

فَلَا تُكْثِرِ التَّرْدَادَ فِيهَا فَإِنَّنِي
مَلُولٌ لِحَاجَاتٍ بَطِيءٍ طِلَابُهَا

فلم يدر ما اسم الفتى اهو حبيش ام خنيس فامر أن يقفل كلُّ من كان اسمه على مثل هذه الحروف، وفى ايّام تميم خرج المسلمون عن بلاد الهند ورفضوا مراكزهم فلم يعودوا اليها الى هٰذه الغاية ٭

ثمّ وَلِيَ الحكم بن عَوَانة الكلبي وقد كفر اهلُ الهند الّا اهل قَصَّة فلم ير للمسلمين ملجأً يلجؤُن اليه فبَنَى من وراء البحيرة ممّا يلى الهند مدينةً سمّاها المحفوظة وجعلها ماوىً لهم ومعاذًا ومصّرها وقال لمشائخ كلب من اهل الشّام ما ترون ان نسمّيها فقال بعضهم دمشق وقال بعضهم حمص وقال رجل منهم سمّها تدمر فقال دمّر الله عليك يا احمق ولكنّي اسمّيها المحفوظة ونزلها ٭ وكان عمرو بن محمّد بن القاسم مع الحكم وكان يفوّض اليه ويقلّده جسيم اموره واعماله فاغزاه من المحفوظة فلمّا قدم عليه وقد ظفر امره فبنى دون البحيرة مدينة وسمّاها المنصورة فهى الّتى ينزلها العمّالُ اليومُ، وتخلّص الحكم ما كان فى ايدى العدوّ ممّا غلبوا عليه ورضى النّاس بولايته، وكان خالد يقول واعجبا

ولّيتُ فتى العرب فرُفِض يعنى تميمًا و ولّيتُ ابخل النّاس فرُضِىَ به، ثمّ قُتل الحكم بها، ثمّ كان العمّال بعدُ يقاتلون العدوّ فيأخذون ما استطفّ لهم ويفتحون الناحية قد نكث اهلها +

[باب - ۴]

فلمّا كان اوّل الدّولة المباركة ولّى ابومسلم عبدالرّحمان ابن مسلم مُغَلِّسًا العَبدىّ ثغر السند واخذ على طخارستان وسار حتّى صار الى منصور بن جمهور الكلبى وهو بالسند فلقيه منصور فقتله وهزم جنده فلمّا بلغ ابامسلم ذلك عقد لموسى بن كعب التميمى ثمّ وجّهه الى السند فلمّا قدمها كان بينه وبين منصور بن جمهور مهران ثمّ التقيا فهزم منصورًا وجيشه وقتل منظورًا اخاه وخرج منصور مفلولاً هاربًا حتّى ورد الرمل فمات عطشًا، وولى موسى السند فرمّ المنصورة وزاد فى مسجدها وغزا وافتتح +

و ولّى اميرالمؤمنين المنصور رح هشام بن عمرو التغلبى السند ففتح ما استغلق، و وجّه عمرو بن جمل فى بوارج الى نارند ووجهه الى ناحية الهند فافتتح قَشْمِيرَ و اصاب سبايا

ورقيقاً كثيرًا وفتح المُلتان وكان بقند ابيل متغلّبة من العرب فاجلاهُم عنها واتى القندهار فى السفن ففتحها وهدم البدّ وبنى موضعه مسجداً فاخصبت البلاد فى ولايته فتبرّكوا به ودوّخ الثغر واحكم اموره ❊

ثمّ ولى ثغر السند عمر بن حفص بن عثمان هزارمرد ثمّ داؤد بن يزيد بن حاتم وكان معه ابو الصِمّة المتغلّب اليوم وهو مولى لكندة ❊

ولم يزل امر ذلك الثغر مستقيمًا حتّى وليه بشر بن داؤد فى خلافة المأمون فعصى وخالف فوجّه اليه غسّان بن عبّاد وهُوَ رجل مِن اهل سواد الكوفة فخرج بشر اليه فى الامان وورد به مدينة السلام وخلّف غسّان على الثغر موسىٰ بن يحيىٰ بن خالد بن برمك فقتل باله ملك الشرقى وقد بذل له خمس مائة الف درهم على ان يستبقيه وكان باله هذا التوى على غسّان وكتب اليه فى حضور عسكره فيمن حضره من الملوك فابىٰ ذلك ❊

واثر موسى اثرًا حسنًا ومات سنة ٢١ واستخلف ابنه عمران بن موسىٰ فكتب اليه امير المُؤمنين المعتصم بالله بولاية الثغر فخرج الى القيقان وهم زطّ فقاتلهم فغلبهم وبنى مدينة سمّاها البيضاء واسكنها الجند؛

ثمّ اتى المنصورة وصار منها الى قندابيل وهى مدينة على جبل وفيها متغلّب يقال له محمّد بن خليل فقاتله وفتحها وحمل رؤساءها الى قصدار ثمّ غزا الميد وقتل منهم ثلثة آلاف وسكر سكرًا يعرف بسكر الميد وعسكر عمران على نهر الرور ثمّ نادى بالزطّ الذين بحضرته فاتوه فختم ايديهم واخذ الجزية منهم وامرهم بان يكون مع كلّ رجل منهم اذا اعترض عليه كلب فبلغ الكلب خمسين درهمًا ثمّ غزا الميد ومعه وجوه الزطّ فحفر من البحر نهرًا اجراه فى بطيحتهم حتّى ملح ماءهم وشنّ الغارات عليهم ثمّ وقعت العصبيّة بين النزاريّة واليمانية فمال عمران الى اليمانية فسار اليه عمر بن عبد العزيز الهبّارىّ فقتله وهو غارّ، وكان جدّ عمر هذا ممّن قدم السند مع الحكم بن عوانة الكلبى.


وحدّثنى منصور بن حاتم قال كان الفضل بن ماهان مولى بنى سامة فتح سندان وغلب عليها وبعث الى المامون رحمه بفيل ودعا له فى مسجد جامع اتّخذه بها، فلمّا مات قام محمّد بن الفضل بن ماهان مقامه فسار فى سبعين بارجة[1] الى ميد الهند فقتل منهم خلقًا وافتتح

[1] Barges

مالى ورجع الى سندان وقد غلب عليها اخ له يقال
له ماهان بن الفضل وكاتب اميرَ المُؤمنين المعتصم بالله
واهدى اليه ساجًا لم يرمثله عظمًا وطولاً، وكانت
الهند فى امراخيه فمالوا عليه فقتلوه و صلبوه،
ثمّ انّ الهند بعدُ غلبوا على سندان فتركوا مسجدها
للمسلمين يجمّعون فيه و يدعون للخليفة، +

وحدّثنى ابوبكر مولى الكريزيّين انّ بلدًا يدعى العُسَيفان
بين قشمير والمُلتان وكابل كان له ملك عاقل وكان اهل
ذلك البلد يعبدُون صنمًا قد بُنى عليه بيت و لَبَدُوهُ
فمرض ابنُ الملك فدعى سدنةَ ذلك البيت فقال لهم
ادعُوا الصنم ان يبرئ ابنى فغابوا عنه ساعةً ثمّ اتوه
فقالوا قد دعوناه وقد اجابنا الى ما سألناه فلم يلبث الغلام
ان مات فوثب الملكُ على البيت فهدمه وعلى الصنم
فكسّره وعلى السدنة فقتلهم ثمّ دعا قومًا من تجار
المسلمين فعرضوا عليه التّوحيد فوحّد واسلم وكان ذلك
فى خلافة امير المُؤمنين المعتصم بالله رحمه +

وهذه صورة بلاد السند



من

مقامات

أبي الفضل بديع الزمان الهمذاني

(م. ٣٩٨هـ)

"This a medley of prose and poetry in which the thing is nothing, the style is everything" by Nicholson

ترجمہ ابو الفضل بدیعُ الزّمان

ابو الفضل احمد بن الحسین بن یحیی بن سعید الهمذانی الحافظ المعروف ببدیع الزمان جن کی نسبت ثعالبی صاحب الیتیمۃ نے لکھا ہے :-

لم یُرو انّ احداً بلغ مبلغہ من لُبّ الادب وسرّہٖ وجاءَ بمثل اعجازہ وسحرہ ولم یُلف نظیرہ فی ذکاء القریحۃ وسرعۃ الخاطر وشرف الطبع وصفاءِ الذہن وقوّۃ النفس فانّہٗ کان صاحب عجائب وبدائع الغرائب، شاعر مشہور اور کاتب اور لغوی تھے - ان کی قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ بقول ابو الحسن البیہقیؒ :-

کان یحفظ خمسین بیتاً بسماع واحد ویؤدّیہا من اوّلہا الی آخرہا وینظرُ فی کتاب نظراً خفیفاً فیحفظ اوراقاً ویؤدّیہا من اوّلہا الی آخرہا

اسی طرح وہ نہایت سریع الخاطر اور قوی البدیہہ تھے، قال الثعالبی :-

کان یُقترح علیہ عمل قصیدۃ او انشاء رسالۃ فی معنی بدیع فیفرغ منہما فی الوقت والساعۃ وکان ربما یکتب الکتاب المقترح علیہ فیبتدئ بآخر سطورہ ثمّ ھَلُمَّ جرًّا الی الاوّل ویخرجہ کاحسن شیءٍ واملحہ وکان مع ذلک مقبول الصورۃ خفیف الروح حسن العشرۃ عظیم الخلق شریف النفس

وہ احمد بن فارس صاحب المجمل کے شاگردوں میں سے تھے۔ ۳۸۰ھ میں اُنہوں نے عین نوجوانی میں اپنے وطن ہمذان کو چھوڑا اور صاحب ابن عباد کے دربار میں پہنچے۔ کچھ عرصہ وہاں ٹھیرے۔ بعد میں وہ جرجان گئے اور وہاں سے ۳۸۲ھ میں نیشاپور میں آئے اور یہاں چارسو مقامے تصنیف کئے۔ یہیں فاضل مشہور اُستاد ابوبکر خوارزمی کے ساتھ مناظرہ کیا اور غالب آئے۔ اور اس سبب سے بہت شہرت اور دولت پائی۔ اس واقعہ سے ایک سال کے اندر اندر خوارزمی کا انتقال ہوا تو میدان اُن کے لئے بالکل خالی ہوگیا اور

اُنہوں نے خراسان سیستان اور غزنہ کے اکثر شہروں کی سیر کی اور وہاں کے امراء و وزراء نے ان کی بہت قدردانی کی اور یہ کافی مالدار ہوگئے۔ آخر وہ ہرات میں آبسے اور وہیں قریباً چالیس برس عمر پاکر ۱۱۔ جمادی الاولی ۳۹۸ھ کو فوت ہوئے، ابن خلکان نے لکھا ہے کہ اُن کو زہر دی گئی۔ مگر ساتھ ہی الحاکم جامع رسائل بدیع الزمان سے نقل کیا ہے:-

وسمعت الثقات یحکون انه مات من السکتة وعُجّل دفنه فافاق فی قبره وسُمِعَ صوتُه باللیل وانه نُبش وقد قبض علی لحیته ومات من هول القبر،

ان کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:- (۱) رسائل - (۲) دیوان -(۳) مقامات یہ سب چھپ چکی ہیں۔

مقامات ہمذانی۔ اس فن کی پہلی کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے اور حریری نے اپنے مقامات میں انہی کا تتبع کیا ہے ابو اسحاق حصری نے مقامات ہمذانی کی وجہ تصنیف یوں بیان کی:-

ولمّا رأی ابابکر محمد بن الحسن بن درید الازدی اغرب باربعین حدیثا وذکر انه استنبطها من ینابیع صدره .... فجاء اکثرها تنبو عن قبوله الطباعُ .... عارضه باربعمائة مقامة فی الکدیة تذوب ظرفا وتقطر حسنا لا مناسبة بین المقامتین لفظاً ولا معنیً .... ووقف مناقلتها بین رجلین سمّی احدُهما عیسی ابن هشام والاٰخر ابا الفتح الاسکندری وجعلهما یتهادیان الدرّ ویتنافثان السحر فی معانٍ تُضحك الحزین وتُحرّك الرصین...... وربّما افرد بعضهما بالحکایة وخصّ احدهما بالروایة،

لفظ مقامہ کی تشریح کے لئے دیکھو لٹریری ہسٹری آف دی عرب[له] ص ۳۲۸۔

حوالے

یتیمة الدهر ۴: ۱۶۷، معجم الادباء ۱: ۹۴، ابن خلکان ۱: ۳۹، آداب اللغة العربیة ۳: ۲۷۵۔

له مرجع ہمذانی کی طرف ہے Literary History of the Arabs له

(١) المَقامَةُ القَرِيضِيَّةُ

حَدَّثنا عيسىٰ بنُ هشامٍ قال طرحتني النَّوىٰ مَطارِحَها حتّى اذا وَطِئْتُ جُرجانَ الأَقصىٰ فاستَظهرتُ علىٰ الأَيام بِضياعٍ أجلْتُ فيها يدَ العِمارةِ وأموالٍ وَقفتُها على التجارةِ وحانوتٍ جعلْتُه مَثابةً ورُفقةٍ اتّخذتُها صَحابةً وجعلتُ الدّارَ حاشيتي النَّهارِ وللحانوتِ ما بينهما، فجلسنا يومًا نتذاكرُ القريضَ وأهلَهُ وتلقاءنا شابٌّ قد جلس غيرَ بعيدٍ يُنصِتُ وكأنّه يَفهمُ ويسكتُ وكأنّه لا يعلَمُ حتّى اذا مالَ الكلامُ بنا مَيلَهُ وجرَّ الجِدالُ فينا ذيلَه قال قد أصبتُم عُذَيقَهُ ووافيتُم جُذَيلَه ولوشِئتُ للفظتُ وأفضتُ ولو قُلتُ لأَصدرتُ وأوردتُ ولَجلوتُ الحقَّ في مَعرِضِ بيانٍ يُسمِعُ الصُّمَّ ويُنزِلُ العُصْمَ، فقلتُ يا فاضلُ ادْنُ فقد منَّيتَ وهاتِ فقد أثنيتَ، فدَنا وقال سَلوني أُجبْكم واسمَعوا أُعجِبْكم، فقلنا ما تقولُ في امرئِ القيسِ؟ قالَ هو أولُ من وقفَ بالدِّيارِ وعرَصاتِها واغتدىٰ والطَّيرُ في وُكُناتِها ووَصفَ الخيلَ بصفاتِها ولَم يَقلِ الشِّعرَ كاسِبًا ولم يُجِدِ القولَ راغِبًا ففضَلَ من تفتّق

للحِيلةِ لِسانُهُ وانتجع لِلرَّغبة بنانُهُ. قلنا فما تقول في النَّابِغَةِ؟ قال يَنسبُ اذا عَشِق ويَثلِبُ اذا حَنِق ويَمدَحُ إذا رَغِبَ، ويعتذِرُ اذا رَهِبَ ولا يرمي إلّا صائبًا. قُلنا فما تقولُ في زُهَير؟ قال يُذِيب الشِّعرَ والشِّعرُ يذيبه ويَدْعو القَولَ والسِّحرُ يجيبه. قلنا فما تقول في طَرَفَة؟ قال هُوَ ماءُ الأشعار وطِينتُها وكَنزُ القَوافي ومَدِينتها مات ولم تَظهَرْ أسرَارُ دفائنِهِ. ولم تُفْتَح أغلاق خزائنِهِ. قلنا فما تقول في جَرير والفَرَزدَق وأيُّهما أسبق؟ فقال جَرِيرٌ أرَقُّ شِعرًا وأغزَرُ غَزرًا. والفرزدَق أمتن صَخرًا وأكثر فَخرًا. وجَريرٌ أوجَع هَجوًا وأشرَف يومًا. والفرزدَق أكثر رَومًا وأكرَم قومًا وجَريرٌ اذا نَسَبَ أشجَى. واذا سَلَبَ أردَى. واذا مَدَحَ أسنَى، والفرزدَق اذا افْتَخرَ أجزَى واذا احتَقرَ أزرَى. واذا وَصفَ أوفى. قلنا فما تقول في المحدَثين من الشُّعراء والمتقدِّمين منهم؟ قال المتَقدِّمون أشرف لَفظًا، وأكثر من المعاني حَظًّا، والمتأخِّرونَ ألطَف صَنعًا وأرَقّ نَسجًا قلنا. فلو أرَيتَ من أشعارِكَ ورَوَيتَ لنا من أخبارِكَ. قال خذهما في مَعرِضٍ واحد وقال:

أما ترونى أتغشى طِمْرًا ... مُمتطِيًا فى الضرّ أمرًا مُرًّا
مُنطويًا على الليالى غِمْرا ... مُلاقيا منها صُروفا حُمْرا
أقصى أمانىّ طُلوع الشِّعرَى ... فقد عُنينا بالأمانى دَهرا
وكان هذا الحُرُّ أعلى قَدْرا ... وماءُ هذا الوَجهِ أغلى سِعْرا
ضَربتُ للسَّرّاء قبابًا خُضْرا ... فى دارِ دارا وإوانِ كِسْرى
فانقلبَ الدهرُ لبطنٍ ظَهْرا ... وعادَ عُرفُ العَيشِ عِندى نُكْرا
لم يَبقَ من وَفرى إلا ذِكْرا ... ثمَّ إلى اليوم هَلُمَّ جَرّا
لولا عجوزٌ لى بسُرَّ مَنْ را ... وأفرُخٌ دونِ جبالِ بُصْرى
قد جَلَبَ الدهرُ عليهم ضُرّا ... قتلتُ يا سادةُ نفسى صَبْرا

قال عيسى بنُ هشامٍ فأنلْتُه ما تاحَ وأعرضَ عنّا فراحَ، فجعلتُ انفيهِ وأُثبتُهُ وأُنكِرُه وكأنِّى أعرِفهُ ثمَّ دَلَّتْنى عليه ثَناياهُ فقلتُ الإسكندرىُّ واللهِ! فقد كان فارَقَنا خِشْفًا ووافانا جِلْفًا. ونهضتُ على إثْرِهِ. ثمَّ قبضتُ على خَصْرِهِ؛ وقلتُ ألستَ أبا الفتح؟ ألم نُرَبِّكَ فينا وليدًا ولَبِثتَ فينا من عُمُرِكَ سِنِينَ فأىُّ عجوزٍ لك بسُرَّ مَنْ را؟ فضحِكَ إلىَّ وقال:

وَيْحَكَ هذا الزمانُ زُورُ ... فلا يَغُرَّنَّكَ الغُرُورُ
لا تلتزمْ حالةً ولكنْ ... دُرْ بالليالى كما تدُورُ

(٢) المَقَامَةُ الأَزَاذِيَّةُ

حَدَّثنا عيسى بنُ هشامٍ . قال كنتُ ببغداذ . وقتَ الأزاذِ . فخرجتُ أعتامُ من أنواعِه لِابتياعِه . فسرتُ غيرَ بعيدٍ الى رَجُلٍ قد أخذَ أصنافَ الفواكه و صنَّفها وجمعَ أنواعَ الرُّطَب وصفَّفها . فقبضتُ مِن كلِّ شيءٍ أحسنَهُ . وقرضتُ من كُلِّ نوعٍ أجودَهُ ، فحين جمعتُ حواشيَ الازارِ ، على تلك الاوزارِ . أخذت عيناي رجلاً قد لفَّ رأسَه ببُرقعٍ حياءً ونصبَ جسدَهُ وبسطَ يدَه ، واحتضنَ عيالَهُ . وتأبَّطَ أطفالَهُ . و هو يقول بصوتٍ يدفع الضَّعفَ فى صدرِه والحَرَضَ فى ظهرِه .

وَيلى على كفَّين من سَوِيقِ	أو شحمةٍ تضربُ بالدَّقيقِ
أو قصعةٍ تُملأُ من خِرديقِ	يَفثأُ عنَّا سطواتِ الرِّيقِ
يُقيمُنا عن منهجِ الطَّريقِ	يا رازقَ الثَّروةِ بعدَ الضِّيقِ
سَهِّل على كفِّ فتىً لبيقِ	ذِى نسَبٍ فى مجدِه عريقِ
يَهدِى إلينا قدمَ التَّوفيقِ	يُنقِذُ عيشى من يد التَّرنيقِ

قال عيسى بنُ هشامٍ فأخذتُ من الكيسِ أخذةً و نلتُهُ إيَّاها . فقال :-

يا مَنْ حَبانا بجميلِ بِرِّهِ　　أُفْضِى الى اللهِ بِحُسْنِ سِرِّهِ
أَسْتَحفِظُ اللهَ جميلَ سِتْرِهِ　　إن كان لا طاقَةَ لى بِشُكْرِهِ
فاللهُ رَبّى مِنْ وَراءِ أجرِهِ

قال عِيسى بنُ هشام. فقلتُ له إن فى الكيسِ فضلاً فابْرُزْ لى عن باطِنِكَ أُخْرُجْ إليك عن آخرِهِ فأماط لِثامَهُ فاذا واللهِ شيخنا أبو الفتح الإسكندرِىّ فقلتُ وَيْحكَ أىُّ داهيةٍ أنت. فقال:

أُقَضِّى العُمْرَ تَشْبِيهَا　　على النّاس وتَمْوِيهَا
أرَى الأيّامَ لا تَبقَى　　على حالٍ فأُحْكِيهَا
فيومًا شَرُّهَا فِىَّ　　ويومًا شَرَّتى فيها

وأنشَدَ حاضرَ الوقتِ لنفسهِ:

يا حَرِيصًا على الغِنَى　　قاعِدًا بالمَراصِدِ
لَسْتَ فى سَعْيكَ الّذى　　خُضْتَ فِيهِ بقاصِدِ
إنَّ دُنْياكَ هٰذِهِ　　لستَ فيها بخالِدِ
بَعضُ هذا فإنَّما　　أنْتَ سَاعٍ لِقاعِدِ

(٣) ألمَقامَةُ البَلْخيّةُ

حَدَّثَنا عِيسَى بن هِشامٍ، قال افضتْ بِى الى بَلْخَ تجارةُ البَزِّ فورَدْتُها وأنا بِعُذْرَةِ الشَّبابِ وبالِ الفراغ

وحِليَةِ الثَّروَةِ لا تهمُّنى إلّا نُزهَةُ فِكرٍ أستفيدُها أو شُرودٌ من الكَلِمِ أصيدُها. فما استأذنَ على سَمعى مَسافَةَ مُقامى، أفصحُ مِن كلامى. فلما حَنى الفِراقُ بِناقوسَهُ أو كادَ دَخلَ علىَّ شابٌّ في زِيٍّ مِلءِ العَين ولِحيةٍ تَشوكُ الأخدَعين، وطَرفٍ قد شَرِب بماءِ الرّافدين. ولَقِيَنى من البِرِّ والثَّناء: بما زِدتُه في الجَزاءِ، ثمّ قال. أظَعنًا تُريدُ؟ قلتُ إى واللهِ. فقال أخصَبَ رائدُكَ، ولا ضَلَّ قائِدُكَ، فمتى عزَمتَ؟ فقلتُ غداةَ غَدٍ فقال:

صَباحُ اللهِ لا صُبحُ الطلاقِ وطَيرُ الوصلِ لا طيرُ الفِراقِ

فأين تريدُ؟ فقلتُ الوطنَ. فقال بُلّغتَ الوَطَنَ وقَضيتَ الوطَرَ فمتى العَودُ؟ فقلتُ القابلَ. فقال طَوَيتَ الرَّيطَ وثَنَيتَ الخيطَ. فأينَ أنتَ من الكَرَمِ؟ فقلتُ بحيثُ أرَدتَ فقال: إذا أرجعكَ اللهُ سالمًا من هذَا الطَّريق فاستَصحِب لى عدُوًّا في بُردَةِ صَديقٍ مِن نِجارِ الصُّفْر يَدعوا الى الكُفرِ، ويَرقُصُ على الظُّفرِ كَدارةِ العَينِ، يَحُطُّ ثِقلَ الدَّينِ ويُنافِقُ بوَجهَينِ، قال عِيسى بن هشام: فعلِمتُ أنّه يَلتَمِسُ دِينارًا فقلتُ لكَ ذلكَ نَقدًا، ومِثلُه وَعدًا فأنشأ يقولُ:

رَأيُكَ فيما خَطَبتُ أعلَى لا زِلتَ لِلمَكرُماتِ أهلاَ
صَلُبتَ عُودًا و دُمتَ جودًا وطُلْتَ فرعًا وطِبتَ أصلاَ
لا أستَطيعُ العَطاءَ حَملاً ولا أطيقُ السُّؤالَ ثِقلاَ
قَصُرتُ عن مُنتَهاكَ ظَنًّا وطُلتَ عمَّا ظَنَنتُ فِعلاَ
يا رُجمةَ الدَّهـرِ والمعالي لا لَقِىَ الدَّهرُ منكَ ثُكلاَ

قال عيسى بنُ هشامٍ. فنِلتُه الدينارَ وقلتُ له أين مَنبِتُ هذا الفضل فقال نمَّتنِى قرَيشٌ و مُهِّدلِي الشَّرف فى بَطحائها فقال بَعضُ مَن حَضرَ ألستَ ابا الفتح الإِسكندرِىَّ ألم أرَكَ بالعِراق . تطوفُ فى الأسواق. مُكَدِّيًا بالأوراق فأنشأ يَقول :

إنَّ لِلّهِ عبادًا أخَذُوا العمرَ خَليطا
فَهمُ يمسونَ أعـرابًا ويضحون نَبيطا

(٣) ألمَقامَةُ السِّجِستانِيَّةُ

حَدَّثنا عيسى بن هشامٍ قال حَدَا بى الى سجستانَ أرَبٌ فاقتعَدتُ طِيَّتَه وَامتَطيتُ مَطيَّتَه واستَخرتُ اللهَ فى العَزمِ جَعلتُه أمامى، وَالحَزمِ جعَلتُه إمامى. حتّى هَدانى اليها فوافَيتُ دروبَها وقد وافتِ الشَّمس غُروبَها، واتَّفقَ المَبيتُ حيثُ انتهيتُ فلمّا انتُضِىَ

نَصلُ الصّباح، وبَرَز جيش المِصباح مَشَيتُ الى السُّوق أختارُ منزِلاً فحين انتهيتُ من دائرة البلَد الى نُقطَتِها ومِن قِلادَةِ السُّوقِ الى واسِطَتِها، خَرَق سمعى صَوتٌ حزين له مِن كلِّ عِرْقٍ معينٍ فانتحيتُ وَفدَهُ. حَتّى وَقَفتُ عِندَهُ فاذا رجلٌ على فَرَسهِ مُختَنِقٌ بنفسهِ قد وَلّانى قَذاله وهُو يقُول. من عرفنى فقد عرفنى ومن لم يَعرِفنى فأنا أُعرِّفهُ بنفسى أنا باكورة اليمنِ وأُحدوثة الزمَن، أنا أُدعِيَّةُ الرِّجال، وأُحجِيَّةُ ربّات الحِجال، سَلُوْعنّى البِلادَ و حصُونها. والجبالَ وحزُونَها، والأوْدِيةَ وبطونها، والبِحارَ وعيُونَها، والخيلَ ومتُونَها، مَن الذى مَلَكَ أسوارها، وعرَفَ أسرارها، سَلوا الملوكَ وخزائنَها، والاغلاق ومعادِنَها والأُمور وبواطِنَها، والعُلومَ ومَواطِنَها، والخطوبَ وَمغالِقَها والحروبَ ومَضايقها. مَنِ الّذى أخذ مُختَزَنَها؟ ولم يُؤَدِّ ثمنها؟ ومن الذى ملَكَ مَفاتِحَها وعَرَفَ مَصالِحَها؟ أنا والله فعلتُ ذلكَ وسَفَرْتُ بين الملوك الصِيدِ وكَشَفتُ أستار الخطوبِ السُّودِ. أنا والله شَهِدْتُ حَتّى مَصارِعَ العشّاقِ، ومَرِضْتُ حتّى لِمَرَضِ الأحداق، وهَصَرتُ الغصونَ النّاعِماتِ،

واجتنبتُ وردَ الخدودِ المورّدات ونفرتُ مع ذلك
عنِ الدنيّات، نفورَ طبعِ الكريمِ عن وجوهِ اللئامِ، و
نبوتُ عن المخزياتِ، نبوَّ السمعِ الشريفِ عن شنيعِ
الكلامِ، والآنَ لما أسفرَ صبحُ المشيبِ وعلتني
أُبّهةُ الكِبَرِ عمدتُ لإصلاحِ أمرِ المعادِ، بإعدادِ
الزادِ، فلم أرَ طريقاً أهدى الى الرشادِ، مِمّا أنا
سالكهُ يراني أحدُكم راكبَ فرسٍ، لاثرَ هوسٍ،
يقولُ هذا أبو العجبِ لا ولكنّي أبو العجائبِ عاينتُها
وعانيتُها وأمُّ الكبائرِ قاسيتُها وقايستُها، وأخو الأغلاقِ
صعباً وجدتُها، وهوناً أضعتُها، وغالياً اشتريتُها،
ورخيصاً ابتعتُها، فقدْ واللهِ صحبتُ لها المواكبَ
وزاحمتُ المناكبَ، وراعيتُ الكواكبَ وأنضيتُ
المراكبَ نُفيتُ الى مكارهَ نذرتُ معها، ألّا أدّخرَ
عن المسلمينَ منافعَها، ولا بُدَّ لي أن أخلعَ ربقةَ
هذه الأمانةِ من عنقي الى أعناقِكم وأعرضَ دوائي
هذا في أسواقِكم فليشترِ منّي من لا يتقزّزُ من
موقفِ العبيدِ، ولا يأنفُ من كلمةِ التوحيدِ، وليصنْهُ
من أنجبتْ جدودُهُ، وسُقيَ بالماءِ الطاهرِ عودُهُ.
قال عيسى بنُ هشامٍ: فدرتُ الى وجههِ لأعلمَ علمَهُ

فاذا والله شيخنا أبو الفتح الإسكندري وانتظرت إجفال النعامة بين يديه ثم تعرضت فقلت كم يحل دواؤك هذا؟ فقال يحل الكيس ما شئت. فتركته وانصرفت،

(٥) المقامة الكوفية

حدثنا عيسى بن هشام: قال: كنت وأنا فتي السن أشد رحلي لكل عماية وأركض طرفي الى كل غواية؛ حتى شربت من العمر سائغه ولبست من الدهر سابغه؛ فلما صاح النهار بجانب ليلي؛ وجمعت للمعاد ذيلي؛ وطئت ظهر المروضة؛ لأداء المفروضة؛ وصحبني في الطريق رفيق لم أنكره من سوء؛ وحين تجالينا، وخبرنا بحالينا، سفرت القصة عن أصل كوفي، ومذهب صوفي، وسرنا فلما احتللنا الكوفة ملنا الى داره ودخلناها وقد بقل وجه النهار وطر شاربه و لما اغتمض جفن الليل واخضر جانبه، قرع علينا الباب؛ فقلنا من القارع المنتاب، فقال وفد الليل و بريده وفل الجوع وطريده؛ وحر قاده الضر والزمن المر وضيف وطؤه خفيف وضالته رغيف و

جَارٌ يَسْتَعْدِي على الجُوعِ وَالجَيْبِ المَرْقُوعِ وغَرِيبٌ أُوقِدَتِ النَّارُ على سَفَرِهِ وَنَبَحَ العَوَّاءُ فى أَثَرِهِ. و نُبِذَتْ خَلْفَهُ الحُصَيَّاتُ وكُنِسَتْ بَعْدَهُ العَرَصَاتُ فَنِضْوُهُ طَلِيحٌ وعَيْشُهُ تَبْرِيحٌ ومِنْ دُونِ فَرْخَيْهِ مَهَامِهُ فِيحٌ. قالَ عيسى بْنُ هشامٍ فقبضتُ مِن كِيسِي قَبْضَةَ اللَّيْثِ و بَعَثْتُها اليهِ وقلتُ زِدْنِي سُؤَالاً: أَزِدْكَ نَوَالاً: فقالَ: ما عُرِضَ عَرْفُ العُودِ على أَحَرَّ مِن نارِ الجُودِ. ولا لُقِيَ وَفْدُ البِرِّ. بِأَحْسَنَ مِن بَرِيدِ الشُّكْرِ و مَنْ مَلَكَ الفَضْلَ فَلْيُوَاسِ. فَلَنْ يَذْهَبَ العُرْفُ بينَ اللهِ والنَّاسِ. وأَمَّا أَنْتَ فَحَقَّقَ اللهُ آمَالَكَ. وجَعَلَ اليَدَ العُلْيا لَكَ: قال عيسى بْنُ هِشَامٍ: فَفَتَحْنا له البابَ وقُلْنا ادْخُلْ فَإِذا هُوَ واللهِ شَيْخُنَا أَبو الفَتْحِ الاسكندرِيُّ فقلتُ يا أَبا الفتحِ شَدَّ واللهِ ما بَلَغَتْ مِنكَ الخَصَاصَةُ. وهذا الزِّيُّ خاصَّةً. فتبسَّم وأنشأَ يقول :—

لا يَغُرَّنَّكَ الَّذِي أَنا فِيهِ مِنَ الطَّلَبْ
أَنا فى ثَرْوَةٍ تُشَقُّ لها بُرْدَةُ الطَّرَبْ
أَنا لو شِئْتُ لاتَّخَذْ تُ سُقُوفًا مِنَ الذَّهَبْ
أَنا طَوْرًا مِنَ النَّبِيطِ وطَوْرًا مِنَ العَرَبْ

(٦) أَلْمَقَامَةُ الأَسَدِيَّةُ

حَدَّثَنَا عيسى بْنُ هِشَامٍ قال: كان يَبْلُغُنِى مِنْ مَقَامَاتِ الإِسْكَنْدَرِيِّ وَمَقَالاتِهِ ما يُصْغِى إليه النَّفُورُ، ويَنْتَفِضُ لَهُ الْعُصْفُورُ، ويُرْوَى لنا مِن شِعْرِهِ ما يَمْتَزِجُ بِأَجْزَاءِ النَّفْسِ رِقَّةً، وَيَغْمُضُ عَنْ أَوْهَامِ الكَهَنَةِ دِقَّةً، وأنا أَسْأَلُ اللهَ بَقَاءَهُ، حتّى أُرْزَقَ لِقَاءَهُ، وَأَتَعَجَّبُ مِن قُعُودِ هِمَّتِهِ بِحالَتِهِ. مع حُسْنِ آلَتِهِ. وقد ضَرَبَ الدَّهْرُ شُؤُونَهُ، بِأَسْدَادٍ دُونَهُ، وهَلُمَّ جَرًّا إلى أَنِ اتَّفَقَتْ لى حَاجَةٌ بِحِمْصَ. فَشَحَذْتُ إِلَيْهَا الحِرْصَ. فى صُحْبَةِ أفرادٍ كَنُجُومِ اللَّيْلِ أَحْلاسٍ لِظُهُورِ الخَيْلِ. وأَخَذْنا الطَّرِيقَ نَنْتَهِبُ مَسَافَتَهُ. ونَسْتَأْصِلُ شَأْفَتَهُ. ولَمْ نَزَلْ نَفْرِى أَسْنِمَةَ النِّجَادِ. بتلكَ الجِيادِ. حتّى صِرْنَ كالعِصِيِّ ورَجَعْنَ كالقِسِيِّ وتاحَ لنا وادٍ فى سَفْحِ جَبَلٍ ذى أَلاءٍ وأَثْلٍ كالعَذَارَى يُسَرِّحْنَ الضَّفَائِرَ، ويَنْشُرْنَ الغَدَائِرَ. ومالَتِ الهاجِرَةُ بنا إليها ونَزَلْنا نُغَوِّرُ، ونَغُورُ ورَبَطْنا الأَفْرَاسَ بِالأَمْرَاسِ ومِلْنا مع النُّعَاسِ. فما رَاعَنا إلَّا صَهِيلُ الخَيْلِ. ونَظَرْتُ إلى فَرَسى وقد أَرْهَفَ أُذُنَيْهِ، وَطَمَحَ

بعينيه يجذ قوى الحبل بمشافره ويخد خد الأرض بحوافره. ثم اضطربت الخيل فأرسلت الأبوال. وقطعت الحبال. وأخذت نحو الجبال. وطار كل واحد منا الى سلاحه فاذا السبع فى فروة الموت قد طلع من غابه. منتفخا فى إهابه. كاشرا عن أنيابه. بطرف قد ملئ صلفا. وأنف قد حشى أنفا. وصدر لا يبرحه القلب ولا يسكنه الرعب. وقلنا خطب ملم. وحادث مهم. وتبادر اليه من سرعان الرفقة فتى

أخضر الجلدة فى بيت العرب
يملأ الدلو إلى عقد الكرب

بقلب ساقه قدر. وسيف كله أثر وملكته سورة الأسد فخانته أرض قدمه. حتى سقط ليده وفمه وتجاوز الأسد مصرعه. الى من كان معه. ودعا الحين أخاه، بمثل مادعاه، فصار اليه، وعقل الرعب يديه، فأخذ أرضه، وافترش الليث صدره، ولكنى رميته بعمامتى و شغلت فمه، حتى حقنت دمه، وقام الفتى فوجأ بطنه حتى هلك الفتى من خوفه، والأسد للوجأة فى جوفه. ونهضنا فى أثر الخيل فتألفنا منها ما ثبت، وتركنا منها ما أفلت، وعدنا الى الرفيق لنجهزه.

فَلَمَّا حَثَوْنَا التُّرْبَ فَوْقَ رَفِيقِنَا　　جَزِعْنَا وَلٰكِنْ أَيَّ سَاعَةِ مَجْزَعِ

وَعُدْنَا إِلَى الْفَلَاةِ، وَهَبَطْنَا أَرْضَهَا وَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا ضَمِرَتِ الْمَزَادُ، وَنَفِدَ الزَّادُ أَوْ كَادَ يُدْرِكُهُ النَّفَادُ، وَلَمْ نَمْلِكِ الذَّهَابَ وَلَا الرُّجُوعَ، وَخِفْنَا الْقَاتِلَيْنِ الظَّمَأَ وَالْجُوعَ، عَنَّ لَنَا فَارِسٌ فَصَمَدْنَا صَمْدَهُ، وَقَصَدْنَا قَصْدَهُ، وَلَمَّا بَلَغْنَا نَزَلَ عَنْ حَالِ فَرَسِهِ يَنْقُشُ الْأَرْضَ بِشَفَتَيْهِ، وَيُلْقِي التُّرَابَ بِيَدَيْهِ، وَعَمَدَنِي مِنْ بَيْنِ الْجَمَاعَةِ، فَقَبَّلَ رِكَابِي وَتَحَرَّمَ بِجَنَابِي، وَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ وَجْهٌ يَبْرُقُ بَرْقَ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ، وَقَوَامٌ مَتَى مَا تَرَقَّ الْعَيْنُ فِيهِ تَسْهُلِ، وَعَارِضٌ قَدِ اخْضَرَّ، وَشَارِبٌ قَدْ طَرَّ، وَسَاعِدٌ مَلْآنُ، وَقَضِيبٌ رَيَّانُ، وَنِجَارٌ تُرْكِيٌّ، وَزِيٌّ مَلَكِيٌّ، فَقُلْنَا مَا لَكَ لَا أَبَا لَكَ، فَقَالَ: أَنَا عَبْدُ بَعْضِ الْمُلُوكِ هَمَّ مِنْ قَتْلِي بِهَمٍّ فَهِمْتُ عَلَى وَجْهِي إِلَى حَيْثُ تَرَانِي، وَشَهِدَتْ شَوَاهِدُ حَالِهِ. عَلَى صِدْقِ مَقَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا الْيَوْمَ عَبْدُكَ، وَمَالِي مَالُكَ، فَقُلْتُ: بُشْرَى لَكَ وَبِكَ أَدَّاكَ سَيْرُكَ إِلَى فِنَاءٍ رَحْبٍ، وَعَيْشٍ رَطْبٍ. وَهَنَّأَتْنِي الْجَمَاعَةُ وَجَعَلَ يَنْظُرُ فَتَقْتُلُنَا أَلْحَاظُهُ. وَيَنْطِقُ فَتَفْتِنُنَا أَلْفَاظُهُ فَقَالَ: يَا سَادَةُ إِنَّ فِي سَفْحِ الْجَبَلِ عَيْنًا وَقَدْ رَكِبْتُمْ فَلَاةً

عَوْرَاءَ فَخُذُوا مِنْ هُنالِكَ الماءَ. فلَوَيْنا الأَعِنَّةَ إلى
حَيثُ أشارَ وبَلَغناهُ وقد صهَرَتِ الهاجِرَةُ الأَبدانَ
ورَكِبَتِ الجَنادِبُ العِيدانَ فقال: أَلَا تَقِيلُونَ في
هٰذا الظِّلِّ الرَّحبِ. على هذا الماءِ العَذبِ. فقُلنا:
أنْتَ وذاكَ. فنَزَلَ عن فرسِه وحَلَّ مِنْطَقَتَهُ. ونَحَّى
قُرْطُقَتَهُ فما استَتَرَ عَنَّا إلَّا بِغِلالَةٍ تَنِمُّ على بَدَنِهِ.
فَمَا شَكَكْنَا أنَّهُ خاصَمَ الوِلْدانَ. فَفارَقَ الجِنانَ.
وهَرَبَ مِن رِضْوان. وعَمَدَ الى السُّرُوجِ فَحَطَّها و
الى الأَفْراسِ فَعَشَّها. والى الأَمكِنَةِ فَرَشَّها. وقد
حارَتِ البَصائرُ فيهِ. ووَقَفَتِ الأَبصارُ عليهِ. فقلتُ يا
فتًى ما ألطفَكَ في الخِدمةِ. وأحسنَكَ في الجُملةِ،
فالوَيلُ لِمَن فارَقتَهُ. وطُوبى لِمَن رافَقتَهُ. فكيفَ
شُكرُ الله على النِعمةِ بِكَ. فقال: ما سترَونَهُ مِنّي
أكثرُ أتُعجِبُكُم خِفَّتي في الخِدمةِ. وحُسني في الجُملةِ
فكيفَ لو رأيتُموني في الوَقعةِ. أُرِيكُم مِن حِذقي طَرَفًا
لِتَزدادُوا بي شَغَفًا. فقُلنا: هاتِ، فعَمَدَ الى قَوسِ أحَدِنا
فأَوتَرَهُ وفَوَّقَ سَهمًا فرَماهُ في السَّماءِ، وأتبَعَهُ بآخرَ
فشَقَّهُ في الهَواءِ، وقال سأُرِيكُم نوعًا آخرَ ثمَّ عَمَدَ الى
كِنانَتي فأخَذَها والى فَرَسي فَعَلاهُ ورَمى أحَدَنا بسَهمٍ

أثبتَهُ في صدرِهِ، وآخر طيّرَهُ من ظهرِهِ، فقلتُ:
وَيحكَ ما تصنعُ، قال: اسكُتْ يا لُكَعُ، واللهِ لَيَشُدَّنَّ
كلٌّ منكم يدَ رفيقِهِ، أو لأُغصّنّهُ بريقِهِ، فلم ندرِ ما
نصنعُ وأفراسُنا مربوطةٌ، وسروجُنا محطوطةٌ، و
أسلحتُنا بعيدةٌ وهو راكبٌ ونحن رجّالةٌ والقوسُ في
يدِهِ يرشُقُ بها الظهورَ، ويمشُقُ بها البطونَ والصدورَ. و
حينَ رأينا الجدَّ. أخذنا القِدَّ فشدَّ بعضُنا بعضًا وبقيتُ
وحدي لا أجدُ من يشدُّ يدي، فقال: اخرُجْ بإهابِكَ
عن ثيابِكَ، فخرجتُ ثمّ نزلَ عن فرسِهِ وجعلَ يصفعُ
الواحدَ منّا بعدَ الآخرِ، وينزعُ ثيابَه وصارَ اليَّ وعليَّ
خُفّانِ جديدانِ. فقال: اخلعهما لا أُمَّ لكَ. فقلتُ
هذا خفٌّ لبستُهُ رطبًا فليسَ يمكنُني نزعُهُ. فقال
عليَّ خلعُهُ. ثمّ دنا اليَّ لينزعَ الخفَّ ومددتُ يدي
الى سكّينٍ كانَ معي في الخفِّ وهو في شغلِهِ فأثبتُّهُ في
بطنِهِ. وأبنتُهُ من متنِهِ. فما زادَ على فمٍ فغرَهُ. و
ألقمتُهُ حجرَهُ. وقمتُ الى أصحابي فحللتُ أيديَهم
وتوزّعنا سلبَ القتيلَينِ وأدركنا الرفيقَ وقد جادَ
بنفسِهِ. وصارَ لرمسِهِ. وصِرنا الى الطريقِ ووردنا
حمصَ بعدَ ليالٍ خمسٍ. فلمّا انتهينا الى فُرضةٍ من

سُوقِها رَأَيْنَا رَجُلاً قد قامَ على رَأْسِ ابْنٍ وبُنَيَّةٍ بِجِرَابٍ وعُصَيَّةٍ وهو يقولُ:

رَحِمَ اللهُ مَنْ حَشَا　　فِي جِرَابِي مَكارِمَهْ
رَحِمَ اللهُ مَنْ رَنَا　　لِسَعِيدٍ وفاطِمَهْ
انهُ خادِمٌ لكُمْ　　وهِيَ لا شَكَّ خادِمَهْ

قَالَ عيسَى بنُ هِشامٍ فقلتُ إِنَّ هذَا الرَّجُلَ هو الإِسكنْدَرِيّ الّذِي سَمِعْتُ بهِ وسأَلْتُ عَنهُ فاذا هوهو فَدَلَفْتُ الَيْهِ وقلتُ: احْتَكِمْ حُكْمَكَ. فقال: دِرْهَمٌ. فقلتُ

لَكَ دِرْهَمٌ فِي مِثْلِهِ　　ما دامَ يُسْعِدُ فى النَّفَسْ
فَاحْسُبْ حِسابَكَ وَالْتَمِسْ　　كَيْ ما أُنِيلَ المُلْتَمَسْ

وقلتُ له: دِرْهَمٌ فى اثْنَيْنِ فى ثلاثَةٍ فى أَرْبَعَةٍ فى خَمْسَةٍ حَتَّى انْتَهَيتُ الى العِشْرِينَ: ثُمَّ قُلتُ: كَمْ مَعَكَ؟ قالَ: عِشْرُونَ رَغِيفًا فأَمَرْتُ له بها وقلتُ: لا نَصْرَ مَعَ الخذلانِ ولا حيلةَ مع الحِرْمانِ.

(٧) أَلمَقامَةُ الغَيْلانِيَّةُ

حَدَّثَنا عِيسى بنُ هِشامٍ قال: بَيْنَا نحنُ بجُرْجانَ فى مُجْتَمَعٍ لَنا نَتَحَدَّثُ ومَعَنا يومَئِذٍ رجلُ العَرَبِ حِفْظًا

وَرِوايَةً وهو عِصْمَةُ بنُ بَدْرٍ الفَزَارِيُّ فأفضى بنا الكلامُ الى ذِكْرِ مَنْ أعرَضَ عَنْ خَصْمِهِ احْتِقارًا حتّى ذَكَرْنا الصَّلَتَانَ العَبْدِيَّ والبَعيثَ وما كانَ مِنَ احتِقارِ جرير والفَرَزْدَقِ لهما. فقال عِصْمَةُ: سأُحَدِّثُكُم بما شاهَدَتْهُ عَيْنِي ولا أُحَدِّثُكم عن غيْرِي. بَيْنَما أنا أسيرُ في بِلادِ تَمِيمٍ مُرْتَحِلًا نجيبَةً وقائدًا اجْنيبَةً عَنَّ لي راكِبٌ على أورَقَ جَعْدِ اللُّغامِ فحاذاني حتّى اذا اصْطَكَّ الشَّبَحُ بالشَّبَحِ رَفَعَ صَوتَه بالسّلامِ عليكَ؛ فقلتُ: وعليكَ السَّلامُ ورَحمةُ الله وبركاتُه مَنِ الرَّاكِبُ الجَهِيرُ الكلامِ المُحَيِّي بتَحِيَّةِ الاسلامِ. فقال: أنا غَيْلانُ بن عقبةَ. فقلتُ: مرحبًا بالكَرِيمِ حَسَبُهُ. الشَّهيرِ نَسَبُهُ. السَّائِرِ مَنْطِقُهُ. فقال: رَحُبَ وادِيكَ وعَزَّ نادِيكَ: فَمَنْ أَنْتَ؟ فقلتُ: عِصْمَةُ بن بَدْرٍ الفَزَارِيُّ، قال: حَيّاكَ اللهُ نِعْمَ الصدِيقُ والصاحِبُ والرَّفيقُ. وسِرْنا فلمّا هَجَّرْنا قال: أَلَا نُغَوِّرُ يا عِصْمَةُ فقد صَهَرَتْنا الشَّمسُ. فقلتُ: أنتَ وذاكَ فمِلْنا الى شَجَراتِ أَلَاءٍ كأنَّهنَّ عَذارَى مُتَبَرِّجاتٌ قد نَشَرْنَ غَدائِرَهُنَّ لِأَثْلاثٍ تَناوِحُهنَّ فحَطَطْنا رِحالَنا ونِلْنا من الطَّعامِ وكان ذو الرُّمَّةِ زَهيدَ الأكلِ وصَلَّينا بعدُ وآلَ كلُّ واحِدٍ مِنّا الى ظِلِّ أَثْلَةٍ يُرِيدُ

القائِلَةَ واضطجعَ ذُو الرُّمَّةِ وأردتُ أن أصنعَ مثلَ صنيعِهِ فولّيتُ ظهرىَ الأرضَ، وعيناى لا يملكهما غمضٌ، فنظرتُ غيرَ بعيدٍ الى ناقةٍ كوماءَ قد ضُبِّيَتْ وغبيطُها مُلقًى واذا رجلٌ قائمٌ يَكلأُها كأنَّهُ عسيفٌ أو أسيفٌ فنُهيتُ عنهما وما أنا والسُّؤالَ عمَّا لا يعنينى ونام ذو الرُّمَّةِ غِرارًا ثمَّ انتبهَ وكان ذلكَ فى أيامِ مُهاجاتِه لِبَنى الكَ المَرِّىِّ فرفعَ عقيرتَهُ وأنشدَ يقولُ:

أَمِنْ مَيَّةَ الطَّلَلُ الدَّارِسُ ... أَلَظَّ بِه العاصِفُ الرَّامِسُ
فلَمْ يَبْقَ إلَّا شجيجُ القَذالِ ... ومُستوقَدٌ مالهُ قابِسُ
وحوضٌ تثلَّمَ مِن جانبيهِ ... ومُحتفَلٌ دارسٌ طامِسُ
وعَهدِى بِهِ وبهِ سَكنُهُ ... ومَيَّةُ والإنسُ والآنِسُ
كأنِّى بِمَيَّةَ مُستنفِرٌ ... غزالًا تراءى لهُ عاطِسُ
إذا جئتُها ردَّنى عابِسٌ ... رقيبٌ عليها لها حارِسُ
ستأتى امرءَ القيسِ مأثورةٌ ... يُغنِّى بها العابرُ الجالِسُ
ألمْ تَرَ أنَّ امرءَ القيسِ قدْ ... أَلَظَّ بِهِ داؤُه النَّاجِسُ
هُمُ القومُ لا يألمونَ الهجاءَ ... وهَلْ يألمُ الحَجَرُ اليابِسُ
فما لهُمُ فى العُلا راكبٌ ... ولا لهُم فى الوغى فارِسُ
مُمرطَلةٌ فى حياضِ الملامِ ... كما دعسَ الأدمَ الدَّاعِسُ

إذا طَمَحَ النَّاسُ لِلمَكرُماتِ ... فَطَرفُهُم المُطرِق النَّاعِسُ
تَعَافُ الأكارِم إصهارَهُم ... فَكُلُّ أَيَامَا هُم عانِسُ

فَلمَّا بَلَغَ هذا البيتَ تَنَبَّهَ ذالكَ النَّائِمُ وجَعَلَ يَمسَحُ عَينَيهِ ويقول: أذو الرُّمَيمَةِ يَمنعُني النَّوم بِشِعرٍ غَيرِ مُثَقَّفٍ ولاسائِرٍ فقلتُ: يا غَيلانُ مَن هذا؟ فقال: الفَرَزدَقُ وحَمِيَ ذو الرُّمَّةِ فقال:

وأمّا مُجاشِعُ الأرذلو ... نَ فَلَم يَسقِ مَنبِتَهُم راجِسُ
سَيَعقِلُهم عن مساعي الكِرامِ ... عِقَالٌ ويَحبِسُهُم حابِسُ

فقلتُ: الآنَ يَشرَقُ فَيَثُور ويَعُمُّ هذا و قَبيلَتَه بالهِجاءِ فوَ اللهِ مازادَ الفَرَزدَقُ على أن قال: قُبحًا لَكَ يا ذا الرُّمَيمَةِ أتَعَرَّض لِمِثلي بمقالٍ مُنتَحَلٍ ثُمَّ عادَ في نومِهِ كأنْ لم يَسمَعْ شيئًا وسارَ ذو الرُّمَّةِ وسِرتُ معه وإنِّي لأرَى فيهِ انكِسارًا حتَّى افترقنا +

(٨) المَقامَةُ الأذرَبِيجانِيَّةُ

قال عيسى بنُ هِشامٍ: لمَّا نَطَّقَنِي الغِنَى بِفاضِلِ ذَيلِهِ اتُّهِمتُ بمالٍ سَلَبتُهُ أو كَنزٍ أصَبتُهُ. فَحَفَزَنِي اللَّيلُ، وسَرَت بِيَ الخَيلُ، وسَلَكتُ في هَرَبي مَسالِكَ لم يَرضَها السَّيرُ، ولا اهتَدَت إليها الطَّيرُ حتَّى طَوَيتُ

أَرْضَ الرُّعبِ وتجاوزتُ حَدَّهُ وصِرْتُ إلى حَمَى الأَمنِ و وَجَدْتُ بَرْدَهُ وبَلَغْتُ أذربيجانَ وقد حَفِيَتِ الرَّواحِلُ و أَكَلَتْها المراحِلُ، ولمّا بَلَغتُها

نَزَلْنا على أنَّ المُقامَ ثَلاثَةٌ فطابَتْ لنا حتّى أقمنا بها شَهْرا

فَبينا أنا يومًا في بَعْضِ أسواقِها إذْ طَلَعَ رَجُلٌ بِرُكْوَةٍ قد اعتَضَدَها. وعَصًا قد اعْتَمَدَها. ودَنِيَّةٍ قد تَقَلَّصَها. وفُوطَةٍ قد تطَلَّسَها. فرَفَعَ عَقِيرَتَهُ وقالَ: اَللّٰهُمَّ مُبْدِئَ الأَشياءِ ومُعِيدَها ومُحْيِيَ العِظامِ ومُبيدَها. وخالقَ المِصباحِ ومُديرَهُ. وفالقَ الإصباحِ ومُنيرَهُ. ومُوصِلَ الآلاءِ سابغةً إلينا. ومُمسِكَ السَّماءِ أنْ تَقَعَ علينا. وبارِئَ النَّسَمِ أزواجًا. وجاعِلَ الشَّمسِ سِراجًا والسَّماءِ سَقفًا والأرضِ فِراشًا. وجاعِلَ اللَّيلِ سَكَنًا والنَّهارِ معاشًا. ومُنشِئَ السَّحابِ ثِقالًا. ومُرسِلَ الصَّواعِقِ نَكالًا. وعالِمِ ما فوقَ النُّجومِ. وما تحتَ التُّخومِ. أسألُكَ الصَّلاةَ على سَيِّدِ المُرسَلينَ مُحَمَّدٍ وآلِهِ الطّاهِرينَ و أنْ تُعِينَني على الغُربَةِ أَثْنِي حَبْلَها. وعلى العُسْرَةِ أَعْدُو ظِلَّها. وأنْ تُسَهِّلَ لي على يَدَيْ مَنْ فَطَرْتَهُ الفِطْرَةَ. وأطلَعْتَهُ الطُّهرَةَ. وسَعِدَ بالدِّينِ المَتينِ.

ولم يَعْمَ عن الحقِّ المُبينِ. راحِلَةً تطوِي هذا الطَّريقَ. و زادًا يَسَعُني والرَّفيقَ. قال عيسى بنُ هِشامٍ: فناجيتُ نفسِي بأنَّ هذا الرَّجلَ أفصحُ مِن إسكندريِّنا أبي الفتح والتفتُّ لفتةً فاذا هو واللهِ أبو الفتح. فقلتُ: يا أبا الفتح بلغَ هذهِ الأرضَ كيدُكَ. وانتهى الى هذا الشِّعبِ صيدُكَ فأنشأ يقول:

أنا جوَّالةُ البلا + دِ وجوَّابةُ الأُفُقْ
أنا خُذْرُوفةُ الزَّما + نِ وعمَّارةُ الطُّرُقْ
لا تلُمْني لكَ الرَّشا + دُ على كُدْيتي وذُقْ

(٩) أَلمَقَامَةُ الجُرْجَانِيَّةُ

حدَّثنا عيسى بنُ هِشامٍ. قال: بينا نحنُ بجُرجانَ في مجمعٍ لنا نتحدَّثُ وما فينا إلّا منّا، إذ وقفَ علينا رجلٌ ليسَ بالطَّويلِ المتمدِّدِ، ولا القصيرِ المتردِّدِ، كثُّ العُثنونِ يعلوهُ رَوعُ صُفارٍ في أطمارٍ، فافتتحَ الكلامَ بالسَّلامِ، وتحيَّةِ الإسلامِ. فولَّانا جميلًا، وأوليناه جزيلًا، فقال: يا قومِ إنِّي امرؤٌ مِن أهلِ الإسكندريَّةِ، مِنَ الثُّغورِ الأُمويَّةِ، نَمَتْني سُلَيمٌ ورحَّبتْ بي عَبْسٌ، جُبتُ الآفاقَ، وتقصَّيتُ العِراقَ، وجُبتُ البدوَ والحضرَ

ودارَى رَبيعةَ ومُضَرَ، ما هُنْتُ، حَيثُ كنتُ فلا يُزْرِيَنَّ بي عِنْدَكُمْ ما ترَونَهُ مِن سَمْلِي وأطماري فلقَدْ كُنَّا واللهِ مِنْ أهْلِ ثَمٍّ ورَمٍّ. نرْغي لَدَى الصَّباحِ. ونثْغِي عِنْدَ الرَّواحِ.

وفينا مَقاماتٌ حِسَانٌ وُجوهُهُمْ
وأنْدِيَةٌ يَنْتابُها القَوْلُ وَالفِعْلُ
على مُكْثِرِيهِمْ رِزْقُ مَنْ يَعْتَرِيهِمْ
وعِنْدَ المُقِلِّينَ السَّماحةُ وَالبَذْلُ

ثُمَّ انَّ الدَّهرَ يا قومُ قَلَبَ لي مِن بَيْنِهِم ظَهرَ المِجَنِّ. فاعْتَضْتُ بالنَّومِ السَّهَرَ. وبالإقامةِ السَّفَرَ تترامَى بي المَرَامِي. وتهادَى بي المَوامِي. وقَلَعتْني حَوادِثُ الزَّمَنِ قَلْعَ الصَّمْغَةِ. فأُصْبِحُ وأُمْسِي أنْقَى مِنَ الرَّاحَةِ وأعرَى مِن صَفْحَةِ الوَلِيدِ. وأصبَحْتُ فارِغَ الفِناءِ. صِفْرَ الإناءِ. مالي إلَّا كآبةُ الأسفارِ. ومُعاقرةُ السِّفارِ. أُعاني الفَقْرَ. وأُماني القَفْرَ. فِراشِي المَدَرُ ووِسادِي الحَجَرُ.

بآمدَ مرَّةً وبرأْسِ عَيْنٍ
وأحياناً بميَّافارقينا
لَيلةً بالشامِ ثُمَّتَ بالأهوازِ رَحْلِي وليلةً بالعِراقِ

فما زالتِ النَّوَى تطرَحُ بي كُلَّ مَطرَحٍ حتَّى وَطِئتُ بِلادَ

الحَجَرِ، وأحَلَّتنى بَلَدَ هَمَذانَ. فَقَبِلَنِى أحياؤُها. و
اشرأبَّ الىَّ أحِبَّاؤُها، ولكنِّى مِلتُ لِأعظَمِهِم جَفنَةً و
أزهَدِهِم جَفوةً:

لهُ نارٌ تُشَبُّ على يَفاعٍ إذا النِيرانُ أُلبِسَتِ القِناعا

فَوَطَّأَ لى مَضجَعًا، ومَهَّدَ لى مَهجَعًا، فإنْ وَفى لى وِشيَةً
هَبَّ لِىَ ابنٌ كأنَّهُ سيفٌ يمانٍ، أو هِلالٌ بَدَا فى غَيرِ
قَتمانٍ، وأولانى نِعَمًا ضَاقَ عَنها قَدرِى، واتَّسَعَ بها
صَدرِى، أوَّلُها فَرشُ الدَّارِ، وآخِرُها ألفُ دِينارٍ، فما
طَيَّرَتنِى إلَّا النِّعَمُ، حَيثُ تَوالَت، والدِّيَمُ لما انثالَت،
فَطلعتُ عن هَمَذانَ طُلوعَ الشَّارِدِ، ونَفَرتُ نِفارَ
الآبِدِ، أفرِى المسالِكَ وأقتَفِرُ المَهالِكَ، وأُعانى المَمالِكَ،
على أنِّى خَلَّفتُ أمَّ مَثوَاىَ وزُغلُولًا لى

كأنَّهُ دُملُجٌ مِن فِضَّةٍ نَبِهٌ فى مَلعَبٍ مِن عَذارَى الحَىِّ مَفصُومُ

وقد هَبَّت بى اليكم رِيحُ الاحتِياجِ. ونَسِيمُ الإِلفاجِ.
فانظُروا رَحِمَكُمُ اللهُ لِنَقضٍ مِنَ الأنقاضِ مَهزُولٍ.
هَدَّتهُ الحاجَةُ. وكَدَّتهُ الفاقَةُ:

أخا سَفَرٍ جَوَّابَ أرضٍ تَقاذَفَت
بهِ فَلَواتٌ فهوَ أشعَثُ أغبَرُ

جعلَ اللهُ لِلخيرِ عليكم دَليلاً. ولا جعَلَ لِلشَّرِّ اليكم سَبيلاً.

قال عيسى بنُ هِشامٍ: فَرَقَّتْ واللهِ لهُ القُلُوبُ. واغْرَورَقَتْ لِلُطْفِ كلامِهِ العيونُ. ونِلْناهُ ما تاحَ في ذلِكَ الوَقتِ. وأعْرَضَ عنَّا حامِدًا لنا. فتَبِعْتُهُ فاذا هوَ واللهِ شَيْخُنا أبو الفَتحِ الإسكندريُّ *

(١٠) ألمَقامةُ الاصْفَهانِيَّة

حَدَّثَنا عيسى بنُ هشامٍ قال: كُنْتُ بأصفهانَ أعتزِمُ المسير الى الرَّيِّ. فحَلَلْتُها حُلولَ الفَيِّ. أتوَقَّعُ القافِلَةَ كلَّ لَمحةٍ. وأترَقَّبُ الرَّاحِلَةَ كلَّ صُبحةٍ. فلمَّا حُمَّ ما توَقَّعْتُه نُودِيَ لِلصَّلاةِ نِداءً سَمِعتُه. وتعيَّنَ فَرضُ الإجابةِ. فانْسَلَلْتُ مِنْ بينِ الصَّحابةِ. أغْتَنِمُ الجماعةَ أُدْرِكُها. وأخْشَى فَوْتَ القافِلَةِ أتْرُكُها. لكِنِّي اسْتَعَنْتُ ببَركاتِ الصَّلاةِ. على وَعْثاءِ الفَلاةِ فَصِرْتُ إلى أوَّلِ الصُّفوفِ ومَثَلْتُ لِلوُقوفِ، وتقَدَّمَ الإمامُ الى المِحْرابِ، فقَرأَ فاتِحةَ الكِتابِ، بِقِراءةِ حَمزَةَ، مَدَّةً وهَمْزَةً. وبِيَ الغَمُّ المُقيمُ المُقعِدُ في فَوتِ القافِلَةِ، والبُعدِ عَنِ الرَّاحِلَةِ، وأتْبَعَ الفاتِحةَ الواقِعةَ، وأنا أتصلَّى نارَ الصَّبْرِ وأتَصَلَّبُ، وأتقَلَّى على جَمرِ الغيظِ وأتقلَّبُ، وليسَ الَّا السُّكوتُ والصَّبْرُ، أو الكَلامُ والقَبْرُ لِما عَرَفْتُ

مِن خُشونَةِ القَوْمِ في ذالكَ المَقامِ، أنْ لَوْ قطعَتِ الصّلاةُ
دُونَ السَّلامِ، فوَقَفْتُ بقَدَرِ الضَّرورةِ على تِلكَ الصُّورةِ،
الى انْتهاءِ السُّورَةِ، وقد قَنطتُ مِن القافِلة، وأيستُ
مِن الرَّحْلِ والرّاحِلة، ثمّ حَنَى قوسَه للرُّكوعِ، بِنَوعٍ
مِنَ الخُشوعِ، وضَرْبٍ مِن الخُضوعِ، لم أعْهَدْهُ مِن
قَبلُ، ثمّ رفع رأسَهُ ويدَهُ وقالَ سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ،
وقامَ حتّى ماشَكَكْتُ أنّهُ قد نامَ، ثمّ ضَرَبَ بيَمينِهِ،
وأكبَّ لِجَبينِه، ثمّ انكبّ لِوَجْهِه. ورَفعتُ رأسي
أنتهزُ فُرصةً، فلم أرَ بينَ الصُّفوفِ فُرجةً، فعُدتُ
الى السُّجودِ، حتّى كبّرَ لِلقُعُودِ، وقامَ الى الرّكعةِ الثّانيةِ،
فقرأ الفاتحةَ والقارعةَ قِراءةً استوفى بها عُمْرَ السّاعةِ،
واستنزفَ ارْواحَ الجَماعةِ، فلمّا فرَغ مِن ركعتَيه، وأقبلَ
على التّشهُّدِ بلَحيَيهِ. ومالَ الى التّحيّةِ بأخدعَيهِ.
وقلتُ قد سهّلَ اللهُ المَخرجَ، وقرّبَ الفَرَجَ. قامَ رَجُلٌ
وقال: مَن كانَ مِنكُم يُحِبُّ الصّحابةَ والجَماعةَ.
فليُعِرْني سَمْعَهُ ساعةً. قال عيسَى بنُ هِشامٍ: فلزِمتُ
أرْضي. صِيانةً لِعِرْضي. فقالَ: حَقيقٌ علَيَّ أنْ لا
أقُولَ غيرَ الحَقّ. ولا أشْهَدَ إلّا بالصِّدقِ. قد جِئتُكم ببِشارةٍ
مِن نبيِّكُمُ الّتي لا أُؤدِّيها حتّى يُطهِّرَ اللهُ هذا المَسجِدَ

مِن كلِّ نذلٍ يجحدُ نبوءتَه. قال عيسى بنُ هشامٍ. فربطني بالقيود. وشدّني بالحبالِ السُّودِ. ثمّ قال: رأيتُه صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ في المنامِ. كالشّمسِ تحتَ الغمامِ، والبدرِ ليلَ التّمامِ، يسيرُ والنُّجومُ تتبعُه، ويسحبُ الذّيلَ والملائكةُ ترفعُه، ثمّ علّمني دعاءً أوصاني أن أعلمَ ذلكَ أُمّتَه، فكتبتُه على هذه الأوراقِ بخلوقٍ ومسكٍ، وزعفرانٍ وسُكٍّ، فمن استوهبَه منّي وهبتُه، ومن ردّ عليّ ثمنَ القرطاسِ أخذتُه.

قال عيسى بنُ هشامٍ. فلقدِ انثالتْ عليهِ الدّراهمُ حتّى حيّرته وخرجَ فتبعتُه متعجّبًا من حذقِه بزرقِه، وتمحّلِ رزقِه، وهممتُ بمسألتِه عن حالِه فأمسكتُ، وبمكالمتِه فسكتُّ، وتأمّلتُ فصاحتَه في وقاحتِه، وملاحتَه في استماحتِه، وربطَه النّاسَ بحيلتِه، وأخذَه المالَ بوسيلتِه، ونظرتُ فإذا هو أبو الفتحِ الإسكندريُّ، فقلتُ: كيف اهتديتَ إلى هذه الحيلةِ فتبسّمَ وأنشأ يقولُ:

النّاسُ حُمُرٌ فَجُوِّزْ وابْرُزْ عليهِمْ وبَرِّزْ
حتّى إذا نلتَ منهُمْ ما تشتهيهِ ففرِّزْ

من
وفيات الاعيان
و
انباء ابناء الزّمان

للقاضي ابن خلّكان

ترجمۂ قاضی ابن خلّکان

شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراھیم الاربلی البرمکی الشافعی کی تاریخ ولادت ۶۰۸ھ ہے۔ وہ اربل کے مدرسۂ مظفّریہ میں پیدا ہوئے۔ جہاں اُن کا والد مدّرس تھا۔ اربل عراق کا ایک شہر ہے۔ جو دجلہ کے مشرق میں موصل سے ۲۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان کی تعلیم پہلے اربل میں ہوئی۔ پھر حلب میں جہاں ۱۲۶ سے انہوں نے الجوالیقی اور ابن شدّاد سے پڑھا۔ اسکے بعد وہ دمشق میں پڑھتے رہے ۶۳۶ھ میں وہ قاہرہ گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد نائب قاضی مقرّر ہوئے۔ اور ۶۵۹ھ میں دمشق کے قاضی القضاۃ کا عہدہ ان کو دیا گیا۔ جس پر وہ دس سال تک فائز رہے۔ مگر تین سال کے بعد مذاہب اربعہ میں سے صرف شافعیوں کی قضا اُن کے حوالے رہی۔ اس کے بعد وہ قاہرہ واپس آئے۔ اور سات سال تک قاہرہ کے مدرسۂ فخریہ میں مدّرس رہ کر پھر دوبارہ قاضی القضاۃ دمشق مقرّر ہوئے۔ ۶۸۰ میں یہ عہدہ ان کے ہاتھ سے پھر جاتا رہا اور رجب ۶۸۱ھ میں وہ دمشق میں فوت ہوئے۔ ۷۳ سال عمر پائی۔ ابن کثیر نے ان کی نسبت لکھا ہے۔ وکان له نظم حسن رائق ومحاضرته فی غایة الحسن وله التاریخ المفید الذی وسمه بوفیات الاعیان من اکبر المصنفات؛ وفیات کے سوا اور کوئی کتاب انکی تصنیف سے نہیں ہے۔ البتہ وفیات کے آخر میں ان کا ترجمہ جو نصر ہورینی نے دیا ہے۔ اس میں ڈھائی تین صفحہ ان کے اشعار کے ہیں +

مصنّف نے وفیات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ کو مشاہیر متقدمین کے حالات اور ان کے وفیات وموالد اور باعتبار زمانہ ان کی ترتیب کی تلاش رہتی تھی۔ یہ مواد کچھ کتابوں سے ملا، کچھ علما کی زبانی میرے پاس متفرق یادداشتوں کی صورت میں جمع ہوا۔ مگر آہستہ آہستہ ان یادداشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی۔ کہ

ترتیب کے بغیر ان میں کسی بات کا ڈھونڈنا مشکل اور اس لیے ہم ان کو ترتیب دینا ضروری ہو گیا۔ ترتیب حروفِ معجم کے اعتبار سے سہل معلوم ہوئی۔ اس لئے یہی ترتیب اختیار کی گئی۔ اور اس ترتیب کو پہلے دو حرفوں میں جاری کیا گیا۔ صحابہ اور تابعین رض میں سے بہت کم لئے گئے اور خلفاء رض کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ اس لئے کہ ان کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ معاصر فضلا کی ایک جماعت کا ذکر کیا گیا۔ خواہ ان سے میری ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی۔ مَیں نے کسی خاص جماعت مثلاً علما، ملوک، امرا، وزرا، شعرا کو نہیں لیا۔ بلکہ ہر قسم کے مشاہیر جن کا حال لوگ پوچھتے ہیں۔ ان کا ذکر کتاب میں شامل کیا۔ خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور وفات اور مولد (اگر معلوم ہو سکا) اور نسب درج کیا گیا ہے اور جن الفاظ کی تصحیف کا خوف ہے۔ ان کو مقید کیا گیا ہے۔ تفنّنِ طبع ناظرین کے لئے ہر شخص کے محاسن میں سے کوئی نہ کوئی مناسب بات بھی لکھ دی گئی ہے۔ مثلاً کوئی مکرمت یا نادرہ یا شعر یا رسالہ غرض اس طریق سے باوجود مشاغل و موانع یہ کتاب سنہ ۶۵۴ھ میں قاہرہ ہی میں مرتب ہوئی (ملخصا)۔

اس کے بعد کتاب کے آخر میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا حاصل حسبِ ذیل ہے:۔

وفیات الاعیان سنہ ۶۷۲ھ میں قاہرہ میں ختم ہوئی۔ دیباچہ میں جو طریقہ درج ہوا۔ اس کے مطابق یہ کتاب باوجود مصروفیت کے یحییٰ بن خالد بن برمک کے حال پر پہنچی۔ مگر سنہ ۶۵۹ھ میں مجھے سلطان بیبرس کے ہمرکاب دمشق جانا پڑا۔ اور پورے دس سال وہاں ٹھہرا رہا۔ اس لئے اس نسخے کو ختم کر دیا گیا۔ اور آخر میں لکھ دیا گیا کہ مشاغل نے تکمیل کتاب کی مہلت نہ دی۔ بعد میں ایک جامع تر کتاب لکھی جائیگی۔ سنہ ۶۶۹ھ میں قاہرہ واپس آنے پر فرصت ملی۔ اور مطلوبہ کتابوں سے مزید مواد فراہم کر کے موجودہ صورت میں کتاب کو ختم کیا گیا جس

طرح کی جامع کتاب لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ارادہ ابھی موجود ہے +
افسوس کہ مصنّف کا یہ ارادہ پُورا نہ ہو سکا +

براکلمن نے لکھا ہے کہ وفیات الاعیان شخصی حالات اور تاریخ ادب کے مطالعہ میں مدد دینے والی نہایت اہم کتابوں میں سے ہے اس لئے کہ جن کتابوں میں سے اس کا مواد اخذ کیا گیا تھا وہ اب اکثر و بیشتر ناپید ہیں مصنّف کا خود نگاشتہ مسودہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ کتاب قاہرہ میں تین مرتبہ، طہران، اور جرمنی میں ایک ایک مرتبہ چھپی ہے، پیرس سے بھی ایک نامکمل ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ کتاب کا انگریزی میں مکمل ترجمہ موجود ہے۔ یہ ترجمہ ڈیسلان (De Slane) نے کیا۔ (آئندہ صفحوں میں انگریزی حروف میں جو حواشی درج ہیں۔ وہ اسی انگریزی ترجمہ سے ماخوذ ہیں) ان تراجم کے علاوہ ترکی اور اُردو میں بھی اِس کتاب کا ترجمہ[1] ہو چکا ہے۔ سلطان صلاح الدین کا حال جو یہاں درج کیا جاتا ہے، وفیات طبع مصر سنہ ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۷۹ ۳ بعد سے لیا گیا ہے بعض عبارتیں اختصار کی غرض سے حذف کی گئی ہیں۔ اور حذف کی علامت دی گئی ہے۔ اور ابواب و فصول کے عنوان وضاحت کی غرض سے بڑھا دئے گئے ہیں۔ اور ان کو خطوط وحدانی میں درج کیا گیا ہے۔ صلاح الدین تصنیف سٹینلی لین پول کے حوالے حواشی میں دئے گئے ہیں۔ تاکہ طالب علم مزید اطلاع کیلئے اِس کتاب کی طرف رجوع کر سکے سلطان کی عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے کتاب مذکور کے باب ۲۲ کے مطالعہ کی سفارش خصوصیّت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اسی طرح کتاب مذکور میں سے ذیل کے نقشوں اور تصویر کو بھی دیکھنا چاہیے (۱) طبریہ اور عکا کے درمیان کا علاقہ ص ۲۰۶ پر، (۲) قبر سلطان صلاح الدین ص ۳۶۸ پر + دونو نقشے جو اگلے صفحوں پر درج ہیں وہ بھی اسی کتاب سے ماخوذ ہیں +

مصادر ۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۳۹۶ (حوالے ان کتابوں کے جن میں ترجمہ ابن خلکان موجود ہے ص ۳۹۷ پر دئے گئے ہیں) وفیات الاعیان (طبع سنہ ۱۳۱۰ ج ۲ ص ۴۲۱) ترجمہ وفیات از دیسلان جلد ۴ ص ا تا ۱۹ (حیاتِ ابن خلکان) +


ارمينيه كوچك
طرسوس
انطاكيه
حلب
اللاذقيه
حماه
حمص
طرابلس الشام
جبيل
بيروت
صيدا
صور
دمشق
عكا
جولان
حوران
يافا
القدس
عسقلان
البلقا
بحر روم
بادية الشام
خريطه
شام و فلسطين



خریطۂ قاهره بزمانِ سلطان صلاح الدین

(ماخوذ از صلاح الدین مصنفہ لین پول)

ابو المظفر یوسف بن شادی المُلقّب الملک الناصر صلاح الدّین صاحب الدّیار المصریة والشامیّة والعراقیّة والیمنیّة

[۱- مقدّمة]

... اتفق اهل التاریخ علی ان اباه واهله من دُوِینْ[۱] (بضم الدال المهملة وکسر الواو وسکون الیاء المثناة من تحتها وبعد ها نون) وهی بلدة فی آخر عمل أذربیجان من جهة اران وبلاد الکُرجْ[۲] وانهم اکراد رَوَادِیّة (بفتح الراء والواو وبعد الالف دال مهملة مکسورة ثم یاء مثناة من تحتها مشددة وبعد ها هاء) والرَّوَادِیّة بطن من الهَذَبانیّة (بفتح الهاء والذال المعجمة وبعد الالف

---

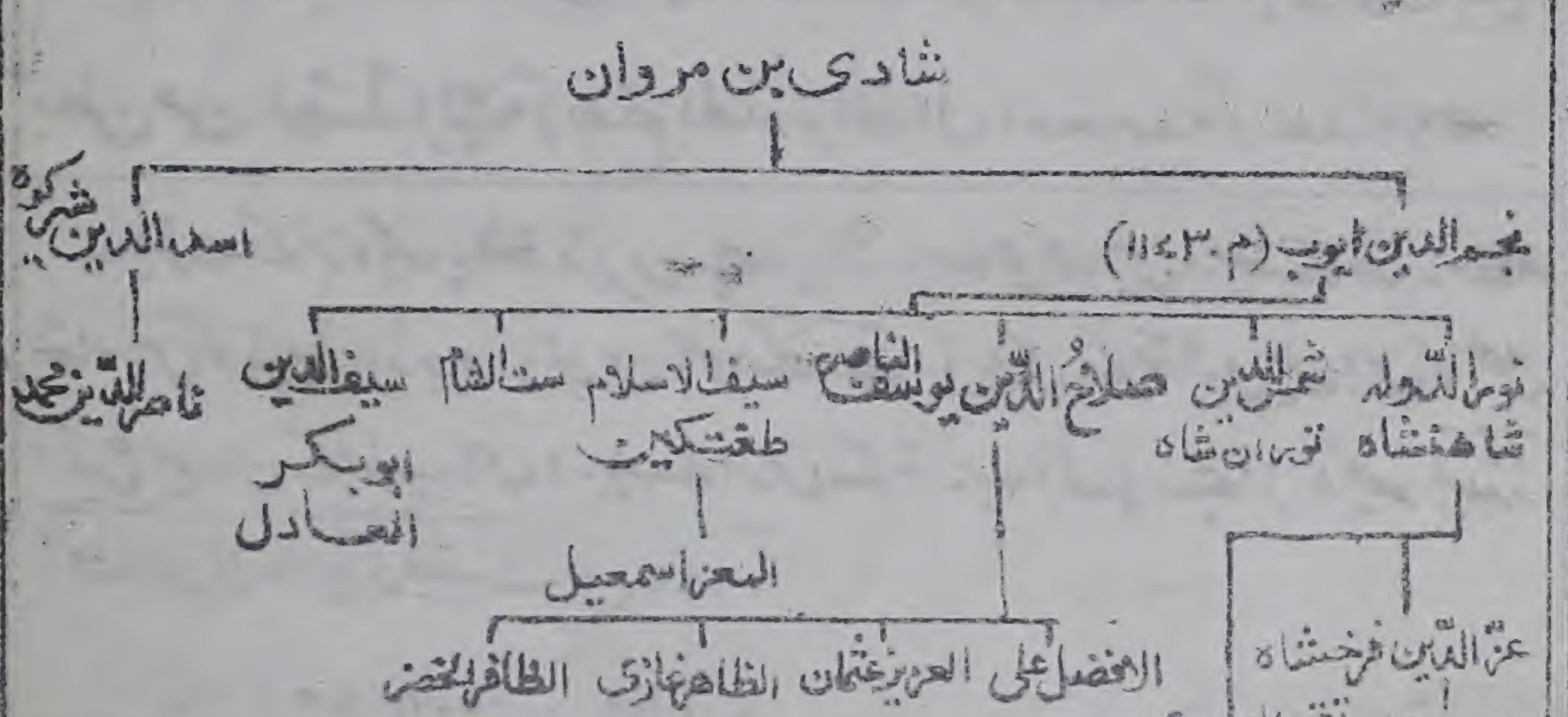
[۱] یاقوت کے نزدیک یہ لفظ دَوِین ہے۔ یہ شہر اسلامی عہد میں ارمینیہ کا صدر مقام تھا، اس کو دَبیل، دُوِین یا تُوِین بھی کہتے تھے۔ آج کل کے نقشوں میں اس کا محلِ وقوع ایروان کے جنوب میں دریائے ارس کے قریب دکھایا ہے (دیکھو لینڈز آف دی ایسٹرن کیلیفیٹ ص ۱۸۲)۔

[۲] The Georgians.

نون مكسورة ثم ياء مشدّدة مثنّاة من تحتها وبعدها هاء) وهي قبيلة كبيرة من الاكراد، وقال لي رجل عارف بما يقول وهو من اهل دُوِين ان على باب دوين قرية يقال لها اَجْدَانَقان (بفتح الهمزة وسكون الجيم وفتح الدال المهملة وبعد الالف نون مفتوحة وقاف وبعد الالف الثانية نون اخرى) وجميع اهلها اكراد رَوَادِيّة ومولد ايوب والد صلاح الدين بها، وشادى اخذ ولديه منها اسد الدين شيركوه ونجم الدين ايوب وخرج بهما الى بغداد ومن هناك نزلوا تكريت ومات شادى بها، وعلى قبره قبة داخل البلد،

ولقد تتبّعتُ نسبهم كثيرا فلم اجد احدًا ذكر بعد شادى ابا آخر حتى انّى وقفتُ على كتب كثيرة باوقاف واملاك باسم شيركوه وايوب فلم ار فيها سوى "شيركوه بن شادى" و"ايوب بن شادى" لا غير، وقال لى بعض كبراء بيتهم هو شادى بن مروان[1] وقد

[1] سہولت مراجعت کے لئے اس خاندان کے اُن افراد کا شجرۂ نسب ذیل میں درج کیا جاتا ہے جن کا ذکر اس ترجمہ میں آیا ہے :—



ذکرتُ ذلک فی ترجمۃ ایوب وشیرکوہ، ....

ورأیت فی تاریخ حلب الذی جمعہ القاضی .... ابن العدیم الحلبی بعد ان ذکر الاختلاف فی نسبہم فقال : وقد کان المعز اسمٰعیل بن سیف الاسلام بن ایوب ملک الیمن ادعی نسبا فی بنی امیۃ وادّعی الخلافۃ، وسمعت شیخنا القاضی بہاء الدین[1] عرف بابن شداد یحکی عن السلطان صلاح الدین انہ انکر ذلک

[1] مصنّف نے سلطان صلاح الدین کا ترجمہ بیشتر قاضی ابن شدّاد کی کتاب سے لیا ہے۔ اس لئے قاضی مذکور کا حال ذیل میں نسبتہً تفصیل سے دیا جاتا ہے :۔

بہاء الدین ابوالمحاسن یوسف بن رافع الاسدی قاضی حلب المعروف بہ ابن شدّاد ۵۳۹ھ = ۱۱۴۵ء میں موصل میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں اِن کا باپ فوت ہوگیا اور اِن کے اخوال بنو شدّاد نے اِن کی تربیت کی، اس لئے ابن شدّاد کہلائے۔ موصل اور بغداد میں تعلیم پاکر ۵۶۹ھ سے اپنے وطن میں مشغولِ تدریس ہوئے، ۵۸۳ھ = ۱۱۸۸ء میں اُنھوں نے حج کیا۔ واپسی میں دمشق گئے اور سلطان صلاح الدین سے ملاقات کی۔ سلطان نے ان کو قدس شریف کے قاضی عسکر کا عہدہ دیا، سلطان کی وفات کے بعد وہ ۵۹۱ھ = ۱۱۹۵ء میں حلب کو واپس لوٹے اور اُن کو وہاں کا قاضی مقرر کیا گیا۔ الظاہر اور العزیز کے عہد میں اُن کے مال و جاہ میں بہت ترقی ہوئی اور اُنھوں نے متعدّد مدارس اور اوقاف قائم کئے۔ ان کی زندگی کے آخری سال عزلت میں گزرے اور وہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ قاضی مذکور ابن خلّکان کے والد کے احباب اور خود اُن کے اساتذہ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

وقال لیس لهذا اصلٌ اصلاً،

قلت:

ذکر شیخنا الحافظ[1] عزالدین ابوالحسین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب التاریخ الکبیر فی تاریخه الصغیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں سے تھے۔ ابن خلکان نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے: قد کان شیخنا واخذنا عنه کثیرا وحصل الانتفاع بصحبته، قاضی ابن شداد کی اہم ترین تصنیف سیرۃ صلاح الدین بن ایوب ہے جو یورپ اور مصر میں شائع ہو چکی ہے، اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی ۱۸۹۷ء میں چھپ چکا ہے (ماخوذ از دائرۃ المعارف الاسلامیہ و وفیات الاعیان ۲: ۳۵۴)

[1] عزالدین ابن الاثیر ۵۵۵ھ = ۱۱۶۰ء میں جزیرۂ ابن عمر میں پیدا ہوئے اور ۶۳۰ھ = ۱۲۳۴ء میں موصل میں فوت ہوئے، اُن کی تعلیم موصل اور بغداد میں ہوئی اور انہوں نے شام میں سیاحت بھی کی، ان کے دو بھائی مجد الدین اور ضیاء الدین بھی انہی کی طرح نامور فضلاء اور اکابر علماء و مصنفین میں سے تھے۔ اور وہ بھی انہی کی طرح ابن الاثیر کہلاتے تھے۔ عزالدین کی چار کتابوں نے بہت شہرت پائی۔ اُن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) الکامل فی التاریخ ۔ یہ ۶۲۸ھ تک کے واقعات پر شامل ہے اور نہایت اہم اور قیمتی تاریخ ہے۔ یورپ اور مصر میں چھپ چکی ہے۔

(۲) تاریخ دولۃ الاتابکیۃ۔ یہ کتاب یورپ میں چھپ چکی ہے۔

(۳) اُسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ۔

(۴) اللباب، یہ سمعانی کی کتاب الانساب کی تلخیص ہے

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ

الذی صنّفه للدّولة الاتابکیة ملوك الموصل فی فصل یتعلّق باسد الدّین شِیرکُوه ومسیره الی الدیار المصریة فقال: کانا اسد الدین شیرکوه ونجم الدّین ایوب (وهو الاکبر) ابنا شادی من بلد دوین واصلهما من الاکراد الرّوادِیّة، قدما العراق وخدما مجاهد الدین بهروز بن عبد الله الغیاثی شحنة العراق،

قلتُ:

وهذا مجاهد الدین کان خادماً رومیاً ابیض اللون تولّی شحنة بالعراق من جهة السّلطان[ے] مسعود بن غیاث الدّین محمّد بن ملکشاه السلجوقی .... وکان صاحب همة فی عمل الصالح الجلیلة وعمارة البلاد واسع الصدر والصبر فی البذل والانفاق والمطاولة والمراجعة اذا امتنع علیه الغرض وکانت تکرِیت اقطاعاً له وکان خادم السلطان محمّد والد مسعود المذکور، وبنی فی بغداد رباطاً وقف علیه وقفاً جیّداً ومات یوم الاربعاء الثالث والعشرین من رجب سنة اربعین وخمسمائة [٥٤٠]

قال شیخنا ابن الاثیر: فرأی مجاهد الدین فی نجم الدین

ے سلجوقان عراق میں سے تھا، ۵۲۷ھ سے ۵۴۷ھ تک فرمانروا رہا (انساب شاہان اسلام ازلین پول ص ۱۵۲)

ايوب عقلا ورأيا حسنا وحسن سيرة فجعله دزدار تكريت
اذهى له (قلتُ .... دزدار معناه حافظ القلعة وهوالوالى ....)
فسار اليها ومعه اخوه اسد الدين شيركوه فلما انهزم اتابك
الشهيد عماد الدين زنكى بالعراق من قراجا (قلت وهى
وقعة مشهورة وخلاصتها ان مسعود بن محمد بن ملكشاه السلجوقى
.... وعماد الدين زنكى صاحب الموصل قصد احصار بغداد
فى ايام الامام المسترشد فارسل قراجا الساقى واسمه بُرْس
صاحب بلاد فارس وخوزستان يستنجد به فاتاه وكَبَسَ عسكرهما
وانهزما بين يديه وانكسرا" وذكر فى تاريخ الدولة السلجوقية انها
كانت فى شهر ربيع الآخر يوم الخميس ثانى عشر الشهر المذكور من
سنة ست وعشرين وخمسمائة على تكريت، وقال اُسامة بن
مُنْقِذ المقدم ذكره فى كتابه الذى ذكر فيها البلاد وملوكها الذين
كانوا فى زمانه انه حضر هذه الوقعة مع الزنكى فى التاريخ المذكور
وذكر ذلك فى موضعين احدهما فى ترجمة اربل والثانى
فى ترجمة تكريت)،

رجعنا الى ماكنّا فيه

فوصل زنكى الى تكريت فخدمه نجم الدين ايوب واقام
له السفن فعَبَر دجلة هناك وتبعه اصحابه فاحسن

كَبَسَ attack unawares.

نجم الدین الیھم ومایرتھم وبلغ ذلک بھروز فسیّرالیہ وانکر علیہ وقال لہ کیف ظفرت بعدوّنا فاحسنت الیہ واطلقتہ ثم انّ اسد الدین شیرکوہ قتل انسانا بتکریت لکلام جری بینھما فارسل مجاھد الدین الیھما فاخرجھما من تکریت[1] فقصدا عماد الدّین زنکی [قلت : وکان اذ ذاک صاحب الموصل، قال :) فاحسن عماد الدین الیھما وعرف لھما خدمتھما واقطع[2] لھما اقطاعًا حسنا وصارا من جملة جندہ فلمافتح عماد الدّین زنکی بعلبک جعل نجم الدین دزدارھا فلمّا قُتل زنکی[3] .... فحصرہ عسکر دمشق (قلتُ : وکان صاحب

---

[1] اتاھم بالمِیْسَرَة '

[2] Settled on them a large appanage.

اَقْطَعَ الاِمامُ فلانًا البَلَدَ جعل لہ غلتہ رزقًا '

[3] عماد الدّین زنگی قلعہ جعبر کے محاصرہ کے اثنا میں اپنے خادم کے ہاتھوں ۵۴۱ھ میں قتل اور صِفّین میں دفن ہوا ' (وفیات ج ۱ ص ۱۹۳) صلیبیوں کے خلاف اُس نے بہت سے جنگ کئے ۔ اور اس بارے میں وہ صحیح طور پر سلطان صلاح الدین کا پیشرو تھا ' اس کی وفات کے بعد اس کی سلطنت جس میں عراق ، موصل سنجار ۔ جزیرہ ۔ حرّان ۔ حلب اور شام کے شہر شامل تھے اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی ۔ نورالدین محمود زنگی (۵۴۱ھ تا ۵۶۹ھ) شام پر قابض ہوا اور سیف الدین غازی (۵۴۱ھ تا ۵۴۴ھ) موصل اور عراق پر) +

دمشق یومئذ مجیر الدین اَبَقْ[1] بن محمد بن بوری بن اتابک ظهیر الدین طُغتِکین وهو الذی حاصره نور الدین محمود بن زنکی فی دمشق واخذها منه' قال شیخنا ابن الاثیر:) فارسل نجم الدین ایوب الی سیف الدین غازی بن زنکی صاحب الموصل وقد قام بالملک بعد والده یُنْهِی الیه الحال و یطلب منه عسکراً الیُرَحِّل[2] صاحب دمشق عنه وکان سیف الدین فی ذلک الوقت فی اوّل ملکه وهو مشغول باصلاح ملوک الاطراف المجاورین له فلم یَتفَرَّغ له و ضاقَ الامر علی مَن فی بَعْلَبَکّ مِن الحصار فلمّا رای نجم الدّین ایّوب الحالَ وخاف أن تؤخذ قهراً ارسل فی تسلیم القلعة وطلب اقطاعاً ذکرهٔ فاُجیب الی ذلک وحَلَفَ له صاحبُ دمشق علیه وسلّم له القلعة ووَفَی له صاحبُ دمشق

---

[1] لین پول (محمڈن ڈائینسٹیز ص ١٦١) پر اس کو ابق بن محمد بن طغتکین لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا ۔ ابن خلکان نے ج ١: ٩٦ و ج ٢: ٨٧ پر بھی ابق کا نسب متن کے مطابق دیا ہے ۔ بظاہر لین پول کو مغالطہ ہوا ہے اور اس نے اسمٰعیل، محمود اور محمد ابناء بوری کو ابنای طغتکین سمجھ لیا ہے ۔ بعض نے اس کا نام اباق لکھا ہے

[2] رَحَّلَہ = اخرجه من بلده و ازعجه و اجدّه فی الرحیل

to drive away.

بما حلف عليه من الاقطاع والنقد مروصار عنده من اكبر الامراء واتّصل اخوه اسد الدين شيركوه بالخدمة النّوريّة بعد قتل ابيه زنكى (قلت : هو نور الدين محمود بن زنكى صاحب حلب) وكان يخدمه فى ايّام والده فقرّبه نور الدّين واقطعه وكان يرى منه فى الحروب آثارا يعجز عنها غيره لشجاعته وجرأته فصارت له حمص والرّحبة وغيرهما وجعله مُقدّم عسكره[1]

قلتُ

ثم خرج شيخنا ابن الاثير بعد هذا الى حديث سفر اسد الدّين الى الدّيار المصريّة وما تجدّد لهم هناك وليس هذا موضع هذا الفصل بل نتمّ حديث صلاح الدّين صاحب هذه الترجمة من مبدأ امره حتّى نصير الى آخره ان شاء الله تعالى ويندرج فيه حديث المملكة وما صار حالهم اليه .....

---

1. Commander of his army.

[الباب الاوّل، صلاح الدین فی مصر
۵۳۲ھ الی ۵۶۹ھ]

(۱)

[مولده ومنشأه وعنفوان شبابه ۵۳۲ھ - ۵۵۹ھ]

قلتُ : اتفق اربابُ التواریخ انّ صلاح الدین مولده سنة اثنتین وثلاثین وخمسمائة [۵۳۲ھ] بقلعة تکریت لمّا کان ابوه وعمّه بها ، والظاهر انهم ما اقاموا بها بعد ولادة صلاح الدّین الّا مدّة یسیرة لانّه قد سبق القولُ انّ نجم الدّین واسد الدّین لمّا خرجا من تکریت کما شرحناه وَصَلا الی عماد الدین زنکی فاکرمهما واقبل علیهما ثمّ انّ عماد الدین زنکی قصد حصار دمشق فلم تحصل له فرجع الی بَعْلَبَکّ فحاصرها اشهُرا وملکها فی رابع عشر صفر سنة اربع وثلاثین وخمسمائة [۵۳۴ھ] کما ذکرُ اسامة بن مُنْقِذ المقدّم ذکره فی کتابه الذی ذکر فیه البلاد وملوکها ، وذکر .... ابنُ القَلَانِسی[1] الدمشقی فی

---

[1] اَبُو یَعْلَی حمزة بن اسد التمیمی المعروف بابن القلانسی مشہور مؤرّخ دمشق کے ایک نامور خاندان سے تھا۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ

تاریخه.... ان عماد الدین حاصر بعلبك یوم الخمیس العشرین
من ذی الحجة سنة اثنتین وثلاثین [۵۳۲] ثم ذکر فی
مستهل سنة اربع وثلاثین وخمسمائة [۵۳۴] ورود
الخبر بفراغ عماد الدین من ترتیب بعلبك وقلعتها وترمیم
ما تشعّث منها، والله اعلم، واذا کان کذلك فیکونون قد خرجوا
من تکریت فی بقیة سنة اثنتین وثلاثین [۵۳۲] التی
ولد فیها صلاح الدین او فی سنة ثلاث وثلاثین [۵۳۳]
لانهما اقاما عند عماد الدّین بالموصل، ثم لمّا حاصر
دمشق وبعدها بعلبكّ واخذها رتّب فیها نجمَ الدین ایّوب
وذلك فی اوائل سنة اربع وثلاثین [۵۳۴] کما شرحتُه
فیتعیّن ان یکون خروجهم من تکریت فی المدّة المذکورة
تقریبًا والله اعلم،

قلت

ثمّ اخبرنی بعض اهل بیتهم وقد سألتُه: هل تعرف
متی خرجوا من تَکرِیتَ؟ فقال: سمعتُ جماعةً من اهلنا

(بقیہ صفحہ سابقہ) دمشق ہی میں ۵۵۵ھ = ۱۱۶۰ء میں فوت ہوا۔ اس
نے ھلال الصابی کی تاریخ کا (جو حوادث ۴۴۸ھ پر ختم ہوتی ہے
ذیل لکھا ہے۔ آکسفورڈ میں اس کا ناقص الاول نسخہ موجود ہے جو چھپ
چکا ہے ؛

یقولون انّهم خرجوا منها فی اللیلة الّتی وُلد فیها صلاح الدین فتشاءموا به وتطیّروا منه، فقال بعضهم لعلّ فیه الخیرةُ وما تعلمون، فکان کما قال، واللّٰه اعلم،

ولم یزل صلاح الدّین تحت کنف ابیه حتّی ترعرع، ولمّا ملک نور الدّین محمود بن عماد الدّین زنکی دمشق فی التاریخ المذکور فی ترجمته لازم نجمُ الدّین ایّوب خدمته وکذلک ولده صلاح الدین وکانت مخایلُ السعادة علیه لائحةً والنجابة تُقدّمه من حالة الی حالة ونور الدین یرٰی له ویؤثره ومنه تعلّم صلاحُ الدین طرائق الخیر وفعلَ المعروفِ والاجتهادِ فی امور الجهادِ حتّی تجهّز للمسیر مع عمّه شیرکوه الی الدیار المصریة کما سنشرحه ان شاء اللّٰه تعالیٰ،

[۲. فتح مصر ۵۵۹-۵۶۴]

ووجدتُ فی بعض تواریخ المصریّین انّ شاوَرَ[۲] المقدّم

---

[۱] یعنی ۵۴۹ھ دیکھو وفیات ۲ : ۸۷ ۔

[۲] شاور کے ترجمہ کے لئے دیکھو وفیات ج ۱ : ۲۲۰، وہ ابن ابی ذؤیب عبداللّٰہ والد حلیمہ مرضع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھا۔

ذکرہ هرب من الدیار المصریة من الملك[1] المنصور ابی الاشبال
ضرغام بن عامر بن سوار الملقب فارس المسلمین اللخمی
المنذری لما استولی علی الدیار المصریة وقهرہ واخذ
مکانه فی الوزارة لعادتهم فی ذلك وقتل ولدہ الاکبر طی
ابن شاور فتوجه شاور الی الشام مستغیثا بالملك العادل
نور الدین ابی القاسم محمود بن زنکی وذلك فی شهر
رمضان سنة ثمان وخمسین وخمسمائة [۵۵۸]
ودخل دمشق فی الثالث والعشرین من ذی القعدة
من السنة فوجه معه نور الدین الامیر اسد الدین شیرکوہ
ابن شادی فی جماعة من عسکرہ کان صلاح الدین فی جملتهم
فی خدمة عمه وهو کارہ للسفر معهم، وکان لنور[2] الدین

---

[1] ضرغام کا کچھ حال قاضی ابن خلکان نے شاور ہی کے ترجمہ میں دیا ہے۔
نیز دیکھو صلاح الدین ص ۸۲ ۔

[2] حقیقت یہ ہے کہ نور الدین کے شام پر متسلط ہو جانے کے بعد
اس میں اور فرنجیوں میں، جو یروشلم پر قابض تھے عناد قائم ہو گیا تھا۔
ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ دوسرے کو مصر پر قابض نہ ہونے
دے۔ بلکہ خود قابض ہو، شاور کے آنے سے نور الدین کو
نہایت عمدہ موقع مصر کے معاملات میں دخل دینے کا ملا۔
اُس وقت یروشلم میں فرنجیوں کا بادشاہ Amalric
تھا، (دیکھو صلاح الدین مصنفہ لین پول ص ۷۹ ببعد)

فی ارسال هذا الجیش غرضان احدهما قضاءُ حقِ شاوَر لکونه قَصَدَه ودخل علیه مستصرخًا والثانی انه اراد استعلام احوال مصر فانه کان یبلغه انّها ضعیفةٌ فی جهة الجُند و احوالُها فی غایة الاختلال فقصد الکشف عن حقیقة ذلك وکان کثیر الاعتماد علی شیرکوه لشجاعته ومعرفته و امانته فانتدبه لذلك وجعل اسدُ الدین شیرکوه ابنَ اخیه صلاح الدّین مُقدّمَ عَسکرِه وشاوَر معهم، فخرجوا من دمشق فی جُمادی الاُولےٰ سنة تسع وخمسین [۵۵۹] فدخلوا مصرَ واستولوا علی الامر فی رجب من السنة، ....

ولمّا وصَلَ اسدُ الدّین شیرکوه وشاور الی الدیار المصریة واستولوا علیها وقتلوا الضرغام وحصَلَ لشاور مقصودُه و عاد الی مَنْصِبه وتمهّدت قواعدُه واستمرّت امورُه غَدَرَ باسد الدین شیرکوه واستنجد بالفرنج علیه وحصَرُوه فی بِلْبِیْسَ[۱]

[۱] بکسر البائین کذا ضبطه نصر الاسکندریة قال والعامة تقول بِلْبَیْس مدینة بینها وبین فُسطاط عشرة فراسخ علےٰ طریق الشام (معجم البلدان)، فرنج سے مراد Amalric بادشاہ قدس اور اُس کی فوج ہے۔ اُنھوں نے بِلبیس کا محاصرہ تین مہینے تک جاری رکھا مگر نورالدین نے فلسطین میں ان کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ اس لئے مجبوراً Amalric کو صلح کرکے واپس جانا پڑا (صلاح الدین ص ۸۳)۔

وكان اسد الدين قد شاهَدَ البلاد وعَرَفَ احوالَها وانّها مملكة بغير رجالٍ تمشي الامورُ فيها بمجرّد الإيهام و المحال فطَمِع فيها وعاد الى الشام في الرابع والعشرين من ذي الحجة سنة تسع وخمسين [٥٥٩] ...

واقام اسدُ الدّين بالشام مدّة مفكّرا في تدبير عوده الى مصر محدّثا نفسه بالمُلك لها مقرّرا قواعدَ ذلك مع نور الدّين الى سنة اثنتين وستّين وخمسمائة [٥٦٢] وبلغ شاور حديثُه وطَمَعُه في البلاد فخاف عليها وعلم أنّ اسد الدّين لابدّ له من قصدها فكاتب الفرنجَ وقرّر معهم انهم يجيئون الى البلاد ويمكّنُهم[١] منها تمكينًا كلّيًا ليُعينوه على استئصال اعدائه وبلغ نورَ الدّين واسدَ الدّين مكاتبةُ شاور للفرنج وما تقرّر بينهم فخافا على الديار المصرية ان يَملِكُوها ويملكوا بطريقها جميعَ البلادِ فتجهّزَ اسدُ الدين وانفذ نورُ الدين معه العساكرَ وصلاحُ الدّين في خدمة عمّه اسدُ الدّين شيركوه وكان توجّهُهم من الشام في شهر ربيع الاوّل سنة اثنتين وستّين وخمسمائة [٥٦٢] وكان وُصولُ اسد الدين الى البلاد مقارِنا لِوُصول الفرنج[٢] اليها

---

[١] give them a solid footing in it

[٢] یہ وہی یروشلم کے فرنج ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان واقعات کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدّین ص ٨٥ بیعد ،

واتّفق شاور والمصريّون بأسرهم والفرنج على اسد الدين وجرت حروبٌ كثيرةٌ ووقعاتٌ شديدة وانفصل الفرنج عن البلاد وانفصل اسد الدين راجعا الى الشام،

وكان سبب عود الفرنج أنّ نور الدّين جرّد العساكرَ الى بلادهم وأخذ المُنَيْطِرَةَ[1] منهم فى رجب من هذه السنة وعلم الفرنج ذلك فخافوا على بلادهم فعادوا اليها وكان سببُ عود اسد الدين الى الشام ضَعْفَ عسكره بسبب مُواقَعة الفرنج والمصريّين وما عاينوه من الشدائد وعاينوه من الأهوال وما عاد حتّى صالحَ الفرنجَ على ان ينصرفوا كلُّهم عن مصر وعاد الى الشام فى بقيّة السنة وقد انضاف الى قوّةِ الطَمَع فى الديار المصرية شدة الخوف عليها من الفرنج لعلمه بانهم قد كشفوها كما قد كَشَفَها وعرفوها كما عَرَفها فاقام بالشام على مَضَضٍ وقلبُه قَلِقٌ والقضاء يقوده الى شىءٍ قُدِّرَ لغيره وهو لا يشعُرُ بذلك وكان عَودُه فى ذى القعدة من السنة المذكورة الى الشام، و قيل انه عاد فى ثامن عشر شوّال من السنة، والله اعلم،

ورأيتُ فى بعض المسوّدات بخطّى ولا اعلم من اين

---

[1] يعنى خلاف اسد الدين، [2] حصن بالشام قريبا من طرابلس (معجم البلدان)، یہ قلعہ کوہِ لبنان کی ایک چوٹی پر واقع تھا،

نقلتُهُ ان اسد الدین لمّا طمع فی الدّیار المصریة توجّه الیها فی سنة اثنتین وستّین [۵۶۲] وسلك طریق وادی الغزلان و خرج عند اِطْفِیح[۱] فکانت فیها وقعة البابَیْن[۲] عند الاُشْمُونَیْن وتوجّه صلاح الدین الی الاسکندریة فاحْتَمَی[۳] بها وحاصره شاور فی جُمادی الآخرة من السنة [۵۶۲] ثم عاد اسد الدین من جهة الصعید الی بِلْبِیس وتمّ الصّلح[۴] بینه و بین المصریین وسیّر واله صلاح الدین فساروا الی الشّام،

ثمّ ان اسد الدین عاد الی مصر مرّة ثالثة، قال شیخنا ابن شدّاد: وکان سبب ذلك ان الفرنج جمعوا فارسهم و راجلهم وخرجوا یریدون الدیار المصریّه ناکثین لجمیع ما استقرّ مع المصریین واسد الدین طمعًا فی البلاد فلمّا بلغ ذلك

---

[۱] بلد بالصعید الادنی من ارض مصر علی شاطئ النیل فی شرقیّه (معجم البلدان)، یہ مقام قاہرہ کے جنوب میں چالیس میل پر ہے،

[۲] اس جنگ کا مفصل حال لین پول نے دیا ہے، دیکھو صلاح الدین ص ۸۸ بیعد، اس میں مصریوں اور فرنجیوں کو شکست ہوئی، مگر چونکہ شیر کوہ کی فوج قاہرہ کی جانب بڑھنے کے لئے کافی قوّت نہ رکھتی تھی - وہ بادیہ کے رستے شمال کو روانہ ہوئی اور اسکندریہ پہنچی،

[۳] fortified himself.

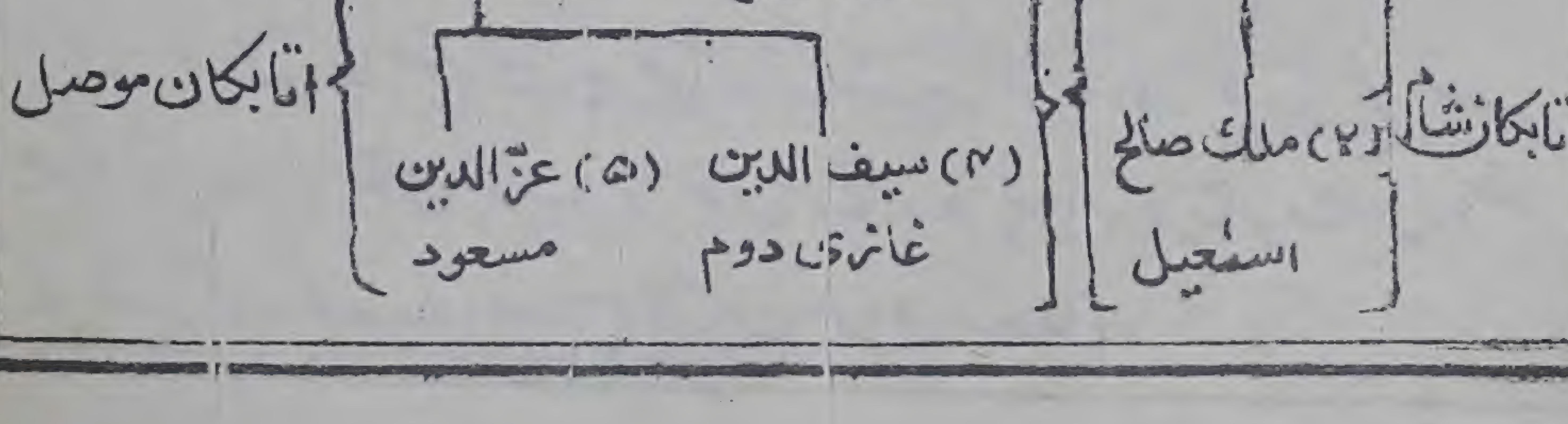
[۴] شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ شیر کوہ اور فرنج مصر چھوڑ دیں، اور بقول عرب مؤرّخوں کے ۵۰ ہزار دینار شاہ یروشلم نے شیر کوہ کو دئے (صلاح الدین ص ۹۰ بیعد)،

اسد الدین و نور الدین لم یَسَعهما الصبرُ دون آن سارعا الی قصد البلاد واما نورُ الدین فبالمال والرجال ولم یُمکِنه المسیرُ بنفسه خوفاً علیَ البلاد من الفرنج ولانّه کان حدث له نظرٌ الی جانب الموصِل بسبب وفاة علی بن بِکتِکین[1] (قلت : هو زین الدین والد السلطان مظفّر الدّین کُوکُبُوری صاحب اِربِل، قال :) فانّه تُوُفِّی فی ذی الحجّة سنة ثلاث وستین وخمسمائة [۵۶۳] وسلّم ماکان فی یده من الحصون لقطب[2] الدّین اتابک ماعدی اربل فانها کانت

---

[1] دیکھو وفیات ج ۱ ص ۵۳۴، هو اسم ترکی معناه بالعربی ذئب ازرق، علی کو عماد الدین زنگی نے ۵۴۴ میں حاکم موصل مقرر کیا، علی کے مرنے کے بعد اربل کی حکومت اُس کے چھوٹے لڑکے نے سنبھالی اور کوکبوری حرّان کو بھاگ گیا، ۵۸۶ میں صلاح الدین نے کوکبوری کو اربل اور شہرزور کی حکومت سپرد کی ، وہ ۶۳۰ میں فوت ہوا ۔

[2] قطب الدین مودود بن زنگی کا حال وفیات ج ۲ ص ۱۲۹ پر دیا ہے وہ اتابکان موصل سے تھا اور اپنے بھائی سیف الدین غازی اوّل کے بعد سنہ ۵۴۴ھ = سنہ ۱۱۴۹ء میں تخت نشین ہوا اور ۵۶۵ میں فوت ہوا۔ ان اتابکوں کا شجرۂ نسب یہ ہے :-



له من اتابك زنكی، واما اسد الدين فسار بنفسه ومالِه واخوته واهلِه ورجاله، ولقد قال لی السلطان صلاح الدّين قدّس الله روحه: كنتُ اَكْرَهُ الناس للخروج فی هذه الوقعة وَ ماخرجتُ مع عمّی باختياری وهذا معنی قوله تعالی: وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَخَيْرٌ لَّكُمْ،

وكان شاور لمّا احسّ بخروج الفرنج الی مصر علی تلك القاعدة سيّر الی اسد الدّين شيركوه يستصرخه و يستنجده فخرج مُسْرِعًا وكان وُصولُه الی مصر فی شهور ربيع الاوّل سنة اربع وستين وخمسمائة [٥٦٤]، ولمّا علم الفرنج بوصول اسد الدين الی مصر علی اتّفاقٍ بينه و بين اهلها رَحَلُوا راجعينَ علی اَعقابهم ناكِصِينَ واقام اسد الدين بها يتردّد اليه شاور فی الاَحيان وكان وَعَدَهم بمالٍ فی مقابلة ماخسروه من النَّفَقَة فلم يُوصِل اليهم شيئًا و عَلِقَتْ[1] مَخَالِبُ اسدِ الدين فی البلاد وعَلِمَ انه متی وَجَدَ الفرنجُ فُرصةً اخذوا البلاد واَنّ شاور يلعَب به تارةً وبالفرنج اُخری ومُلاكُها فقدكانوا علی البدعة المشهورة وتحقّق اسدُ الدين انه لا سبيل لاستيلائه علی البلاد مع بقاء شاور فاَجْمَعَ رأيه علی القبض عليه اذا خرج اليه،

[1] Lit. the claws of Asad "The Lion" were fastened in (his quarry,) the land.

وكان الامراء الواصلون[1] مع اسد الدين يترددون الى خدمة شاور وهو يخرج فى بعض الاحيان الى اسد الدين يجتمع به وكان يركب على عادة وزرائهم بالطَّبل والبُوق والعَلَمَ فلم يتجاسر على قبضه احدٌ من الجماعة الا السلطان[2] بنفسه، و ذلك أنّه لمّا سار اليه تلقّاه راكبًا سار الى جنبه واخذ بتلابيبه[3] وامر العسكر بأن يقصِدُوا اصحابه ففرُّوا ونهبهم العسكرُ فأُنزِلَ شاورُ الى خيمةٍ مفردةٍ وفى الحال ورد توقيعٌ[4] على يد خادمٍ خاصٍّ من جهة المصريين يقول لا بُدَّ من رأسه جريًا على عادتهم فى وزرائهم فحُزَّ رأسُه وأُرسِلَ اليهم، وسيّروا الى اسد الدين خِلَعَ الوزارة[5] فلبسها وسار ودخل القصر ورُتِّب وزيرًا، وذلك فى سابع عشر ربيع الاول سنة اربع وستّين وخمسمائة [٥٦٤]،

ودام آمرًا وناهيًا والسلطان صلاح الدين رحمه الله تعالى يباشر الامور مقرّرًا لها لمكان كفايته ودرايته وحسن رأيه وسياسته الى الثانى والعشرين من جمادى الآخرة من السنة المذكورة [٥٦٤] فمات اسدُ الدين،

---

[1] 'those who had accompanied him'

[2] يعنى صلاح الدين؛ [3] تلابيب جمع تَلْبيب ما فى موضع اللَّبب من الثياب ويعرف بالطوق، Collar

[4] a note. [5] the robes of the viziership

قلت:

وقد تقدّم حديثُ اسد الدين وصورةُ موته فلاحاجة الى شرحه ههنا وكذلك وفاة شاور، وهذا كلّه نقلتُه من كلام شيخنا ابن شدّاد فى سيرة صلاح الدين لكنّنى اتيتُ منه بالمقصود وحذفتُ الباقى،

ورأيتُ بخطّى فى جملة مسودّاتى انّ اسد الدين دخل القاهرة يوم الاربعاء سابع عشر ربيع الآخر من سنة اربع وستين وخمسمائة [۵۶۴] وخَرَجَ اليه العَاضِدُ العُبَيْدِىُّ آخِرُ ملوكُ مصر.... وتلقّاه وحضر يوم الجُمُعة التاسع من الشهر الى الإِيوان وجلس الى جانب العاضد وخَلَعَ عليه واظهر له شاورُ ودًّا كثيرا فطلب اسد الدّين منه مالاً يُنفقه فى عسكره فدافعه، فارسل اليه انّ الجُنْد تغيّرت قلوبُهم عليه بسبب عَدَم النَّفَقَة فاذا اخرجت فكن على حَذَرٍ منهم، فلم يكترث شاورُ بكلامه وعَزَمَ على ان يَعْمَل دعوةً يستدعِى اليها اسدَ الدين والعساكر الشامية ويقبِضَ عليهم فاحسَّ اسدُ الدين بذلك فاتّفق صلاحُ الدين وعزّ الدين جُورديك النُّورىّ وغيرهما على قتل شاور وَأَعْلَمُوا اسدَ الدين فنهاهم عنها وخرج شاور الى اسد الدين وكانت خيامهم على شاطئ النيل

بالمقس[۱] فلم یجده فی خیمته وکان قد راح الی زیارة قبر[۲] الامام الشافعی رضی الله عنه بالقرافة[۳] فقال شاور نمضی الیه فالتقوه فساروا جمیعا فاکتنفه صلاح الدین وجوردیک فانزلاه عن فرسه وکتفوه فهرب اصحابه فاخذوه اسیرا ولم یمکنهم قتله بغیر اذن وجعلوه فی خیمة ورسموا

---

۱ کان فی القدیم یقعد عندها العامل علی المکس فقلب و سمّی المقس، وهو بین یدی القاهرة علی النیل و کان قبل الاسلام یسمّی امدُنین وکان فیه حصن و مدینة قبل بناء الفسطاط وحاصرها عمرو بن العاصی ... وافتتحها فی سنة ۲۰ للهجرة (معجم)،

۲ یاقوت نے معجم الادباء ج ۶ ص ۳۹۳ کتاب خطط مصر للقضاعی المصری سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی کی قبر خندق کے مغرب کی طرف مقابر قریش میں ہے" وقبره مشهور هناك مجمع علی صحته بنقل الخلف عن السلف فی کل عصر الی وقتنا هذا"

۳ خطّة بالفسطاط من مصر کانت لبنی غصن.... من المعافر وقرافة بطن من المعافر نزلوها فسمّیت بهم وهی الیوم مقبرة اهل مصر وبها ابنیة جلیلة ومحالّ واسعة وسوق قائمة ومشاهد للصالحین وترب الاکابر مثل ابن طولون والماذرائی بدلّ علی عظمة وجلال وبها قبر الامام ابی عبد الله محمد بن ادریس الشافعی رض فی مدرسة للفقهاء والشافعیة وهی من نزه اهل القاهرة ومصر ومتفرّجاتهم فی ایّام المواسم (معجم البلدان)،

عليه جماعةً فارسل العاضد يأمرهم بقتله فقتلوه وسيّروا رأسه علىٰ رمحٍ الى العاضد وذلك يوم السبت لسبع عشره ليلة خلت من شهر ربيع الآخر من السنة المذكورة ،

وقيل انّ اسد الدين لم يحضر ذلك بل لمّا قصد شاور جهةَ اسد الدين لقيه صلاحُ الدين وجورديك ومعهما بعض العسكر فسلّم بعضهم على بعض وساروا ثم فعلا به هٰذه الفِعلة[1] والله اعلم ،

ثم انّ العاضد استدعى اسد الدّين عَقِيب قتل شاور وكان في المخيّم فدخل القاهرة فرأى جمعا كثيرا من العامّة فخافهم فقال لهم : انّ مولانا العاضد امركم بنهب دار شاور فتفرّقوا ومضوا لنهبها ودخل علىٰ العاضد فتلقّاه و افاض عليه خِلَعَ الوزارة ولقّبه "الملك المنصور امير الجُيوش" ثم انه مات يوم الاحد لسبع بقين من جُمادَى الآخرة من السنة المذكورة بعلّة الخَوَانِيق[2] وقيل انّه سُمَّ فى حُلَل الوِزارة لمّا خُلِع عليه ، وكانت وفاته بالقاهرة ، ودُفِن بدار الوزارة ثم نُقل الى المدينة النبويّة علىٰ ساكنها افضل الصّلوٰة والسّلام ، فكانت مدّة وزارته شهرين وخمسة ايام وقيل

---

[1] the deed

[2] Quinsy Diptheria +

ان اسد الدين دخل على العاضد يوم الاثنين التاسع عشر من شهر ربيع الآخر من السنة المذكورة والله اعلم .....

[٣٠ صلاح الدين

وزیر مصر

٥٦٤ — ٥٦٧]

ذكر المؤرخون ان اسد الدين لما مات استقرت الامور بعده للسلطان صلاح الدين يوسف بن ايوب بمصر وتمهدت القواعد ومشى الحال على احسن الاوضاع وبذل الاموال و ملك قلوب الرجال وهانت عنده الدنيا فملكها وشكر نعمة الله تعالى عليه فتاب عن الخمر واعرض عن اسباب اللهو وتقمص بقميص الجد والاجتهاد ومازال على قدم الخير وفعل ما يقربه الى الله تعالى الى ان مات ؛

قال شيخنا ابن شداد: سمعته يقول رحمه الله تعالى: "لما يسر الله تعالى لى الديار المصرية علمت انه اراد فتح الساحل[1] لانه اوقع ذلك فى نفسى" ومن حين استتب له الامر مازال يشن[2] الغارات على الفرنج الى

---

[1] مراد فلسطین اور ساحل مشرقی بحر روم ہے جس پر قریباً پون صدی سے فرنج کا قبضہ تھا؛

[2] (Never ceased) to launch plundring parties

الکرک[1] والشوبک[2] وغیرھما من البلاد وغُشی الناس من سحائب

[1] کرک کلمة عجمية اسم لقلعة حصينة جدا فی طرف الشام من نواحی البلقاء فی جبالها بين أيلة وبحر القلزم وبيت المقدس وهی علی سن جبل عال تحيط بها اودية الا من جهة الربض، (معجم البلدان ۲۶۲) لین پول نے صلاح الدین ص۱۲۳ پر اس قلعہ کا مفصل حال دیا ہے۔ اس کا محل وقوع الشوبک (Mont Real) کے شمال اور بحیرۂ مردار کے جنوبی سرے کے قریب تھا، شام سے مصر کو قافلے جس راہ سے جاتے تھے کرک اُس راہ پر واقع تھا، اس کو شام کی کُنجی کہنا چاہئے۔ جبل سیر (Seir) کی ایک بلند چوٹی پر یہ قلعہ پاین ساقی شاہ فُلک (Payen King Fulk's cupbearer) نے ایک قدیم رومی قلعہ کی بناؤں پر دوبارہ آباد کیا تھا۔ عرب اس کو حصن الغراب کہتے تھے اِسکی بلندی سطح سمندر سے قریباً ۳ ہزار فٹ تھی اور اِسکے دامن میں ایک شاداب وادی تھی جس میں پھل افراط سے پیدا ہوتے تھے، اس کے محل وقوع اور مضبوطی کی وجہ سے اس قلعہ کو جس کے برج آج بھی موجود ہیں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ ایک گہری خندق اس قلعہ کو شہر سے جُدا کرتی تھی اور خود شہر کو قلعہ بند کیا گیا تھا۔ شہر سے قلعہ کو جانے کا راستہ دو ڈھلوان اور تنگ سرنگوں کے اندر سے ہو کر گیا تھا۔ قلعہ کے مشرقی جانب ایک عمودی چٹان تھی۔ قلعہ میں پانی اور سامان رسد کی افراط تھی، اس قلعہ نے کئی محاصرے دیکھے تھے +

[2] معجم البلدان (۳۰ : ۳۳۲) میں ہے کہ شوبک اطراف شام میں ایک مضبوط قلعہ ہے جو عُمّان، آیلہ اور قُلزم کے درمیان اور کرک کے قریب واقع ہے، سنہ ۵۰۹ھ / ۱۱۱۵ء میں بغدوبن (Baldwin I) شاہ یروشلم نے وادی موسیٰ کے قریب ایک قدیم قلعہ کے خرابہ پر دوبارہ آباد کیا اور اپنی فوج اس میں بٹھادی جس سے مصر اور شام کے درمیان خشکی کا راستہ بند ہو گیا، بقول لین پول (صلاح الدین ص ۱۲۰ ببعد) اس قلعہ کی سفید چمکتی ہوئی فصیلیں جس پہاڑ پر دور سے نظر آتی تھیں وہ زیتون کی جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اُس کے دامن میں خوبانی کے باغ تھے۔ بحیرۂ مردار کے جنوبی صحرا (بقیہ برصفحہ آئندہ

الافضال والانعام مالم يؤرّخ من غير تلك الايّام وهذا كلّه وهو وزير متابع القوم[١] لكنه يقول[٢] بمذهب اهل السنّة غارس[٣] في البلاد اهل الفقه والعلم والتصوّف والدين والناس يهرعون اليه من كلّ صوب ويفِدون عليه من كل جانب وهولا يخيّب قاصدا ولا يُعْدَم وافدا الى سنة خمس وستين وخمسمائة [٥٦٥]،

ولمّا عرف نور الدّين استقرار السلطان صلاح الدين بمصر اخذ حمص من نوّاب اسد الدّين شيركوه وذلك في رجب سنة اربع وستين [٥٦٤]،

ولما علم الفرنج ماجرى من المسلمين[٤] وعساكرهم وماتمّ للسّلطان من استقامة الامر بالديار المصرية علموا أنّه يملك بلادهم ويخرّب ديارهم ويقلع آثارهم لما حدث له من القوّة

(بقیہ از صفحہ سابقہ) ہیں یہ ایک پُرلطف مقام تھا۔ اور قلعہ شام اور مصر کی سرحد پر عین سڑک کے اوپر واقع تھا۔ سلطان صلاح الدین نے بہت چاہا کہ اُس پر قبضہ کرلے یا اس کو ویران کر دے مگر یہ عرصہ تک اس کے قبضے میں نہ آیا۔ اس کی فتح کا قصہ آگے آئیگا۔

[١] یعنی فاطمیہ مصر ؛

[٢] professing ، قال به = اعتقد ،

[٣] یہ لفظ مشکوک ہے۔ طبع مصر میں 'مارس' ہے، طبع یورپ میں 'غارس'، مدرسہ شریفیہ اور قمحیہ سلطان نے ٥٦٦ میں قائم کئے تھے ؛

[٤] یعنی سلمانان شام ؛

والملاك واجتمع الفرنج والروم جميعا وقصدوا الديار المصرية فقصدوا دمياط[1] ومعهم آلات الحصار وما يحتاجون اليه من العدد ولما سمع فرنج الشام ذلك اشتد امرهم فسرقوا[2] حصن عكا من المسلمين واسروا صاحبها وكان مملوكا لنور الدين يقال له خطلخ العلم دار وذلك فى شهر ربيع الآخر من سنة خمس وستين [٥٦٥]، ولما رأى نور الدين ظهور الفرنج و نزولهم على دمياط قصد شغل قلوبهم فنزل على الكرك محاصرا لها فى شعبان من السنة المذكورة فقصده فرنج الساحل[3] فرحل عنها وقصد لقاءهم فلم يقفوا له، ثم بلغه وفاة مجد الدين بن الداية وكانت وفاته بحلب فى شهر رمضان سنة خمس وستين

---

[1] دمیاط اور اسکندریہ کے بندرگاہوں میں مسلمانوں کے بیڑے رہتے تھے جن کے ذریعے وہ افرنجیوں کی آمد و رفت یورپ کے ساتھ قطع کرتے رہتے تھے اور زائرانِ فرنگ کے جہازوں کو روکتے اور لوٹتے تھے، اب جبکہ شام اور مصر ایک ہی حکومت کے ماتحت ہو گئے تھے فرنجیوں کو درمیان میں پس جانے کا خطرہ تھا اسلئے امالرک شاہ قدس اور شہنشاہ قسطنطنیہ (روم) نے ملکر دِمیاط پر حملہ کیا۔ رومیوں نے جنگی بیڑا بھیجا اور فرنجیوں نے بری فوج، ادھر صلاح الدین کے لکھنے پر نور الدین نے اُس کو کمک بھیجی، محاصرہ شروع ہؤا تو رومی بیڑہ بندرگاہ میں داخل نہ ہو سکا۔ اور فرنجیوں کی بری فوج کے حملے محصورین نے بہادری سے روکے، آخر رسد کی کمی اور نیل کی طغیانی کے سبب سے محاصرین صلح کرنے پر مجبور ہوئے (صلاح الدین ص ۱۰۳ ببعد)

[2] Siezed by a stratagem

[3] یعنی بحیرۂ روم کا مشرقی ساحل، Phoenicia

[۵۶۵] فاشتغل قلبه لانه کان صاحب امره وعاد یطلب الشام فبلغه امر الزلازل بحلب التی اخربت کثیرًا من البلاد وکانت فی ثانی عشر شوال منها فسار یطلب حلب فبلغه خبر موت اخیه قطب الدین بالموصل، (قلت: وقد ذکرت ذلک فی ترجمته واسمه مودود، قال:) وبلغه الخبر وهو بتَلِّ بَاشِرٍ فسار من لیلته طالبًا بلاد الموصل،

ولما بلغ صلاحَ الدّین قصدُ الفرنج دِمْیاطَ استعدّ لهم بتجهیز الرّجال وجمع الآلات الیها ووَعَدَهم بالامداد بالرجال ان نزلوا علیهم وبالغ فی العطایا والهِبات وکان وزیرًا متحکّمًا لایُرَدُّ امرُه فی شیٔ، ثم نزل الفرنج علیها واشتدّ زحفُهم وقتالُهم علیها وهو رحمه الله تعالی یشُنُّ الغاراتِ علیهم من خارج و العسکر یقاتلهم من داخلٍ ونَصَرَ الله تعالی المسلمین به و بحسن تدبیره فرَحَلُوا عنها خائبینَ فاُحرِقتْ مناجیقُهم و نُهبَت آلاتُهم وقُتل من رجالهم خلقٌ کثیرٌ،

واستقرّت قواعدُ صلاح الدّین وسیّر یطلب والده نجمَ الدّین ایّوب لیتمّ له السرور وتکون قصّتُه مشاکلةً لقصّة یوسف الصّدّیق علیه السّلام، فوصل والده الیه فی جُمادَی الآخرة من سنة خمس وستّین [۵۶۵] (قلتُ: هکذا ذکر ابن شداد فی تاریخ وصوله الی

لہ ایک مضبوط قلعہ ہے جو حلب سے دو دن کی راہ پر شمال کی طرف واقع ہے، (معجم البلدان)

مصر والصواب فيه هو الذى ذكرته فى ترجمته[1]) وسلكَ معه من الادب ماجَرَتْ به عادتُه والبسه الامرَ كله فأبَى ان يُلْبِسَه وقال: يا ولدى ما اختارك الله لهذا الامر الّا وانت كُفوءٌ له ولا ينبغى ان تُغَيِّر موضعَ السعادة[2] فحكّمه[3] فِى الخزائن كلّها ولم يزل وزيراً حتى مات العاضد' ......

قلت:

اكثر ماذكرتُه فى هذا الفصل منقولٌ من كلام شيخنا ابن شداد فى سيرة صلاح الدين وفيه زوائد من غيرها والذى ذكره شيخنا الحافظ عزّ الدين بن الاثير المذكور قبل هذا فى تاريخه الاتابكى ان كيفيه ولاية صلاحُ الدين اَنّ جماعةً من الامراءِ النورية الذين كانوا بمصر طلبوا التقدّم على العساكر وولاية الوزارة يعنى بعدَ موتِ اسد الدّين .... فارسل العاضدُ صاحبُ مصر الى صلاح الدين وامَرَه بالحُضور فى قصره لِيَخْلَعَ عليه خِلَعَ الوِزارة ويولّيه الامر بعد عَمّه وكان الذى حَمَلَ العَاضِدَ على ذلك ضُعْفُ صلاح الدين فانه ظنّ اَنّه اذا وَلّى صلاح الدين وليس له عسكر ولا رجال كان فى ولايته مستضعفا يُحكم عليه ولا يَجْسُر على المخالفة واَنّه يضعُ على العَسكر الشّامىّ مَن يستميلهم اليه فاذا

---

[1] يعنى ج ١: ٨٥ پر، وہاں ہے: ودخل القاهرة لست بقين من رجب سنة خمس وستين وخمسمائة [٢۴ رجب ٥٦٥]

[2] the object of fortune's favours

[3] Appointed to the intendance of the treasury stores

صار معه البعض اخرج الباقين وتعود البلاد اليه وعنده من العساكر الشامية من يحميها من الفرنج ونور الدين، والقصة مشهورة[1] اردتُ عمراً واراد الله خارجة ....

عُدنا الی تمام الکلام الاوّل

فامتنع صلاح الدین وضعفت نفسه عن هذا المقام فلزمه واخذه کارها، ان الله تعالى يعجب من قوم يقادون الى الجنّة بالسلاسل، فلما حضر فی القصر خلع علیه خلع الوزارة الجبّة والعمامة وغیرهما، ولقّب "الملك الناصر"، وعاد الى دار اسد الدّين فاقام بها..... وثبت قدم صلاح الدین ورسخ ملکه وهو نائب عن الملك العادل نور الدّين والخطبة[2] لنور الدّين فی البلاد کلها ولا ینصرّفون الا عن امره وکان نور الدین یکاتب صلاح الدّين بالامیر الاسفهسالار ویکتب علامته[3] فی الکتب تعظیما ان یکتب اسمه وکان لا یفرده بکتاب بل یکتب

---

[1] تین خارجیوں نے عہد کیا کہ حضرت علی، امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دینا چاہئے، ان میں سے ایک عمرو کو قتل کرنے کے لئے مصر گیا اور نماز صبح کے وقت امام کو عمرو سمجھ کر قتل کر دیا در اصل مقتول عمرو نہ تھا بلکہ خارجہ نامی ایک شخص تھا جب قاتل کو حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے یہ جملہ کہا۔

[2] در اصل خطبہ عاضد اور نور الدین دونو کے نام پر ہوتا تھا۔

[3] اس سے صلاح الدین کو یہ جتانا مقصود تھا کہ وہ متعدد امراء نوریہ میں سے ایک ہے کوئی خصوصیت نہیں رکھتا۔ صلاح الدین کے مصر پر متصرف ہونے کے بعد اس کے تعلقات نور الدین سے بیحد نازک ہو گئے تھے سلطان کو ایک طرف خدشہ یہ تھا کہ مصر کے لوگ بد اعتماد نہ ہو جائیں دوسری طرف یہ کہ نور الدین کے دل میں بدگمانی اور شک نہ پیدا (باقی بر صفحہ ۹۵

"الامیر الاسفهسالار صلاح الدین وکافّۃ الامراء بالدیار المصریّۃ یفعلون کذا وکذا" واستمالَ صلاحُ الدّین قلوبَ النّاس وبَذَلَ الاموالَ ممّا کان اسد الدّین قد جمَعَہ وطلب من العاضد شیئًا یُخرِجہ فلم یُمکِنہ منعُہ فمالَ النّاسُ الیہ واَحبّوہُ وقویت نفسُہ علٰی القیام بھذا الامر والثّباتِ فیہ وضَعُفَ امرُ العاضد فکان کالباحثِ عن حَتفِہٖ،

قال ابن الاثیر فی تاریخہ الکبیر قد اعتبرتُ التواریخ ورأیتُ کثیرا من التواریخ الاسلامیّۃ فرأیت کثیرًا ممّن یبتدیٔ الملک تنتقل الدّولۃ عن صُلبِہ الی بعضِ اھلہ واقاربہ منھم فی اوّل الاسلام معاویۃ بن ابی سفیان اوّل مَن مَلکَ مِن اھل بیتہ فانتقل الملک عن اَعقابہ الی بنی مروانَ مِن بنی عمّہٖ ثم من بعدہ السّفّاح اوّل من ملک من بنی العبّاس انتقل الملک عن اعقابہ الی اخیہ المنصور، ثمّ السّامانیّۃ اوّل من استبدّ فیھم نصر بن احمد فانتقل الملک عنہ الی اخیہ اسمٰعیل بن احمد و اعقابہ، ثمّ یعقوب الصّفّار وھو اوّل من ملک من اھل بیتہ وانتقل الملک عنہ الی اخیہ عمرو واعقابہ، ثم عماد الدّین بن بُویہ اوّل من ملک من اھل بیتہ ثم انتقل الملک عنہ

(بقیہ از صفحہ ۹۴) ہو، ان حالات سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوئیں ان کا ذکر آگے آتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۱۰۰، بعد،

لے his collaterals

الى اخويه معزّ الدولة وركن الدولة ، ثمّ السّلجوقيّة اوّل من ملك منهم طُغْرلبك ثم انتقل الملك الى اولاد اخيه داؤد ، ثمّ هذا شِيرِكوه كما ذكرناه انتقل الملك الى ولد اخيه نجم الدين ايّوب ، ولولا خوف الاطالة لَذَكَرْنا اكثرَ من هذا ، والذى اظنّه السّببَ فى ذلك اَنّ الّذى يكون اوّل دولته يُكثِرُ القتلَ فيأخذ المُلْكَ وقلوبُ مَن كان فيه متعلّقةٌ به فلهذا يحرِمُ الله اعقابه و يفعل ذلك لأجلهم عقوبةً له ،

نعود الى ذكر صلاح الدّين

وارسل صلاح الدين يطلب من نور الدين اَنْ يُرْسِلَ اليه اخوته فلم يُجِبْه الى ذلك ، وقال : اَخافُ اَن يُخالفَ احدٌ منهم عليك فتُفْسِدَ البلادَ ، ثمّ انّ الفرنج اجتمعوا ليسيروا الى مصر ، فسيّر نورُ الدّين العساكرَ ، وفيهم اِخْوةُ صلاح الدّين منهم شمس الدّين نوران شاه بن ايّوب ، (قلتُ : وقد تقدّم ذكره فى ترجمة مستقلّة) قال : وهو اكبر من صلاح الدين ، فلمّا اراد ان يسير قال له نور الدين : ان كنتَ تَسيرُ الى مصر وتنظرُ الى اخيك انّه يوسف الذى كان يقوم فى خدمتك وانتَ قاعدٌ فلا تَسِرْ ، فإنّك تُفسِدُ البلادَ ، واُحْضِرُك حينئذ واُعاقبك بما تستحقّه ، وان كنتَ تنظرُ اليه انّه صاحبُ مصر وقائمُ مقامى وتَخدِمُه بنفسك كما تخدمنى فسِرْ اليه ، واشْدُدْ اَزْرَه ، وسَاعِدْه على ما هو بصَدَدِه ، فقال : اَفْعَلُ

معه من الخدمة والطاعة ما يتّصل بك انشاء الله تعالى، فكان
معه كما قال،

ثم قال شيخنا ابن الاثير بعد هذا باوراق فی فصل يتعلّق
بانقراض الدولة المصريّة واقامة الدّولة العبّاسيّة بها فقال : فی
المحرّم سنة سبع وستّين وخمسمائة [٥٦٧] قُطِعت خطبة العاضد
صاحب مصر، وخُطِب فيها للامام المستضئ بأمر الله امير المؤمنين،
وكان السبب فی ذلك انّ صلاح الدّين يوسف بن ايّوب لما ثبت
قَدَمُه فی مصر، وازال المخالفين له، وضَعُف امرُ العاضد و
لم يبق من العساكر المصريّة اَحَدٌ كَتَبَ اليه الملكُ العادل نور
الدين محمود يأمره بقَطْعِ الخطبةِ العاضديّة، واقامة الخطبة العبّاسيّة
فاعتذر صلاح الدّين بالخوف من وُثُوب اهل مصر وامتناعهم
من الاجابة الى ذلك لِمَيلِهم الى دولة المصريّين، فلم يُصغِ
نور الدين الى قوله وارسل اليه يُلزِمه بذلك الزاما لا فُسحة له
فيه، واتّفق ان العاضد مَرِض، وكان صلاح الدين قد عَزَم على قطع
الخطبة، فاستشار امراءه كيف الابتداءُ بالخطبة العبّاسيّة، فمنهم
من اَقدَمَ على المساعَدَة واشار بها، ومنهم من خاف ذلك، الّا
انّه لم يمكنه الّا امتثالُ امر نور الدّين، وكان قد دخل الى مصر رجلٌ
عجمیٌّ يُعرف بالامير العالم، وقد رأيناه بالموصل كثيرا، فلمّا رأى
ما هم فيه من الاِحجام قال انا ابتدأ بها، فلمّا كان اوّل جمعة من

المحرم صَعِد المنبر قبل الخطيب، ودعا للمستضئ بامر الله فلم يُنكِر احدٌ ذلك، فلمّا كان الجمعة الثالثة اَمَرَ صلاح الدين الخطباء بمصر[1] والقاهرة* بقطع خطبة العاضد، واقامة الخطبة للمستضئ بامر الله، ففعلوا ذلك ولم يَنْتَطِح[2] فيها عَنْزَانِ، وكَتَب بذلك الى سائر الديار المصريّة، وكان العاضد قد اشتدّ مرضُه، فلم يُعلمه اهلُه واصحابُه بذلك، قالوا ان سَلِم فهو يعلم، وان تُوُفّي فلا ينبغي ان ننغّص عليه هذه الايام التى بقيت من اَجَله، فتُوُفّي[3] يوم عَاشُورَاء ولم يَعْلم، ولمّا تُوُفّي جلس صلاح الدين للعَزَاء، واستولى على قصره[4]، وجميع ما فيه، وكان قد رَتَّب فيه قبل وفاة العاضد بهاءَ الدين قراقوش (وهو خَصِيٌّ) يَحْفَظُه، (قلت: وقد تقدّم ذكره فى ترجمة ايضًا،) قال: وجعله كاستاذ[5] دار العاضد فحَفِظ ما فيه حتّى تَسَلَّمَه[6] صلاحُ الدّين، ونَقَل اهلَ العاضد الى مكان مُنْفَرِد، ووَكَّلَ بحفظهم وجعل اولاده وعُمُومته[7] وابناءَهم فى اِيوانٍ بالقصر، وجَعَل عندهم من يحفظهم، واَخرج من كان فيه من العَبِيد والاِماء، فاَعْتق

[1] * Old and New Cairo
[2] two goats did not butt for it
[3] العاضد کی عمر وفات کے وقت ۲۱ برس سے کم تھی،
[4] the palace or the citadel
[5] intendant of the household
[6] تسلّم الشئ قبضه، [7] Paternal uncles
العاضد کی اولاد، بہنوں، بیویوں اور دیگر اعزّہ کی کل تعداد ۱۵۲ تھی،

البعضَ، ووَهَبَ البعضَ، وباعَ البعضَ، واخلى القصرَ من اهله وسُكّانه، فسبحان من لا يزول ملكه، ولا يغيّره ممرُّ الأيّامِ، وتعاقُبُ الدُّهورِ،

ولمّا اشتدّ مرضُ العاضد ارسل يستدعي صلاح الدّين فظنّ انّ ذلك خديعةٌ فلم يمض اليه فلمّا تُوُفّي عَلِمَ صدقَه فنَدِمَ على تخلُّفه عنه، وكان ابتداء الدولة العُبيديّة[1] بافْريقيّة والمغرب في ذي الحجّة سنة تسع وتسعين ومائتين، واوّل من ظهر منهم المهدي ابو محمد عُبيد الله، وبَنَى المهديّة، ومَلَكَ إفْرِيقيّة كلّها (قلتُ: هكذا ذكر شيخنا ابن الاثير في تاريخ استيلاء المهدي عُبيد الله على افريقيّة، والصّواب فيه هو الذي ذكرته في ترجمته[2] فيكشف منه،) ثم انه قال: ولمّا مات المهدي عبيد الله قام بالامر بعده ولده القائم ابو القاسم محمّد، ثم ذكرهم واحداً واحداً، حتّى انتهى الى العاضد المذكور. فقال: وانقرضتْ دولتهم، فكانت مدّة دولتهم مائتي سنة وستّا وستّين سنة، وكان مقامهم بمصر

---

[1] یعنی دولت بنو فاطمہ جس کا بانی عبید اللہ المہدی تھا،

[2] دیکھو وفیات ج ۱ ص ۲۷۲، مصنّف نے وہاں لکھا ہے: ودعی له بالخلافة على منابر رقادة والقيروان يوم الجمعة لتسع بقين من شهر ربيع الآخر سنة ۲۹۷ ..... وكان ظهوره بسجلماسة يوم الاحد لسبع خلون من ذي الحجة سنة ۲۹۶،

مأتی سنة وثمانی سنین، وملک منهم اربعة عشر، وهم المهدی، والقائم، والمنصور، والمعز، والعزیز، والحاکم، والظاهر، والمستنصر، والمستعلی، والآمر، والحافظ، والظافر، والفائز، والعاضد آخرهم (قلتُ: وقد ذکرتُ کلّ واحد من هؤلاء فی ترجمة مستقلّة فی هذا الکتاب، فمن اختار الوقوف علی احوالهم فلیطلبه فی اسمه، ولا حاجة الی ذکره هٰهُنا)

قال شیخنا ابن الاثیر وقد اتینا علی ذکر ما اجملناه مستقصًی فی التاریخ الکبیر، یعنی کتابه الذی سمّاه الکامل وهو مشهورٌ، ومن انفع الکتب فی بابه، قال: ولمّا استولٰی صلاح الدین علی القصر، وامواله وذخائره اختار منه ما اراد ووهب اهله ما اراد، وباع منه کثیرا، وکان فیه من الجواهر والاعلاق النّفیسة مالم یکن عند ملک من الملوک، قد جُمع علی طول السنین وممرّ الدهور، فمنه القضیب[1] الزمرّد طوله نحو قصبة[2] ونصف، والجبل الیاقوت وغیرهما، ومن الکتب المنتخبه بالخطوط[3] المنسوبة والخطوط الجیّدة نحو مائة الف مجلد، ولمّا خُطب للمستضیٔ بامر الله بمصر ارسل نور الدّین الیه یعرّفه ذلک، فحلّ عنده اعظمَ محلٍّ، وسیّر الیه الخِلَع الکاملة مع عماد الدین الصفتوی اکراماله، لانّ

[1] a rod of emerald + [2] a span + [3] خطّ منسوبٌ ذوقاعدةٍ (التاج) + خط منسوب ازان گفته اند که هر حرفی بذان دیگر نسبتی دارد بنسبت خطوط استاذان متقدّم چون ابن البوّاب و ابن مقله (راحة الصدور ص ۱۴۴) +

ع۵ دیکھو صلاح الدین ص ۱۱۴

عماد الدين كان كبير المحل فى الدّولة العبّاسيّة، وكذلك ايضًا سيّر خِلَعًا لصلاح الدين، الّا انّها اقلّ من خِلَع نور الدّين، وسُيّرت الأعلامُ السّودُ لتُنْصَبَ على المَنابر، وكانت هذه اوّل أهْبَةٍ عبّاسيّة دخلت مصر بعد استيلاء العُبيديّين عليها، انتهى ما قاله شيخنا ابن الاثير،

قلتُ

ولمّا وصَلَ الخَبَرُ الى الامام المستضئ بامر الله ابى محمد الحسن ابن الامام المُسْتَنْجِد، وهو والد الامام الناصر لدين الله بما تجدّد من امر مصر، وعَود الخطبة والسكّة بها باسمه بعد انقطاعها بمصر هذه المدّة الطويلة نَظَمَ ابو الفتح محمّد سِبْطُ ابن التعاويذى المقدّم ذكره قصيدة طنّانةً مَدَحَ بها الامام المستضئ، وذَكَرَ هذا الفتوح (كذا) المتجدّد له وفتوحَ بلاد اليمن ايضًا وهَلاكَ الخارجى بها الّذى سمّى نفسه المهدِىَّ، وذلك فى سنة احدٰى وسبعين و خمسمائة، وكان صلاح الدين قد ارسل له من ذخائر مصر و اسباب المصريّين شيئًا كثيرًا واوّلها

قل للسّحاب اذا امَرَتْه[1] يدُ الجنائبُ فارجحنَّ	عُجْ باللِّوٰى فاسحْ بدمْعك للمَعاهِد و الدِّمَنْ
لكنّنى كفرتُ لَيْلةَ زرته عنّى وعَنْ[2]	بمد ائحى للمستضئ ابى محمدٍ الحَسَنْ

[1] Southern gales [2] = عنها

المُسْتَقِرّ من الخلا	فة فى الشواهِق والقُنَنْ
ياجاريافى العدل من	سُنَنَ النبى على سُنَنْ
ياجامعاخُلُق النّبوّ *	ة والخلافة فى قَرَنْ
دانَتْ لهيبتك المما *	لِكُ والمعاقِلُ والمُدُنْ
بالمَشْرَفِيّات الصَوا *	رِم والمُثَقّفَة اللّدُنْ
واتتك اسلابُ الملو *	كُ من الصعيد الى عَدَنْ
ممّا اقتناه ذُو رُعَيْــنٍ فى القديم وذو يَزَنْ	

وهى طويلة فنقتصر منها على هذا القدر ففيه كفايةٌ، ومدحه ايضًا بقصيدة اخرى آشار فيها الى هذا المعنى، ......

[٤-مقامُ السلطانِ بالقاهرة ٥٦٧ - ٥٦٩]

ثم ذكر شيخنا ابن الاثير بعد هذا فصلا يتضمّن حُصولَ الوحشة بين نور الدّين وصلاح الدين باطنًا، فقال: وفى سنة سبع وستين ايضًا حَدَثَ مااوجب نفرةَ نور الدين عن صلاح الدين. وكان الحادث انّ نور الدّين ارسل الى صلاح الدين يأمُرُهُ بجمع العساكر المصرية والمسيربها الى بَلَد الفرنج والنزول على الكرك ومحاصرته ليجمع ايضا هو عساكره، ويسير اليه، ويجتمعان هناك على حَرْب الفرنج والاستيلاء على بلادهم، فبرز صلاح الدين من القاهرة فى العشرين من المحرّم وكتب الى نور الدين يعرّفه

اَنَّ رحيله لا يتأخّرُ، وكان نورالدين قد جمع عساكره وتجهّز واقام ينتظرُورود الخبر من صلاح الدين برحيله ليرحَل هو، فلما اتاه الخبر بذلك رَحَل من دمشق عَازِمًا على قَصْد الكرك فوصل اليه، واقام ينتظر وُصول صلاح الدين اليه، فارسل كتابه يعتذر فيه عن الوصول باختلال البلاد المصريّة لامورٍ بلغته عن بعض شيعة العلويّين، وأنّهم عازمون على الوُثوب بها، وانّه يخاف عليها مع البُعد عنها ان يقومَ[١] اهلُها على مَن تخلّف بها، فلم يقبَلْ نورالدين هذا الاعتذار منه وتغيّر عليه، وكان سبب تقاعُدِهِ اَنَّ اصحابه وخواصّه خوّفوه من الاجتماع بنورالدين، فحيث لم يمتثلْ امرَ نورالدين شَقَّ[٢] ذلك عليه وعظُم عنده وعَزَمَ على الدُّخول الى مصر واخراج صلاح الدين عنها، فبلغ الخبر الى صلاح الدين فجمع اهله، ومنهم والده نجم الدين وخاله شِهاب الدين الحارمى، ومعهم سائرالامراء وأعْلمَهم ما بلغه من عزم نورالدين على قَصْدِهِ وأخْذِ مصرَ منه، واستشارهم فلم يُجبْه احدٌ منهم بشىء فقام تقى الدّين عمر ابن اخى صلاح الدين (قلتُ: وقد تقدّم ذكره ايضًا فى ترجمة مستقلّة) وقال: اذا جاء قاتلناه ومَنَعْناه عن البلاد، ووافقه غيرُه من اهله، فشَتَمهم نجم الدّين ايّوب وأنكرَ ذلك واستعظمه، وكان ذارأيٍ وفكرٍ وعقلٍ، وقال لتقىّ الدّين اقعُدْ وسَبَّهُ، وقال لصلاح الدين انا ابوك، وهذا شِهاب الدّين

[١] قامَ على to rise against [٢] شقّ عليه highly displeased him

خالك، انظن ان فى هٰؤلاء كلهم من يحبك ويريد لك الخير مثلنا؟ فقال: لا، فقال: والله لو رأيت انا وخالك شهاب الدين نور الدين لم يمكننا الا ان نترجل له ونقبل الارض بين يديه، ولو امرنا ان نضرب عنقك بالسيف لفعلنا، فاذا كنا نحن هكذا فكيف يكون غيرنا؟ وكل من تراه من الأمراء والعساكر لو رأى نور الدين وحده لم يتجاسر من الثبات على سرجه ولا وسعه إلا النزول، وتقبيل الارض بين يديه، وهذه البلاد له وقد اقامك فيها، وإن اراد عزلك سمعنا وأطعنا، والرأى ان تكتب اليه كتابا، وتقول: بلغنى انك تريد الحركة لاجل البلاد فاى حاجة الى هذا؟ يرسل المولى نجابا يضع فى رقبتى منديلا ويأخذنى اليك فماههنا من يمتنع عليك، وقال لجماعته كلهم: قوموا عنا، فنحن مماليك نور الدين وعبيده يفعل بنا ما يريد، فتفرقوا على هذا، وكتب اكثرهم الى نور الدين بالخبر، ولما خلا ايوب بابنه صلاح الدين قال له: انت جاهل قليل المعرفة، تجمع هذا الجمع الكثير وتطلعهم على سرك وما فى نفسك، فاذا سمع نور الدين انك عازم على منعه من البلاد جعلك اهم الامور اليه واولاها بالقصد، ولو قصدك لم تر معك احدا من هذا العسكر وكانوا اسلموك إليه، واما الآن بعد هذا المجلس فسيكتبون اليه ويعرفونه قولى، وتكتب انت اليه ونرسل

اليه في المعنى، وتقول: ايّ حاجة الى قصدي؟ يجيءُ نجّابٌ يأخذني بحبلٍ يضعه في عُنُقي، فاذا سمع هذا عَدَل عن قصدك واستعمل ما هو اهمّ عنده، والايّام تندرّج والله كلّ وقتٍ في شأن، والله لو اراد نور الدين قَصَبَةً من قصب سُكّرنا لقاتلتُه انا عليها حتّى اَمْنَعَه او اُقْتَلَ، ففعل صلاحُ الدّين ما اشار به والدُه، فلمّا رأى نور الدّين الامر هكذا عَدَل عن قصده و كان الامر كما قال نجم الدين ايّوب، وتُوُفّي نور الدينُ لم يقصدْه، وملك صلاح الدين البلاد، وهذا كان من احسن الآراء و اجودها، انتهى ما ذكره ابن الاثير،

وقال شيخنا ابن شدّاد في السيرة لم يزل صلاح الدّين على قَدَمِ بَسْطِ العَدْلِ ونَشْرِ الاحسان وافاضةِ الانعام على الناس الى سنة ثمان وستّين وخمسمائة، فعند ذلك خرج بالعسكر يريد بلاد الكَرَك والشّوبَك، وانما بدأ بها لانّها كانت اَقربَ اِليه، وكانت في الطريق تمنع من يقصد الديار المصريّة، وكان لا يمكن ان تعبُرَ قافلةٌ حتّى يخرج هو بنفسه يُعَبِّرها، فاراد توسيعَ الطريق وتسهيلَها، فحاصرها في هذه السنة، وجرى بينه و بين الفرنج وقعات، وعاد ولم يظفر منها بشيء؛ فلمّا عاد بَلَغَه خبرُ وفاة والده نجم الدين ايّوب قبل وصوله اليه، (قلتُ: وقد ذكرتُ تاريخ وفاته في ترجمته[١]

قال: ولمّا كانت سنة تسع وستّين رأى قوّة عسكره و

[١] دیکھو وفیات ج۱ ص ۵۶۱، یہ تاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۵۶۸ھ ہے +

كثرة عدده، وكان بلغه ان باليمن انسانا استولى عليها وملك حصونها يسمّى عبد النبي بن مهدي[1] فسيّر اخاه توران شاه اليه فقتله واخذ البلاد منه، (وقد بسطتُ القول فى ذلك فى ترجمته) ثمّ توفّى نور الدّين سنة تسع وستين [٥٦٩] حسبما شرحته فى ترجمته فلا حاجة الى اعادته،

ولمّا بلغ صلاح الدين انّ انسانا يقال له الكنز[2] جمع باُسْوَانَ خلقا كثيرا من السودان وزعم انّه يُعيد الدّولة المصريّة وكان اهل مصر يؤثرون عودهم، فانضافوا الى الكنز المذكور فجهّز صلاح الدّين اليه جيشا كثيفا وجعل مُقدّمه اخاه الملك العادل،

[1] بنو مہدی کی حکومت کے حال کے لئے دیکھو لین پول کی کتاب Muhammadan Dynasties ص ۹۶ ٭

[2] لین پول نے اس کا نام کنز الدولہ لکھا ہے، عاضد کی فوجیں زیادہ تر سوڈانیوں پر مشتمل تھیں، اور صلاح الدین کو ان کے استیصال کیلئے خاصی مشکل پیش آئی ۔ ۵۶۴ھ کے آخر میں نجاح کو جو حبشی خادم تھا سازش کے جرم میں قتل کیا گیا، اس پر ۵۰ ہزار سوڈانیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور میدان بین القصرین میں ان سے جنگ ہوئی اور شکست کے بعد اُن کو بالائی مصر میں بھیجدیا گیا۔ وہاں بغاوت کی آگ برسوں سُلگتی رہی۔ اواسط ۵۶۷ میں توران شاہ نے اس فساد کو دبایا مگر اگلے سال پھر اس کو مہم بھیجانی پڑی، ۵۶۹ میں کنز الدولہ نے اسوان میں بغاوت کی اور اُس کے قتل پر اِس مہم کا خاتمہ ہوا، ۵۷۲ میں آخری مرتبہ قفط میں بغاوت ہوئی اس کے فرو ہونے پر سوڈانیوں کی شورش ختم ہوئی (صلاح الدین ص ۱۰۱ ببعد)، بقول لین پول یمن اور سوڈان کی مہموں سے شاید یہ بھی مقصد تھا کہ نور الدین کے حملہ مصر کی صورت میں ان مقامات کو مامن بنایا جائے ٭

وساروا فالتقوا وكسّروهم، وذلك فى السابع من صفر سنة سبعين وخمسمائة [٥٧٠] واستقرت له قواعد الملك،

وكان نور الدين رحمه الله قد خلّف ولده الملك الصالح اسمٰعيل المذكور فى ترجمة ابيه، وكان بدمشق عند وفات ابيه[١]، وكان بقلعة حلب شمس الدين على بن الداية وشاذبخت، وكان ابن الداية قد حدّثت[٢] نفسه بامور، فسار الملك الصالح من دمشق الى حلب، فوصل الى ظاهرها فى المحرّم من سنة سبعين [٥٧٠] ومعه سابقُ الدّين فخرج بدر الدّين حسن بن الداية فقبض على سابق الدين، ولمّا دخل الملكُ الصالحُ القلعةَ فقبض على شمس الدّين واخيه حسن المذكور، واودعَ الثلاثة فى السجن، وفى ذلك اليوم قتل ابوالفضل ابن الخشّاب لفتنة جرت بحلب، وقيل بل قتل قبل قبضِ اولاد الداية بيومٍ، لانّهم تولّوا تدبير ذلك،

[١] وفيات ٢: ٨٩ پر ہے: وكان (نور الدين) قد عهد بالملك الى ولده الملك الصالح عماد الدين اسمٰعيل وعمره يوم مات ابوه ١١ سنة فقام بالامر من بعده وانتقل من دمشق الى حلب ودخل قلعتها يوم الجمعة مستهل المحرّم سنة ٥٧٠ وخرج السلطان صلاح الدين من مصر وملك دمشق وغيرها من بلاد الشام ولم يبق عليه سوى مدينة حلب، ملک صالح حلب ہی میں ٥٧٧ میں فوت ہوا اس کی عمر ٢٠ سال سے کم ہی تھی۔

[٢] was meditating great projects، ملک صالح کو امراء نوری نے امیر موصل گومشتگین کی سرپرستی میں حلب بھیج دیا کہ حلب دمشق سے زیادہ محفوظ تھا۔ شمس الدین دایہ قلعہ حلب پر اور بدر الدین حسن بن دایہ شہر حلب پر متصرف تھا، ابن الخشاب قاضی شہر، رئیس احداث اور شیعہ جماعت کا زعیم تھا، یہ امراء سب کے سب حلب پر متصرف ہونا چاہتے تھے اور نابالغ ملک صالح کی سربراہی کرنا چاہتے تھے، آخر گومشتگین پہنچا تو اس نے اولاد دایہ کو قید کر دیا (دیلان ج ٤: ص ٥٦٠)

[الباب الثّانی صلاح الدّین السّلطان

٥٧٠ - ٥٨٣

١ - فتح الشّام [٥٧٠-٥٧١]

ثمّ ان صلاح الدّین بعد وفاة نور الدّین علم انّ ولده الملك الصالح صبیّ لا یستقل بالامر، ولا ینهض بأعباء الملك واختلّت الاحوال بالشام[1]، وکاتب شمس الدین المقدّم ذکره صلاح الدّین[2]، فتجهّز من مصر فی جیشٍ کثیرٍ وترك بها من یحفظها، وقصد دمشق مُظهِرًا انّه یتولّی مصالح الملك الصالح فدخلها بالتسلیم فی یوم الثلاثاء سلخ ربیع الآخر سنة سبعین وخمسمائة [٥٧٠] وتسلّم قلعتها، وکان اوّل دُخولِهِ دار ابیه، (قلتُ: وهی الدار المعروفة بالشریف العفیفی وهی الیوم فی قُبالةِ المدرسة العادلیّة مشهورة هناك بالعفیفی) قال: واجتمع الناس الیه وفرحوا به، وأنفق فی ذلك الیوم

---

[1] اس وقت جبکہ زنگی کی سلطنت ٹکڑے ہو رہی تھی اور مسلمانانِ شام کا کوئی لیڈر باقی نہ رہا تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ اُمراء کی باہمی کشمکش سے فائدہ اُٹھا کر فرنج شام پر قابض نہ ہو جائیں۔ اسلئے صلاح الدین کو شام کے امور میں مداخلت لازم ہوئی (صلاح الدین ص ١٣٤ بعد

[2] دیکھو صلاح الدین ص ١٣٦ ۔

مالاً جزيلاً، واظهر السرور بالبلاد مشتقيين وصعد القلعة، وسار الى حلب، فنازل حمص، واخذ مدينتها فى جمادى الاولى من السنة، ولم يشتغل بقلعتها و توجه الى حلب ونازلها فى يوم الجمعة سلخ جمادى الاولى من السنة وهى الوقعة الاولى،

ثم ان سيف الدين[1] غازى بن قطب الدين مودود بن عماد الدين زنكى صاحب الموصل لما احسّ بما جرى علم ان الرجل قد استفحل امره وعظم شأنه، وخاف ان غفل عنه استحوذ[2] على البلاد، و استقرت قدمه فى الملك، وتعدّى الامر اليه، فانفذ عسكراً وافراً وجيشاً عظيماً، وقدّم عليه اخاه عزّ الدين مسعود بن قطب الدين مودود وساروا يريدون لقائه ليردّوه عن البلاد، فلما بلغ صلاح الدين ذلك رحل عن حلب فى مستهلّ رجب من السنة عائداً الى حماة ورجع الى حمص، فاخذ قلعتها، ووصل عزّ الدين مسعود الى حلب، واخذ معه عسكر ابن عمه الملك الصالح بن نور الدّين صاحب حلب يومئذ، وخرجوا فى جمع عظيم، فلما عرف صلاح الدين بمسيرهم سار حتى وافاهم على قرون[3] حماة، وراسلهم وراسلوه واجتهد ان يصالحوه فما صالحوه ورأوا انّ ضرب المصاف معه ربما نالوا به غرضهم، والقضاء يجرّ الى امور وهم بها لا يشعرون، فتلاقوا

---

[1] يعنی غازی ثانی دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۲ ۔ [2] gain mastery over

[3] قرون حماة قلّتان متقابلتان جبل بشرف عليها (اى على حماة) معجم البلدان، یہ پہاڑیاں حماة کے شمال مغرب میں دس میل کے فاصلے پر ہیں (دیسلان)

فقضى الله تعالى ان انكسر وا بين يديه وأُسر جماعةٌ منهم فمنّ عليهم، وذلك في تاسع شهر رمضان من السنة [٥٧٠] عند قُرُون حماة، ثم سار عقيب كسرتهم ونزل على حلب وهي الوقعة الثانية، فصالحوه على اخذ المعرّة وكفرطاب وبارين[1]،

ولمّا جرت هذه الواقعة كان سيف الدين غازي يحاصر اخاه عماد الدين زنكي صاحب سنجار، وعزم على اخذها منه، لانّه كان قد انتمى الى صلاح الدّين، وكان قد قارب آخذها، فلما بلغه الخبر ان عسكره انكسر خاف ان يبلغ اخاه عماد الدين الخبر، فيشتدّ امره ويقوى جأشه، فراسله وصالحه، ثمّ سار من وقته الى نصيبين واهتمّ بجمع العساكر والانفاق فيها وسار الى البيرة، وعبر الفرات وخيّم على الجانب الشامي، وارسل [الى] ابن عمّه الصالح [بن] نور الدين صاحب حلب حتّى تستقرّ له قاعدةٌ يصل اليها، ثمّ انه وصل الى حلب، وخرج الملكُ الصالح الى لقائه واقام على حلب مدّةً، وصعد قلعتها جريدةً، ثمّ نزل وسار الى تلّ السلطان[2]، (قلتُ: وهي منزلةٌ بين حماة وحلب) قال: ومعه جمع كثير، وراسل صلاح الدين الى مصر يطلب عسكرها فوصل اليه وسار به حتى نزل الى قُرُون حماة، ثم تصافوا

---

[1] وفیات طبع مصر میں مارین ہے مگر وہ درست نہیں (دیکھو دیسلان ۴: ۵۰۶ اور صلاح الدین ص ۱۴۰)، بارین حلب اور حماۃ کے درمیان ایک شہر ہے۔ اسی طرح کفرطاب معرّہ اور حلب کے درمیان واقع ہے۔

[2] یہ مقام حلب سے ۱۵ میل کے فاصلے پر ہے۔

بكرة الخميس العاشر من شوال سنة احدى وسبعين [٥٧١] وجرى قتالٌ عظيمٌ، وانكسرت ميسرة صلاح الدين بمظفّر الدّين بن زين الدين (قلتُ: هو صاحب إربل المقدّم ذكره) قال: فانه كان على منيمنة سيف الدين فحمل صلاحُ الدين بنفسه فانكسر القومُ وأسر منهم جمعًا من كبار الامراء فمنّ عليهم واطلقهم، وعاد سيفُ الدين الى حلب فاخذ منها خزائنه، وسار حتى عبر الفرات وعاد الى بلاده، ومنع صلاحُ الدين من تتبّع القوم، ونزل فى بقيّة ذلك اليوم فى خيامهم، فانّهم تركوا أثقالهم وانهزموا، ففرّق صلاحُ الدين الاصطبلات، ووهب الخزائن، واعطى خيمة سيفِ الدين لابن اخيه عزّ الدين فرخشاه (قلتُ: هو ابن شاهان شاه بن ايوب وهو اخو تقى الدّين عمر صاحب حماة وفرخشاه صاحب بعلبكّ وهو والد الملك الامجد بهرام شاه صاحب بعلبكّ)

قال: وسار الى مَنْبِج فتسلّمها، ثم سار الى قلعة عزاز[١] يحاصرها، وذلك فى رابع ذى القعدة من سنة احدى وسبعين [٥٧١]، وفيها وثب[٢] جماعة من الاسماعيليّة على صلاح الدّين فنجّاه الله سبحانه منهم وظفره بهم، واقام عليها حتّى اخذها فى رابع عشر ذى الحجّة من السنة، ثم سار حتّى نزل على حلب فى سادس عشر الشهر المذكور واقام عليها مدّة ثم رحل عنها، وكانوا قد اخرجوا اليه ابنةً صغيرةً

---

[١] هى بُلَيدة فيها قلعة ولها رستاق شمالى حلب بينهما يوم (معجم البلدان)

[٢] دیکھو صلاح الدين ص ١٢٥ و ١٣٨۔

لنور الدّین سألته عزاز فوهبها لها،

[۲- المصالحة ۵۷۲- ۵۷۶]

ثمّ عاد صلاح الدین الی مصر لیتفقّد احوالها، وکان مسیره الیها فی شهر ربیع الاول من سنة اثنتین وسبعین [۵۷۲] وکان اخوه شمس الدّین توران شاه قد وصل الیه من الیمن فاستخلفه بدمشق ثم تأهّب للغزاة، وخرج یطلب الساحل[1] حتی وافی الفرنج علی الرّملة، وذلك فی اوائل جمادی الاُولی سنة ثلاث وسبعین [۵۷۳] وکانت الکسرة علی المسلمین فی ذلك الیوم (قلت: وذلك لامرٍ[2] یطول شرحه) قال: فلما انهزموا لم یکن لهم حصن قریب یأوون الیه، فطلبوا جهة الدّیار المصریّة وضلّوا فی الطّریق، وتبدّدوا، واُسر منهم جماعة منهم الفقیه عیسٰی[3] الهکّاری، وکان ذلك وهنًا عظیمًا جبره

[1] the littoral provinces of Syria occupied by the Franks

[2] شکست کی وجہ ولیسلان کے نزدیک یہ تھی کہ عین جنگ میں میمنہ اور میسرہ کو حکم دیا گیا کہ باہم جگہ بدل لیں، یہ نہ ہو سکا (نیز دیکھو صلاح الدین ص ۱۵۴ ببعد)

[3] ان کا حال وفیات ج ۱ ص ۳۹۷ پر دیا ہے، یہ حسنی سید تھے، اور حلب کے ایک مدرسہ میں فقہ پڑھاتے تھے۔ امیر شیرکوہ نے ان کو اپنا امام مقرر کیا۔ اس کے ساتھ مصر گئے اور اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت دلانے میں کامیاب کوشش کی اور سلطان کے امرائے معتمد میں شامل اور اس کے مشوروں میں شریک ہوئے، "وکان کثیر الادلال علیه یخاطبه بما لایقدر علیه غیره من الکلام..... وکان یلبس بالاجناد ویعتمّ بعمائم الفقهاء فیجمع بین اللّباسین" ان کے بھائی کا بھی یہی لباس تھا جو (بقیہ بر صفحہ ۱۱۳)

الله تعالی بوقعة حِطِّين المشهورة،

واما الملك الصالح صاحب حلب فانه تخبّط امره[1]، وقبض على گُمشتِكِين صاحب دولته، وطلب منه تسليم حَارِم اليه فلم يفعل فقتله، فلما سمع الفرنج بقتله نزلوا على حارم[2] طمعًا فيها، و ذلك فی جُمادی الاخری من السنة [۵۷۳]، فلما رأی اهل قلعتها الخطر من جهة الفرنج سلّموها الی الملك الصالح فی العشر الاخير من شهر رمضان من السنة، فرحل الفرنج عنها، واقام صلاح الدين بمصر حتی لَمّ شَعَثَها وشَعَثَ اصحابه من اثر كَسْرَة الرَّمْلَة، ثم بلغه تخبّطُ الشام فعزم علی العَوْد اليه، واهتمّ بالغَزَاة، فوصله رسول قِلِيج آرْسلان صاحب الرّوم[3] يلتمس الصلح و يتضرّر من الارمن، وعزم علی قصد بلاد ابن لَاوُن[4] (قلتُ: وهی بلاد سِيس الفاصلة[5]

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) قاضی ابن خلکان نے خود دیکھا، ۵۸۵ھ میں فوت ہوئے، ھکّاری کی نسبت کے متعلق وفیات ۱: ۳۴۶ پر ہے: "ھذہ النسبة الی قبیلة من الاكراد لهم معاقل و حصون و قری من بلاد الموصل من جهتها الشرقية،" لیکن لب اللباب سیوطی میں ہے کہ یہ نسبت الھكّارية " ولاية من اعمال الموصل" کی طرف ہے،

[1] to be disordered

[2] حارِمٌ " حصن حصين وكورة جليلة تجاه انطاكية وهی الآن من اعمال حلب وفيها اشجار كثيرة ومياهُ وهی لذلك وَبِئة" (معجم البلدان)،

[3] Asia Minor مراد ہے، اس واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۱۶۱، بعد،

[4] Lesser Armenia کے ہر بادشاہ کو مسلمان مؤرخ 'Son of Leon' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس بادشاہ کا اپنا نام Rhupen تھا،

[5] the maritime region between Aleppo and Asia-Minor.

بین حلب والروم من جهة الساحل) قال: لینصر قلیج ارسلان علیه، فتوجه الیه، واستدعی عسکر حلب، لانه کان فی الصلح[1] انه متی استدعاه حضر الیه، ودخل بلاد ابن لاؤن، واخذ فی طریقه حصنا واخربه، ورغبوا الیه فی الصلح فصالحهم ورجع عنهم، ثم سأله قلیج ارسلان فی صلح الشرقیین[2] بأسرهم فاجاب الی ذلك، و حلف صلاح الدین فی عاشر جمادی الاولی سنة ست وسبعین و خمسمائة [۵۷۶] ودخل فی الصلح قلیج ارسلان والمواصلة[3]، وعاد بعد تمام الصلح الی دمشق، ثم منها الی مصر،

[۳-فتح الجزیرة ۵۷۶-۵۷۹]

ثم توفی الملك الصالح بن نور الدین فی التاریخ[4] المذکور فی ترجمة والده وکان قد استحلف امراء حلب واجنادها لابن عمه عز الدین مسعود صاحب الموصل، (قلت: وقد تقدم ذکره وهو ابن عمه قطب الدین مودود فلما مات سیف الدین فی التاریخ[5] المذکور فی ترجمته

---

[1] یعنی اس صلح نامے میں جو ملک صالح اور صلاح الدین کے درمیان مرتب ہوا تھا +
[2] مجلس صلح سمیساط کے قریب منعقد ہوئی تھی اور اس میں امرا الجزیرہ (موصل و جزیرہ ابن عمر واربل وکیفا و ماردین) اور شاہان قونیہ دارمینیہ شامل ہونے تھے اور سلطان صلاح الدین نے اس کی صدارت کی تھی۔ میعاد صلح دو سال تھی (صلاح الدین ص ۱۶۲) +
[3] یعنی اہل موصل +
[4] ملک صالح اسمٰعیل ۵۷۷ میں فوت ہوا (اسکے نسب نامے کیلئے دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۲)
[5] سیف الدین غازی ثانی ۵۷۶ھ میں فوت ہوا ؛

قام مقامه اخوه عزّ الدين مسعود المذكور) قال: فلما بلغ عزّ الدين خبرُ موت الملك الصالح وانه اوصى له بحلب بادر الى التوجّه اليها خوفا ان يسبقه صلاح الدين فيأخذها، وكان اول قادمٍ اليها مظفر الدّين بن زين الدين، (قلتُ: هو صاحب اِربِل وكان اذ ذاك صاحب حرّان وهو مضافٌ الى المَوَاصِلَة لانّ تلك البلاد كانت لهم) قال: فوصَلها مظفر الدّين فى ثالث شعبان سنة سبع وسبعين [٥٧٧] وفى العشرين منه وصلها عزّ الدين مسعود وصَعِد الى القلعة فاستولى على ما فيها من الحَوَاصِل، وتزوّج امّ الملك الصالح فى خامس شوّال من السنة،

قلتُ:

ثم ان شيخنا ابن شدّاد ذكر بعد هذا امورا ذكرتُها فى ترجمة عزّ الدين مسعود بن مودود وترجمة اخيه عماد الدين زنكى وترجمة تاج الملوك بورى اخى صلاح الدين فلا حاجة الى اعادتها ههنا فمن اراد الوُقُوفَ عليها يكشفها فى هذا التراجم،

قلتُ:

وحاصل الامر ان عزّ الدين مسعود قايَضَ اخاه عماد الدين زنكى صاحب سِنجار عن حلب بسنجار وخرج عزّ الدّين عن حلب و دخلها عماد الدّين زنكى وجاءه صلاح الدين فحاصره ولم يقدر عماد الدين على حِفظِ حلب، وكان نزول صلاح الدين على

حلب فی السادس والعشرین من المحرّم سنة تسع وسبعین و
خمسمائة [٥٧٩]، (وقال ابن شدّاد: نزل علیها فی سادس عشر
المحرّم والله اعلم) فتحدّث عماد الدین زنکی مع الامیر حُسام الدین
طُمان بن غازی فی السّرّ بما یفعله، فاشار علیه بأن یطلُبَ منه بلاداً
وینزِلَ له عن حلب بشرط ان یکون له جمیعُ ما فی القلعة من الاموال،
فقال له عماد الدین وهذا کان فی نفسی، ثم اجتمع حسام الدین
طُمان بصلاح الدین فی السرّ علی تقریر القاعدة* فی ذلك، فاجابه صلاح
الدین الی ما طَلَبَ، ودَفَعَ له سِنْجار وخابور ونَصِیبِین وسَرُوج،
ودفع لطُمان الرّقّة لسَفارته بینهما، وحلف صلاح الدین علی
ذلك فی سابع عشر صفر من السنة، وکان صلاح الدین قد نزل
علی سِنجار، واخذها فی ثامن شهر رمضان سنة ثمان وسبعین
[٥٧٨]، واعطاها لابن اخیه تقیّ الدین عمر، فلمّا جری الصلح
علی هذه الصورة اعطاها عمادَ الدّین، وتسلّم صلاح الدّین قلعة
حلب، وصَعِدَ الیها یوم الاثنین السابع والعشرین من صفر سنة
تسع وخمسمائة [٥٧٩]، واقام بها حتّی رتّب اُمُورها، ثم رَحَلَ عنها
فی الثانی والعشرین من شهر ربیع الآخر من السنة، وجَعَلَ فیها ولده
الملك الظّاهر المقدّم ذکره فی ترجمة مستقلّة وکان صبیّا، ووَلّی
القلعةَ سیفَ الدین یازکوج الاَسَدِی[٢] وجعله یرتّب مَصَالِحَ ولدِهِ،

* ratification of the the projected arrangement

[٢] یعنی مولی اسد الدین شیرکوه +

[٤ - صلاح الدّين فی دمشق ٥٧٩ - ٥٨٢]

ثم سار صلاح الدین الی دمشق فی التاریخ المذکور، قال ابن شدّاد: وتوجّه من دمشق لقصد محاصرة الکرك فی الثالث من رجب من السنة المذکورة [٥٧٩]، وسیّر الی اخیه الملك العادل وهو بمصر یستدعیه لیجتمع به علی الکرك فسار الیه بجمعٍ کثیرٍ وجیشٍ عظیمٍ، واجتمع به علی الکرك فی رابع شعبان من السنة [٥٧٨]، فلمّا بلغ الفرنجَ الخبرُ حَشَدُوا خلقا کثیرا وجاءوا الی الکرك لیکونوا فی قُبَالَةِ عسکر المسلمین، فخاف صلاح الدین علی الدّیار المصریّة فسیّر الیه ابن اخیه تقی الدین عمر، ورحل عن الکرك فی سادس عشر شعبان من السنة، واستصحب اخاه الملكَ العادلَ معه ودخل دمشق فی الرّابع والعشرین من شعبان من السنة واعطاه حلب ودخلها فی یوم الجمعة الثانی والعشرین من شهر رمضان من السنة، وخرج الملك الظاهر ویازکُوج ودخلا دمشق فی یوم الاثنین الثامن والعشرین من شوال من السّنة،

وکان الملكُ الظاهر احبَّ اولادِهِ الیه لما فیه من الخلال الحمیدة ولم یأخذ منه حلب الّا لمصلحة رآها فی ذلك الوقت، وقیل ان العادل اعطاه علی اخذ حلب ثلثمائة الف دینار یستعین بها علی الجهاد والله اعلمُ، ثم انّ صلاح الدّین رأی عودَ الملكِ العادل

opposite to al

الى مصر وعَود الملك الظاهر الى حلب صلح، قيل كان سبب ذلك ان الأمير عَلَم الدين سليمان بن حيدر قال لصلاح الدين وكان بينهما مؤانسة قبل ان يتملّك البلاد، وقد سايره يوما وكان من امراء حلب والملك العادل لا يُنصِفه ويقدّم عليه غيره، وكان صلاح الدين قد مَرِض على حصار المَوصِل وحُمِل الى حرّان واَشفَى على الهلاك فلمّا عُوفي رجع الى الشام واجتمعا فى المسير قال له وكان صلاح الدّين قد اَوصَى لكلّ واحد من اولاده بشىء من البلاد: بأىّ رأى كنت تظنّ انّ وصيّتك تمضى كانّك كنت خارجًا الى الصيد وتعود فلا يخالفونك، اما تستحِي ان يكون الطائر اَهدَى منك الى المصلحة؟ قال: وكيف ذاك؟ وهو يضحك، قال: اذا اراد الطائر ان يعمل عُشًّا لِفِراخِه قصد اعالى الشجر ليحمى فِراخه، وانت سلّمت الحصونَ الى اهلك، وجعلت اولادك على الارض هذه حلب وهى أمّ البلاد بيد اخيك، وحماة بيد ابن اخيك، وحمص بيد ابن اسد الدين، وابنك الافضل مع تقى الدين بمصر يُخرجه متى شاء، وابنك الآخر مع اخيك فى خيمة يفعل به ما اراد، فقال له: صدقت فاكتُم هذا الامر، ثمّ اخذ حلب من اخيه، واعطاها ولده الملك الظاهر، واعطى الملك العادل بعد ذاك حرّان والرُّهَا[1] وميّا فارِقِينَ لِيُخرِجه من الشّام، ويتوفّر الشامَ على اولاده فكان ما كان،

[1] Edessa

قلتُ:

وقد تقدّم فی ترجمة عزّ الدین مسعود بن قطب الدین مودود صاحب الموصل فصلٌ یتعلّق بنزول صلاح الدین علی الموصل وحصارها ثلاث مرّات ولم یقدِر علیها،

قال شیخنا ابن الاثیر فی تاریخه انّه نزل علیها فی الدفعة الثالثة، وکان زمن الشِتاء وعزم علی المقام واِقطاع[۱] جمیع الموصل، وکان نزوله فی شعبان من سنة احدی وثمانین وخمسمائة [۵۸۱] فاقام شعبان وشهر رمضان، وتردّدت الرسل بینه وبین صاحبها، فبینما هو کذلک مرض صلاح الدّین فعاد الی حرّان ولحقته الرسل بالاِجابة الی ماطلب، وتمّ الصلحُ علی اَن یُسلِّم الیه صاحبُ الموصِل شَهرزُور واعمالها[۲] وولایة قالی[۳] قلا وماوراء الزاب من الاَعمال واَن یَخطُبَ له علی المنابر وینقّش اسمُه علی السکّة، فلمّا حلف ارسل صلاحُ الدین نُزّابه وتسلّم البلاد الّتی استقرّت القاعدةُ[۴] علی

---

۱ Cutting the province into fiefs.

۲ its dependencies.

۳ غالباً درست قارایلی ہے جو صوبہ کرکور میں ایک پہاڑی درہ ہے۔ اس میں سے وہ سڑک گزری ہے جو موصل سے بغداد کو جاتی ہے (د بسلان)۔ قالی قلا موصل سے بہت دُور ہے۔ اور وہ صاحب موصل کے تصرف میں نہ تھا،

۴ agreement، اس معاہدے کی رُو سے الجزیرہ کا شمالی حصہ اور کردستان کا کچھ حصہ سُلطان کی سلطنت میں شامل ہوا اور اتابک موصل اس کے ماتحت امیروں میں شامل ہوا۔

تسليمها، وطال المرَضُ على صلاح الدين بحرّان، واشتدّ به حتّى يئسوا منه فحلّف الناسَ لاولاده، وكان عنده منهم الملك العزيز عماد الدّين عثمان واخوه العادل جاءه مِن حلب وهو مَلِكُها يومئذٍ، وجَعَلَ لكُلّ واحدٍ شيئاً من البلاد وجعل الملكَ العادلَ وصيّاً على الجميع، ثمّ انه عُوفي وعاد الى دمشق فى المحرّم من سنة اثنتين وثمانين [۵۸۲]، ولمّا كان مريضاً بحرّان كان عنده ناصر الدّين محمّد ابن عمّه[۱]، وله من الاِقطاع[۲] حِمص والرَّحْبَة فسار من عنده الى حمص، واجتاز بحلب، واَحْضَرَ جماعةً من الاَحْداث ووَعَدَهم واعطاهم مالاً على تسليم دمشق اليه اذا مات صلاح الدين، فعُوفى فلم يَمْضِ اِلّا قليلُ حتّى مات ناصر الدّين ليلةَ عيد النحر من السّنة، فانّه شرب الخمر فاكثر منه فاصبح ميتاً، وقيل[۳] انّ صلاح الدّين وضع عليه انساناً فحضر عنده ونادمه وسقاه سمّاً، فلمّا اصبحوا من الغد لم يروا ذلك الشخص، وكان يقال له

[۱] یعنی اسد الدین شیرکوہ عمّ صلاح الدین [۲] جاگیر۔

[۳] ابن الاثیر کی اس روایت کے متعلق لین پول نے (صلاح الدین حاشیہ ص ۱۹۴ پر) لکھا ہے:... the improbable suggestion hardly deserves notice.

النّاصح بن العَمِيد، فسألوا عنه فقالوا انه سارمن ليلته، وكان هذا مما قوّى الظنّ والله اعلم، فلمّا تُوفّي اعطى اقطاعه لولدِهِ شيركُوه وعمرُهُ اثنتا عشرة سنة، وخَلّف من الاموال والدوابّ والاثاث شيئاً كثيراً، فحضر صلاح الدّين الى حمص، واستعرض تركته و أخذَ اكثرَها، ولم يترك الاما لاخير فيه، ثم قال شيخُنا بعد هذا كلّه: وبلغني انّ شِيركُوه حَضَرَ عند صلاح الدين بعد موت أبيه بسَنَةٍ، فقال له الى اين بلغت فى القرآن فقال له: الى انّ الذين يأكلون اموالَ اليتٰمىٰ ظُلمًا اِنّما يأكلون فى بُطُونهم نارًا و سَيَصْلَوْن سَعِيرًا، فعجب الجماعةُ وصلاحُ الدين من ذكائه، والله اعلم بصحّة ذلك[1]،

[1] یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ابن الاثیر کی عمر کا بیشتر حصہ موصل میں گزرا اور اُس کا بھائی اتابکِ موصل کا مشیر تھا، اسلئے وہ اتابکانِ موصل کا جانب دار ہے، اس کی تاریخ الاتابکی اتابکوں کی مدح سرائی پر مشتمل ہے۔ سلطان صلاح الدین نے موصل کا محاصرہ کیا تو ابن الاثیر شہر میں موجود تھا اور تین سال بعد سلطان کی مدد کے لئے جو فوج بھیجی گئی اس میں بھی شامل تھا، غرض خاندان اتابکان شام کی بربادی اور موصل کی تسخیر ابن الاثیر کے نزدیک سلطان کا ناقابل معافی قصور تھا، اسی لئے وہ تاریخ اتابکی میں سلطان پر حرف گیری کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور اپنے پُرانے آقاؤں اور اپنے گھرانے کے محسنوں کے حق کی ادائیگی اسی میں سمجھتا ہے، تاہم وہ سلطان کی خدمات اسلامی کا معترف ہے خصوصاً کامل میں جو اس نے بعد کے زمانے میں تصنیف کی اُس کا رویہ زیادہ غیر جانب دارانہ ہے (صلاح الدین دیباچہ ص ۷) یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سلطان نے شام اور الجزیرہ کی اسلامی حکومتوں کے خلاف جنگی اقدامات کیوں کئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سلطان صلاح الدین کا مقصدِ حیات وزارتِ مصر پانے کے بعد سے (بقیہ بر صفحہ ۱۲۲)

قال ابن شدّاد: ولمّا وَصَلَ صلاحُ الدّين الی دمشق عَقِیبَ مرضہ وإبلالِہ سیّر بطلب اخاہ الملک العادل فخرج من حلب جریدۃً[1] یوم السابع والعشرین من شہر ربیع الاوّل من سنۃ اثنتین وثمانین [۵۸۲] ومَضَی الی دمشق فاقام فی خدمۃ السلطان صلاح الدین، وجرت بینہما احادیثُ ومراجعاتٌ وقواعدُ تتقرّر الی جُمادی الاُخریٰ من السَّنَۃ، فاستقرّ الأمرُ علی عود الملک الصالح الی مصر واُخذت حَلَبُ منہ، وسار الملک الظّاہرُ الیہا ودخل قلعتہا یوم السَّبْت سنۃ اثنتین وثمانین وخمسمائۃ [۵۸۲] وقد ذکرتُ فی ترجمۃ الملک الظّاہر انہ دخل حلب مالگا لہا فی مِثْل یوم وفاتہ وعیّنتُ ہناک التاریخ واسم الیوم، ہکذا وجدتہ وما ادری من این نقلتُہ، وسلّم السلطانُ وَلَدَہ الملکَ العزیزَ الی العادل وجعلہ اتابکَہٗ[2]، قال ابن شدّاد

(بقیہ از صفحہ ۱۲۱) فقط ایک تھا، وہ یہ کہ ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کرکے ساحل شام کو فرنج سے مستخلص کرایا جائے اور اس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے فتح الجزیرہ سے چارہ نہ تھا، یہ علاقہ اس کے دشمنوں کے ہاتھ میں تھا اگر وہ ساحلی علاقہ پر حملہ کرتا تو لازم تھا کہ بہت سی فوجیں ان دشمنوں کی روک تھام کے لئے علیحدہ کردیجاتیں۔ اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی بلکہ اُس علاقہ کی ساری فوج اس کی امداد کے لئے موجود ہو گئی، آگے ہم دیکھیں گے کہ جنگ عکا میں صاحب موصل وسنجار وجزیرہ و اربل وحرّان اور کرد سب سلطان کے ساتھ تھے، اور اگر اس تمام علاقے کی فوج اُس کو نہ ملتی تو تیسری صلیبی جنگ کی تازہ دم یورپی فوجوں کا مقابلہ سلطان کے لئے محال ہو جاتا (صلاح الدین ص ۹۹ و ۱۹۷)

[2] Gaurdian [1] with an escort of light cavalry

قال لی الملك العادل لمّا استقرّت هذه القاعدة اجتمعتُ بخدمة الملك العزیز والملك الظّاهر وجلستُ بینهما، وقلتُ للملك العزیز اعلم یا مولانا انّ السلطان امرنی ان آسِیرَ فی خدمتك الی مصر، وانا اعلم انّ المقدّمین کثیرٌ[1]، وما یخلو آن یُقَال عنّی ما لا یجوز، ویخوّفونك منّی، فان کان لك عزمٌ ان تیسمع منهم فقل لی حتّی لا آجیء، فقال: کیف یتهیّأ لی ان اسمع منهم او ارجع الی رأیهم، ثم التفت الی الملك الظّاهر وقلتُ له: انا اَعْرِفُ انّ اخاك ربّما سمع فیّ اقوال المقدّمین، وانا فمالی الّا انت وقد قنعتُ منك بمَنْبِج متی ضاق صدری من جانبه، فقال: مُبارَكٌ، وذکر لی کلّ خیر، وزوّج السلطانُ ولده الملكَ الظّاهرَ غازیة خاتون ابنة عمّه الملك العادل، ودخل بها یوم الاربعاء السادس والعشرین من رمضان من السنة،

---

[1] audacious fellows

[الباب الثالث۔ صلاح الدّین البطل المجاهد

۵۸۳ — ۵۸۷

۱۰ وقعة حِطّین[1] ۵۸۳۔]

ثمّ کانت وقعة حِطّین المبارکة علی المسلمین، قال: وکانت فی یوم السبت رابع عشر(ین) شهر ربیع الآخر سنة ثلاث وثمانین وخمسمائة [۵۸۳] ..... فی وسط نهار الجُمُعة، وکان کثیرا ما یقصد

[1] حِطّین طَبَریہ کے مغرب کی طرف ایک گاؤں ہے جو سرسبز میدان میں واقع ہے اس میدان کی جنوبی حد پر قریباً عمودی سلسلہ چٹانوں کا ہے۔ ان چٹانوں کی مغربی اور مشرقی حد پر چوٹیاں ہیں جن کو قُرُون حِطّین کہتے ہیں، ان چٹانوں کے جنوب مشرق میں جو ناہموار سطح مرتفع ہے اُس پر وہ جنگ ہوا جس کا ذکر متن میں آیا ہے۔ اس جنگ سے صلیبیوں کی قوت کا خاتمہ ہوگیا، فرنجی فوجیں گرمی اور پیاس سے مضطرب ہوکر کچھ تو عُرضۂ تلف ہوئیں اور کچھ رُو بفرار، کچھ فوج مشرقی چوٹی کی طرف بھاگ آئیں تو جنوبی ڈھلوان سے نیچے لڑھک گئیں۔ فاتح نے اس فتح کی یادگار میں اس چوٹی پر قبۃ النصر بنایا (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام بذیل حطّین)۔

لقاء العدوّ فی یوم الجمعة عند الصلوة تبرّکًا بدعاء المسلمین الخطبة
علی المنابر فسار فی ذلك الوقت بمن اجتمع له من العساکر
الاسلامیة وکانت عِدّةً تجوز العدّ والحصر علی تعبیة حسنة و
هیئة جمیلة، وکان قد بلغه عن العدوّ انه اجتمع فی عدّةٍ
کثیرةٍ بمرج صفّوریة بارض عکّا عند ما بلغهم اجتماع العساکر
الاسلامیة فسار ونزل علی بحیرة طبریّة علی سطح الجبل ینتظر قصد
الفرنج له اذا بلغهم نزوله بالموضع المذکور، فلم یتحرّکوا ولم یخرجوا
من منزلتهم، وکان نزولهم بالموضع المذکور یوم الاربعاء الحادی
والعشرین من شهر ربیع الآخر [٥٨٣]، فلمّا رآهم لا یتحرّکون عن
منزلتهم نزل جریدةً[١] علی طبریة وترك الاطلاب[٢] علی حالها قُبالة
العدوّ ونازل طبریّة وهجمها[٣] واخذها فی ساعةٍ واحدةٍ وانتهب
الناس ما بها واخذوا فی القتل والسبی والحریق وبقیت القلعة
محتمیةً بمن فیها ولمّا بلغ العدوّ ما جری علی طبریّة قلقوا لذلك و
رحلوا نحوها فبلغ السلطان ذلك فترك علی طبریّة من یحاصرها و

---

١ with a troop of cavalry ، ٢ Squadrons

٣ stormed it — دراصل فتح طبریّہ نے فرنجی حکومتِ قدس کا خاتمہ کر دیا کیونکہ اس تاریخ سے دو مہینے کے اندر اندر بیروت سے غزہ تک سارا فلسطین سُلطان صلاح الدین نے لے لیا بجز یروشلم اور صور اور چند قلعوں کے کہ وہ چندے اَور فتح نہ ہوئے ، جنگِ حِطّین کے بعد فرنجیوں کا بادشاہ اور مشہور اُمرا قید اور قتل ہوئے ۔ یہی وجہ ہے کہ قلعے اور شہر پے در پے فتح ہوتے گئے +

لحق بالعسکر فالتقی بالعدوّ علی سَطح جبل طبریّة الغربیّ منها وذلک
فی یوم الخمیس الثانی والعشرین من شهر ربیع الآخر [۵۸۳] وحال
اللّیلُ بین العسکرین فباتا علی مصافٍ الی بُکرةِ یوم الجمعة الثالث
والعشرین فرکب العسکرانِ وتصادما والتحم القتال واشتدّ الامرُ
وذلک بارض قریة تُعرف بِلُوبیا^۱، وضاق الخناقُ بالعدوّ وهم
سائرون کانّهم یُساقون الی الموت وهم ینظرون وقد ایقنوا
بالوَیل والثّبور واحسّت نُفوسهم انهم فی غدٍ یومِهم ذلک من
زوّارِ القبور ولم تزل الحرب تضطرم والفارسُ مع قِرنه یصطدِم
ولم یبق الّا الظّفر ووقعُ الوبال علی مَن کفر فحال بینهم اللیلُ
بظلامِهِ وبات کلُّ واحدٍ من الفریقین بمقامه وتحقّق المسلمون
انّ مِن ورائهم الارُدنُّ ومن بین ایدیهم بلادُ العدُوّ وانّهم لا
یُنجیهم الّا الاجتهادُ فی القتال فحملت اطلابُ المسلمین من
کلّ جانب وحمل القلبُ وصاحوا صیحة رجلٍ واحدٍ "اللهُ اکبر"
فالقی اللهُ تعالی الرّعبَ فی قلوب الکافرین ،کان حقًّا علیه نصرُ
المؤمنین، ولمّا احسّ القومَس[۲] بالخِذلانِ هرب منهم فی اوائل الامر
وقصد جهة صُور[۳] وتبعهُ جماعةٌ من المسلمین فنجا منهم، وکفی اللهُ
شرّه، واحاط المسلمون بالکافرین من کُلّ جانبٍ، واطلقوا علیهم

---

۱ یہ گاؤں حطّین سے قریباً دو میل جنوب مغرب کو تھا ۔

۲ comes، مراد ہے Raimond count of Tripoli سے ۔

۳ Tyre ۔

السِّهام وحَكَّموا فيهم السيوفَ، وسَقوهم كأسَ الحِمَام، وانهزمت طائفةٌ منهم فتبعها ابطالُ المسلمين فلم ينجُ منها احدٌ، واعتصمت طائفةٌ منهم بتلٍّ يقال له تلُّ حَطِّين، وهي قرية عندها قبر[1] النبيّ شعيب عليه السلام فضايقهم المسلمونَ وأشعَلُوا حولهم النِّيرانَ، واشتدَّ بهم العطَشُ وضاق بهم الامرُ حتّى كادوا يستسلمون لِلاَسْرِ خوفًا من القتل لِما مرّ بهم، فأُسر مقدّمتهم[2] وقُتل الباقُون، وكان ممّن أُسر من مقدّميهم الملك واخوه جُفْرِي[3] والبرنس[4] ارناط صاحب الكرك والشّوبك، وابنُ الهُنْفرِي[5] وابن صاحب طَبَرِيّه ومقدّم[6] الديويه وصاحب جُبَيل ومُقَدَّم[7] الاسبتار، قال ابن شداد: ولقد حَكَى لي من أَثِق به انّه رأى بحَوْران شخصًا واحدًا معه نيِّفٌ وثلاثون اسيرًا اقد ربطهم بطُنُب[8] خيمةٍ

---

[1] یہ قبر قرون حطّین میں سے مغربی چوٹی کی ایک سنگلاخ وادی میں واقع ہے۔ دروز لوگ ہر سال اس کی زیارت کو آتے ہیں (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام بذیل حطّین)

[2] their chiefs

[3] Geoffroi de Lusignan، کتاب میں ہے جفری واخوہ، مگر جفری کا بھائی بادشاہ تھا نہ کہ جفری، اسلئے واخوہ کو پہلے لکھ دیا گیا ہے +

[4] Prince Renaud (de Châtillon

[5] "the son of al-Honferi" (Humphrey of Thoron)

[6] the (grand) master of the Templars

[7] the (grand) master of the Hospitallers

[8] rope of a tent

لمّا وقع عليهم من الخذلان، ثمّ ان القومس الذى هرب فى اوّل الامر وصل الى طرابلس فاصابه ذات الجنب[1] فهلك منها، واما مقدّما الاسبتارية والديوية فانّ السلطان قتلهما وقتل من بقى من صنفهما حيّا، واما البرنس ارناط فان السلطان كان قد نذر انه إن ظفر به قتله، وذلك لانّه كان قد عبر به عند الشوبك قوم من الديار المصرية فى حال الصّلح[2] فغدر بهم وقتلهم، فناشدوه الصلح الذى بينه وبين المسلمين فقال ما يتضمّن الاستخفاف بالنبىّ صلّى الله عليه وسلّم وبلغ ذلك السلطان فحملته حميّته ودينه على ان يهدر دمه، ولمّا فتح الله عليه بنصره جلس فى دهليز الخيمة[3] لانّها لم تكن نصبت بعد، وعرضت عليه الأسارى وصار النّاس يتقرّبون اليه بمن فى ايديهم منهم، وهو فرح بما فتح الله تعالى على يديه للمسلمين، ونصبت له الخيمة فجلس فيها شاكرًا لله تعالى على ما انعم به عليه، واستحضر الملك [واخاه[4]] جفرى والبرنس ارناط، وناول السلطان [الملك اخا] جفرى شربة من جلّاب وثلج فشرب منها، وكان على اشدّ حالٍ من العطش، ثمّ ناولها البرنس، وقال السلطان للترجمان قل للملك انت الذى سقيته و

---

[1] Pleurisy [2] truce

[3] the vestibule of the tent

[4] دیکھو حاشیہ صفحہ سابق

كان من جميل عادة العرب وكريم اخلاقهم انّ الاسير اذا اكل او شرب من مالِ مَن اسَرَ اَمِنَ، فقصد السلطانُ بقوله ذلك، ثم امر بمسيرهم الى موضعٍ عيّنه لهم، فمضوا بهم اليه فأكلوا شيئاً، ثم عادوا بهم، ولم يبق عنده سوى بعض الخدم، فاستحضرهم، واقعدَ الملكَ فى دهليز الخيمة، واستحضر البرنس ارناط، و اوقفه بين يديه وقال له: ها انا انتصر لمحمّد منك، ثم عرض عليه الاسلامَ فلم يفعل فسلّ النّمشا[1] فضربه بها فحلّ كتفه، وتمّم قتله مَن حضر، واخرجت جثّته ورميت على باب الخيمة، فلمّا رآه الملك [اخو][2] جفرى على تلك الحالة لم يشكّ فى انّه يلحقه به، فاستحضره وطيّب قلبه وقال له: لم تجر عادة الملوك ان يقتلوا الملوك، واما هذا فقد تجاوز الحدّ وتجرّأ على الانبياء،

وبات الناس فى تلك الليلة على اتمّ سرور ترتفع اصواتهم بحمد الله تعالى وشكره وتهليله وتكبيره حتّى طلع الفجرُ،

[۲. فتح القُدس- ۵۸۳]

ثم نزل السلطانُ على طبريّة يوم الاحد الخامس والعشرين من شهر ربيع الآخر، وتسلّم قلعتها فى ذلك النّهار واقام عليها

---

[1] sword, dagger * [2] یہ اصل میں نہیں ہے مگر جیسا پہلے ذکر ہوا مصنّف کو بادشاہ اور اُس کے بھائی جُفری میں التباس ہوا ہے۔

الى يوم الثلاثاء، ثم رحل طالباً عكّا، فكان نزوله عليها يوم الاربعاء سلخ ربيع الآخر، وقاتلها بكرة يوم الخميس مستهلّ جمادى الاولى سنة ثلاث وثمانين [٥٨٣] فاخذها، فاستنقذ من كان فيها من أُسارى المسلمين، وكانوا اكثر من اربعة آلاف اسير، واستولى على ما فيها من الاموال والذخائر والبضائع، لانها كانت مَظِنّة التُّجار وتفرّقت العساكر في بلاد السّاحل يأخذون الحُصون والقِلاع والاماكن المنيعة، فأخذوا نابُلُس وحَيْفا وقَيْسارِيّة والصَّفُّورِيّه والناصِرَة، وكان ذلك لخُلُوّها من الرّجال، لانّ القتل والأسر أفنى كثيراً منهم،

ولمّا استقرّت قواعدُ عكّا وقسّم اموالُها وأُساراها سار يطلب تِبْنِين فنزل عليها يوم الاحد حادى عشر جمادى الاولى وهى قلعةٌ منيعةٌ فنُصِبَ عليها المناجيقَ وضيّق بالزّحف خِناق مَن فيها وكان فيها ابطال معدودون، وفى دينهم متشدّدون، فقاتلوا قتالا شديدا، ونَصَرَ اللهُ سبحانه وتعالى عليهم فتسلّمها منهم يوم الاحد ثامن عشرة عَنْوَةً، واَسَرَ من بقى فيها بعد القتل، ثم رحل عنها الى صيدا فنزل عليها وتسلّمها غدَ نزوله عليها، وهو يوم الاربعاء الحادى والعشرين من جُمادى الاولى، واقام عليها رَيْثَما قرّرَ قواعدَها، وسار حتّى اتى بيروت فنزل عليها ليلة

الخميس الثانی والعشرين من جمادی الاولی، ورکّب عليها المجانيقَ وداوم الزّحفَ والقتال حتّی اخذها فی يوم الخميس التاسع والعشرين من الشهر المذکور، وتسلّم اصحابُه جُبَيْلَ وهو علی بيروت، ولما فرغ بالُه من هذا الجانب رأی قَصْدَ عَسْقَلانَ ولم یر الاشتغال بصُوْر[1] بعد اِنْ نزل عليها ثمّ رأی ان العسکر تفرّق فی الساحل وذَهَبَ کُلُّ واحدٍ يحصُل لنفسه، وکانوا قد ضَرِسوا[2] من القتال وملازمة الحرب والنِزال، وکان قد اجتمع فی صُور من بقی فی الساحل من الفرنج، فرأی ان قصده عسقلان اولی لانّها ايسر من صور فاتی عسقلان، ونزل عليها يوم الاحد السادس عشر من جمادی الآخرة من السنة، وتسلّم فی طريقه اليها مواضع کثيرةً کالرَّمْلَة والدارون، واقام علی عسقلان المناجيق وقاتلها قتالا شديدا وتسلّمها يوم السَّبْت سلخ جُمادی الآخرة من السنة، واقام عليها الی اَن تسلّم اصحابُه غَزّة وبيت جبريل والنَّطْرون من غير قتال، وکان بين فَتْح عسقلان واَخْذِ

[1] صُور والے مایوسی کے عالم میں شہر حوالے کرنے پر آمادہ تھے کہ عین اُس وقت کونراڈ جس کو عرب مؤرّخ مرقس (Marquess of Montferrat) کہتے ہیں قسطنطنیہ سے براہِ سمندر یہاں آن پہنچا۔ یہ شخص ایک نامور جنگ جو اور ہوشیار سردار تھا اس کے پہنچنے پر فوج کا حوصلہ بڑھ گیا اور اُنھوں نے شہر کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر عکّا کے بعد فوراً یہ شہر لے لیا جاتا تو اُس کے فتح ہو جانے میں کوئی شک نہ تھا (صلاح الدین ص۲۲۰ ببعد)،

[2] fatigued and harassed = دانت کھٹّے ہونا ؛

الفرنج لها من المسلمين خمس وثلاثون سنة ، فانهم كانوا اخذوها من المسلمين فی السابع والعشرين من جُمادی الآخرة سنة ثمان و اربعین وخمسمائة [٥٤٨]، هكذا ذكره شيخنا ابن شداد فی السيرة وذكر الشهاب یاقوت الحَمَوِیّ فی كتابه الّذی سمّاه "المُشتَرِك وَضعا والمُختَلِف صُقعًا" انهم اخذوها من المسلمين فی رابع عشر جُمادی الآخرة من السنة،

قال ابن شدّاد: لمّا تسلّم عسقلان والاماكن المحيطة بالقُدس[1] شمّر عن ساق الجِدّ والاجتهاد فی قصد القُدس المبارك، واجتمعت اليه العساكرُ التی كانت متفرّقة فی الساحل، فسار نحوَه معتمدًا على الله تعالى مُفوِّضًا امرُه اليه منتهزًا الفرصةَ فی فتح بابِ الخير الّذی حثّ على انتهازه بقوله صلّى الله عليه وسلّم مَن فُتح له بابُ خيرٍ فليَنتَهِزْه فانّه لا يَعلَمَ مَتى يُغلَقُ دُونه، وكان نزوله عليه يوم الاحد الخامس عشر من رجب سنة ثلاث وثمانين و خمسمائة [٥٨٣]، وكان نزوله بالجانب الغربی، وكان مشحونا بالمُقاتِلة[2] من الخيّالة والرّجالة[3]، وخَبَرَ[4] اهل الخِبرَة مِمّن كان معه مَن كان فيه من المقاتلة فكانوا يزيدون على ستّين الفا خارجا عن

---

[1] Jerusalem ، [2] ای الذين يأخذون فی القتال والتاء للتأنيث على تأنيث الجماعة والواحد المُقاتِل ،

[3] horse and foot ،

[4] خَبَرَ الشیءَ علمَه بكنهه وحقيقته ، estimated

النّساء والصبيان، ثم انتقل لمصلحة[1] رآها الى الجانب الشمالى

فى يوم الجمعة العشرين من رجب ونصب المناجيق وضيّق البَلَدَ

بالزّحف والقتال حتّى اخذ النّقب فى السّور مما يلى وادى جُهنّم،

ولمّا رأى [الاعداءُ] ما نزل بهم من الامر الذى لا مدفع له عنهم و

ظَهَرتْ آمارات فتح المدينةِ وظُهورِ المسلمين عليهم وكان قد

اشتدّ رُعبهم لِما جرى على ابطالهم وحُماتهم من القتْل والاسْر وعلى

حصونهم من التخريب والهدم وتحقّقوا أنّهم صائرون الى ماصار

اولئك اليه فاستكانوا واَخذوا فى طَلَب الاَمان، واستقرّت القاعدة[2]

بالمراسلة من الطّائفتين، وكان تسليمه فى يوم الجمعة السابع

والعشرين من رجب. وليلته كانت ليلة المعراج المنصوص عليها

فى القرآن الكريم فانظرْ الى هذا الاتّفاق[3] الغريب العجيب كيف

يَسّر اللهُ تعالى عودَه الى المسلمين فى مثل زمن الإسراءِ بنبيّهم

صلّى الله عليه وسلّم، وهذه عَلامة قبول هذه الطّاعة من الله

تعالى، وكان فتحه عظيما شَهِده من اهل العلم خلقٌ، ومن

ارباب الحِذق والزّهد عالَمٌ، وذلك انّ النّاس لما بلغهم مايسّر

الله تعالى على يده من فتح الساحل وقصدِه القُدسِ قصده العلماء

---

[1] شہر کے مغربی جانب میں دو برج تھے جنکی زد سلطان کی منجنیقوں پر پڑتی تھی اور محصوروں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان آلات کے نصب کرنے میں رکاوٹ ہوتی تھی (صلاح الدین ۲۲۶) اسی مصنف نے لکھا ہے کہ پانچ دن کے بعد سلطان نے فوجوں کو مشرقی جانب منتقل کر دیا جدھر کی فصیل نسبتاً کم مضبوط تھی ۔

[2] the basis of the treaty [3] extra-ordinary coincidence

من مصر والشام بحيث لم يتخلّف احد منهم، وارتفعت الاصواتُ بالضّجيج بالدعاء والتهليل والتكبير، وصُلِّيت فيه الجُمُعَةُ يومَ فتحِهِ وخَطَبَ الخطيبُ، (قلتُ) وقد تقدّم فى ترجمة القاضى محى الدّين بن محمّد بن على المعروف بابن الزَّكِيّ ذكرُ الخُطبةِ التى خَطَبَ بها ذلك اليوم فيكشف منه، ورأيتُ فى رسالة القاضى الفاضل المعروفة بالقُدْسِيّة ان الخطبة أُقيمت يوم الجمعة رابع شعبان،...

قلتُ:

وقد تقدّم فى ترجمة ارتُق طرفٌ من اخبار القُدْس وانّ الافضل امير الجيوش بمصر اخذ من ولديه سُقمان وايل غازى ثم ان الفرنج استولوا عليه يوم الجمعة الثالث والعشرين من شعبان سنة اثنتين وتسعين واربعمائة [۴۹۲]، وقيل فى ثانى شعبان، وقيل يوم الجمعة السادس والعشرين من شهر رمضان من السنة، ولم يزل بايديهم حتى استنقذه صلاحُ الدين فى التاريخ المذكور،

نعود الى كلام ابن شدّاد

وكانت قاعدةُ الصّلح انّهم قطعوا على انفسهم عن كل رجل عشرين دينارا وعن كل امرأة خمسة دنانير صوريّة وعن كلّ ذكرٍ صغيرٍ وانثى دينارا واحدا فمن احضر قَطِيعَتَه نجا بنفسه والّا أُخذ اسيرا وفرّج عمّن كان بالقدس من أُسارى المسلمين وكانوا خَلْقًا عظيما واقام به يجمع الاموالَ ويفرّقها من الأُمراء والرّجال ويَجبو

بها الفقهاءَ والزّهاد والوافدين عليه وتقدّم بايصال مَن اقام بقطيعته الى مأمنه وهي مدينة صُور، ولم يرحل عنه ومعه من المال الذى جُبِى له شئٌ وكان يقارب مائتى الف دينار وعشرين الف دينار، وكان رحِيلُه عنه يوم الجمعة الخامس والعشرين من شعبان من السّنة [۵۸۳]،

[۳۔ مُحاصَرة صُوْر ۵۸۳-۵۸۴]

ولمّا فَتَح القُدُس حَسُنَ عنده فتحُ صُوْر وعلم اَنَّه اِن اَخَّرَ اَمرَها رُبّما عَسِر عليه فسار نحوها حتى اتى عكّا فنزل عليها ونظَرَ فى امورها، ثم رحل عنها متوجّها الى صُور فى يوم الجمعة خامس شهر رمضان من السنة فنزل قريبا منها، وارسل لِاِحضار آلات القتال، ولمّا تكاملت عنده نزل عليها فى ثانى عشر الشهر المذكور وقاتلها وضايقها قتالا عظيما، واستدعى اسطول مصر فكان يقاتلها فى البَرِّ والبحر، ثمّ سَيَّرَ مَن حَاصَرَ هُونَين فسُلّمت فى الثالث والعِشرين من شوال من السنة، ثم خرج اُسْطُولُ صور فى الليل، فَكَبَسَ[۲] اسطولَ المسلمين، واخذوا المقدّم[۳] والرّميس[۴] و

---

[۱] لین پول نے فتح قدس کے باب کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے: اگر تسخیر قدس کے علاوہ صلاح الدین کے متعلق ہم کو کوئی بات بھی معلوم نہ ہوتی تو صرف اسی سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے زمانے بلکہ شاید ہر زمانے کے فاتحین میں فروسیت[a] اور فراخی حوصلہ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھا (صلاح الدین ص ۲۳۴)، [۲] هجم عليه واحتاطه، surprise، [۳] the naval commander، [۴] the military chief

a) Chivalry

خمس قِطَع للمسلمین وقتلوا خلقا کثیرا من رجال المسلمین و ذلك فی السابع والعشرین من الشهر المذکور، وعَظُم ذلك علی السلطان وضاق صَدرُہ، وکان الشِتاء قد هَجَمَ، وتراکمت الامطار واستشارهم فیما یفعلون فاشاروا علیه بالرحیل لیستریح الرجالُ ویجتمعوا للقتال فرحل عنها، وحَمَلُوا من آلات الحصار ما امکن وحرّقوا الباقی الذی عَجَزُوا عن حَمْلِه لکثرة الوَحَل والمطر، وکان رحیله یوم الاحد ثانی ذی القعدة من السنة، وتفرّقتِ العساکر واعطی کل طائفة منها دُستورا وسار کلّ قوم الی بلادهم[1]، واقام هو مع جماعة من خواصّه بمدینة عَکّا الی ان دخلت سنة اربع وثمانین وخمسمائة [۵۸۴]، ثم نزلوا علی کَوکَبْ[2] فی اوائل المحرّم

لہ سارے فلسطین میں صُور ہی ایک اہم مقام تھا جو سُلطان نے فتح نہ کیا، فرنگیوں کی بچی کھچی فوج سب طرف سے اس میں جمع ہوگئی تھی، سُلطان مذکورہ تین وجوہات سے مجبور تھا کہ محاصرۂ صور کو اُٹھادے مگر اس سے بڑی خرابی پیدا ہوئی بقول لین پول سُلطان کو چاہیئے تھا کہ ہر حال میں صُور کو فتح کر لیتا خواہ اس کی آدھی فوج اس میں ضائع ہو جاتی اس لئے کہ آئندہ چل کر یہی مقام فرنگ کا معسکر اور اُن کی تمام مساعی کا مرکز بنا، بغیر اس کے غالباً تیسری صلیبی جنگ ناممکن ہو جاتی، سُلطان کو بلاشبہ مجبوری تھی، اس لئے بھی کہ اس کی فوج میں اقوام مختلفہ جمع تھیں جن کو ہم آہنگ اور یک جہت رکھنا خصوصاً اس صورت میں جب محاصرہ طویل اور دشمن قوی ہو سخت دشوار تھا مگر آئندہ کی خرابیوں پر نظر رکھتے ہوئے یہ مصنف کہتا ہے کہ ہر دقّت کے باوجود برّ و بحر سے محاصرہ جاری رکھنا اور نئی آنے والی فوجوں کو بھگا دینا اور سامانِ رسد کی درآمد کو کُلّی مسدود کر دینا لازمی تھا، یہ نہ ہو سکا اور اس محاصرے کے اُٹھنے کے تھوڑی مدّت بعد سُلطان کی فتوحاتِ مسلسلہ کا دَور ختم ہو گیا۔ یہ مُدّت وہ تھی جسمیں سقوط یروشلم کی اطلاع یورپ میں پہنچی اور وہاں سے فرنگی فوجیں دھڑا دھڑ آنی شروع ہوئیں (صلاح الدین ص ۲۴۱ بعد)

Belvoir ؎

من السنة، ولم يبق معه من العسكر الّا القليلُ، وكان حصنا حصينا وفيه الرجال والاقوات فعلم انه لا يُؤخذ الّا بقتالٍ شديدٍ، فرجع الى دمشق ودخلها فى سادس عشر ربيع الاوّل من السنة، قال ابن شدّاد: ولمّا كان على كوكب وصلتُ الى خدمته ثم فارقتهُ ومضيتُ الى زيارة القُدُس والخليل عليه السلام و دخلتُ دمشق يوم دخول السلطان اليها، (قلتُ: وقد ذكرتُ هذا فى ترجمته)

واقام بدمشق خمسة ايّام ثم بلغه انّ الفرنج قصدوا جُبَيل و اغتالوها فخرج مُسرعًا وكان قد سَيَّر يستدعى العساكر من جميع المواضع وسار يطلب جُبيل، فلما عرف الفرنج بخروجه كُفُّوا عن ذلك، وكان بلغه وصول عماد الدين صاحب سِنجار ومظفّر الدين بن زين الدين وعسكر الموصل الى حلب قاصدين بخدمته والغزاة معه فسار نحو حِصن[1] الاكراد،

قال ابن شدّاد فى السيرة انّه اتّصل بخدمة السلطان فى مستهلّ جُمادى الاولى من سنة اربع وثمانين [۵۸۴]؛ وجميع ما ذكرتُه

[1] اس قلعہ کا مفصل حال، اُس کا خاکہ اور فوٹو اینسائکلوپیڈیا آف اسلام میں دیکھو۔ یہ نہایت مضبوط قلعہ جو کوہ لبنان کی ایک ناقابل گذر بلندی پر تھا سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین دونو نے فتح کرنا چاہا مگر نہ کر سکے۔ آخر ۶۶۹ھ میں سلطان بیبارس نے اس کو فتح کیا، قلعہ اب بھی موجود ہے۔ فرنج اس کو Crac des Chevaliers کہتے تھے +

بروايتي عمّن أثق به، ومن هٰهنا ما أسطر إلّا ما شاهدته او اخبرني به من اثق به خبرًا يقارب العيان،

قال: لمّا كان يوم الجمعة رابع جُمادى الاولى دخل السلطان بلاد العدوّ على تعبية حسنة ورتّب الأطلاب[١] وسارت الميمنة اوّلا ومقدّمها عماد الدين زنكي والقلب في الوسط والميسرة في الاخير ومقدّمها مظفّر الدين فوصل الى أنطرطوس[٢] ضاحي نهار الاحد سادس جمادى الاولى فوقف قُبالتها ينظر اليها لأنّ قصده كان جَبَلَة فاستهان امرها فسيّر مَن ردّ الميمنة وأمرها بالنزول على جانب البحر والميسرة على جانب الآخر ونزل هو موضعه والعساكر مُحدِقة بها من البحر الى البحر وهي مدينة راكبة على البحر ولها برجان كالقلعتين فركبوا وقاربوا البلد وزحفوا واشتدّ القتال وبَاغتُوها فما استتمّ نصبُ الخيام حتى صَعِدَ المسلمون سُورَها واخذوها بالسيف وغَنِمَ المسلمون جميع ما فيها وما بها وأُحرق البلدُ، واقام عليها الى رابع عشر جُمادى الاولى وسلّم احد البُرجين الى مظفر الدين فما زال يجاربه حتى اخربه،

واجتمع به ولده الملك الظاهر لانّه كان قد طلبه فجاء في عسكر عظيم ثم سار يريد جَبلة وكان وصوله اليها في ثاني عشر جُمادى

---

[١] divisions of troops

[٢] بلد من سواحل الشام وهي آخر اعمال دمشق من البلاد الساحلية واول اعمال حمص (معجم البلدان)،

الاولی، فما استتم نزول العسکر حتی اخذ البلد[1]،

وراسله[2] اهل الانطاکیة فی طلب الصلح فصالحهم لشدة ضجر العسکر[3] من الانکتار[4] وکان الصلح معهم لا غیر علی ان یطلقوا کل اسیر عندهم والصلح الی سبعة اشهر فان جاءهم من ینصرهم والا سلّموا البلد،

ثم رحل السلطان فسأله ولده الملك الظاهر صاحب حلب ان یجتاز به فاجابه الی ذلك فوصل حلب فی حادی عشر شعبان واقام بالقلعة ثلاثة ایام وولده یقوم بالضیافة حق القیام، وسار من حلب فاعترضه تقی الدین عمر ابن اخیه واصعده الی قلعة حماة وصنع له طعاما واحضر له سماعا من جنس ما تعمل الصوفیة وبات فیها لیلة واحدة واعطاه جبلة واللاذقیة، وسار علی طریق بعلبك ودخل دمشق قبل شهر رمضان بایام یسیرة[5]، ثم سار

---

[1] اس کے بعد ذیل کے قلعوں کی تسخیر کا مختصر حال مصنف نے دیا ہے: لاذقیہ، صہیون، بگاس، برزنہ، دربساک، بغراس، اس بیان کو، بوجہ طوالت حذف کیا گیا۔

[2] Bohemond III اس وقت انطاکیہ کا امیر تھا، اور اُس کا لڑکا ریمونڈ طرابلس الشام کا حاکم۔

[3] یہ فوج تین مہینے سے سفر اور لڑائیوں کی مشقت اُٹھا رہی تھی، اور لوٹ کا مال بھی بہت سا اُس کو مل چکا تھا۔

[4] یعنی roi d'Angleterre (= شاہ انگلینڈ، رچرڈ ثانی)۔

[5] سلطان کے دمشق آنے پر فوجوں کو آرام کی اجازت مل گئی مگر سلطان رحمہ اللہ نے اپنے لئے آرام تجویز نہیں کیا اور باوجود (بقیہ بر صفحہ ۱۴۰

فی اوائل شهر رمضان يريد صَفَد فنزل عليها ولم يزل القتال حتّی تسلّمها بالامان فی رابع عشر شوال و فی شهر رمضان المذکور سُلّمت الکرك سَلّمها نُوّابُ صاحبِها......

قال ثم سار الی کوکبُ وضايقوها وقاتلوها مُقاتلةً شديدة و الامطارُ متواليهٌ والوحُول والرياح عَاصِفةٌ والعدوُّ متسلّط لعلوّ مکانه فلمّا تَيَقَّنُوا اَنّهم مأخوذون طلبوا الامانَ فاجابهم اليه وتسلّمها منهم فی منتصف ذی القعدة من السنة ،

[١٢. وقعة عَكّا - ٥٨٥]

ثم نزل الغَوْر واقام بِالمُخَيّم بقيّة الشهر واعطی الجماعة دُسْتُورًا وسار مع اخيه العادل يريد زيارة القُدُس و وَداع اخيه لانّه کان متوجّها الی مصر ودخل القُدُس فی ثامن ذی الحجة وصلّی بها العيد، وتوجّه فی حادی عشر ذی الحجة الی عسقلان لينظر الی امورها واَخَذَها من اخيه العادل وعَوّضه عنها الکَرَكَ ، ثمّ مَرَّ علی بلاد الساحل يتفقّد احوالَها ثمّ دخل عَكّا فاقام بها مُعْظَم المحرّم من سنة خمس وثمانين [٥٨٥] واَصلح اُمورَها ورتّب بها

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) رمضان بھر اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگیا اور شام کے شدید سرما اور بارشوں کے زور شور اور زمین کی دلدلی کیفیت غرض ہر مانع سے بے پروا ہوکر اپنے کام میں لگ گیا۔

[illegible] سے ملانے والے راستے پھر کھل گئے۔

الامیر بهاء الدین قراقوش[1] والیًا وامره بعمارة سورها وسار الی دمشق فدخلها فی مستهل صفر من السنة، واقام بها الی شهر ربیع الاول من السنة،

ثم خرج الی شقیف[2] ارنون وهو موضع حصین فخیم فی مرج عیون بالقرب من الشقیف فی سابع عشر شهر ربیع الاول واقام ایامًا یباشر قتاله کل یوم والعساکر تتواصل الیه، فلما تحقق صاحب[3] الشقیف انه لا طاقة له به نزل الیه بنفسه فلم یشعر به الا وهو قائم علی باب خیمته فاذن له فی دخوله الیه واکرمه واحترمه وکان من اکبر الفرنج وعقلائهم وکان یعرف بالعربیة وعنده اطلاع

---

[1] قراقوش (ترکی میں عقاب کو کہتے ہیں) خادم صلاح الدین، اور اس کے زمانۂ استقلال میں "زمام قصر مصر" اور اُس کی غیبت میں نائب مصر، نیک بخت، عالی ہمت، نیک نیت آدمی تھا، قلعہ جبل۔ فصیل قاہرہ و مصر، کئی پلیں اور سرائیں اور اوقاف اپنی یادگار چھوڑے۔ محاصرۂ عکا میں گرفتار ہوا، اور ادائے زرِ فدیہ کے بعد سلطان کے پاس پہنچا، ۵۹۷ میں فوت ہوا +

[2] هو قلعة حصینة جدًا فی کهف من الجبل قرب بانیاس من ارض دمشق بینها وبین الساحل (معجم)

[3] Belfort یعنی ریجینلڈ صیدائی، سلطان نے اسیرانِ حطین میں سے شاہ یروشلم اور بعض اکابر فرنج کو یہ اقرار لے کر چھوڑ دیا تھا کہ وہ سلطان کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اُٹھائیں گے۔ پادریوں نے اس حلف کو باطل قرار دے دیا اور بادشاہ مذکور فوج جمع کر کے عکا کی طرف بڑھا۔ ریجینلڈ کی چالاکی سے سلطان کے چار مہینے شقیف پر ضائع ہوئے اور شاہ یروشلیم نے لشکر اور سامان جمع کر لیا اور سلطان سے پہلے عکا کے سامنے خندقیں بنا کر بیٹھ گیا (صلاح الدین ص ۲۵۳ بعد)

على شئ من التواريخ والاحاديث وكان حسن التأنّي لتاحضر بين يدى السلطان واكل معه الطعام ثم خلا به، وذكر انّه مملوكه و تحت طاعته وانّه يسلّم اليه المكان من غير تعب واشترط ان يُعطى موضعا يسكنه بدمشق فانه بعد ذلك لايقدر على مُساكنة الفرنج واقطاعا يقوم به وباهله وشروطا غير ذلك، فاجابه الى ذلك،

وفى اثناء شهر ربيع الاوّل وصله الخبر بتسليم الشَّوبك وكان السلطان قد اقام عليها جمعا يحاصرونه مدّة سنة كاملة الى ان نفِد زادُمَن كان فيه فسلّموه بالامان،

ثم ظهر للسلطان بعد ذلك انّ جميع ما قاله صاحب الشَّقيف كان خديعة فرسّم عليه ثم ظهر له ان الفرنج[1] قصدوا عكّا ونزلوا عليها يوم الاثنين ثالث عشر رجب سنة خمس وثمانين [٥٨٥]، وفى ذلك اليوم سيّر صاحب الشقيف الى دمشق بعد الاهانة الشديدة واتى عكّا ودخلها بغتةً ليقوّى قلوب من بها وسيّر استدعى العساكر من كلّ ناحية فجاءته، وكان العدوّ بمقدار الفى فارس وثلاثين الف راجل ثم تكاثر الفرنج واستفحل امرُهم واحاطوا بعكّا ومنعوا مَن يدخل اليها ويخرج، وذلك يوم الخميس سَلْخ رجب؛ فضاق صدرُ السلطان لذلك، ثمّ اجتهد فى فتح الطريق اليها لتستمرّ السابلةُ بالمِيرة والنَّجدة[2] وشاور الامراءَ فاتّفقوا على

[1] يعنى King Guy شاہ یروشلم اور اسکی فوج +

مضايقة العدو ولينفتح الطريق ففعلوا ذلك وانفتح الطريق وسلكه المسلمون ودخل السّلطانُ عكّا فاشرف على أُمورها،

ثمّ جرى بين الفريقين مُناوشات فى عدّة ايّام وتأخّر[1] النّاسُ الى تلّ العياضية وهو مشرفٌ على عكا وفى هذه المنزلة تُوُفّى الامير حُسام الدين طُمان المقدّم .... وذلك ليلة نصف شعبان سنة خمس وثمانين وخمسمائة [۵۸۵] وكان من الشجعان،

ثم انّ شيخنا ابن شدّاد ذكر بعد هذا وقعات ليس لنا غرضٌ فى ذكرها وتطوّل هذه الترجمة باستيفاء الكلام فيها اذ ليس الغرض سوى المقاصد[2] لا غير، ......

قال ابن شدّاد: سمعتُ السّلطان ينشدُ وقد قيل له انّ الوخم

---

[1] ‏retired to ، تل عیاضیہ کوہ لبنان کی ایک پہاڑی پر تھا، سرِدیوں میں عکّا کے میدان میں ملیریا پھیل جاتا ہے۔ بلندی پر اس سے نجات تھی اور دشمن سے بھی یہ مقام محفوظ تھا اور اُس کی نقل و حرکت پر نظر بھی رکھی جا سکتی تھی۔ صورتِ حالات یہ تھی کہ عکّا میں فرنجیوں نے مسلمانوں کو محصور کر رکھا تھا۔ اور سلطان نے محاصرین کو، مگر سلطان نے اپنی علالت کی وجہ سے اپنے مشیروں کی رائے کو قبول کر کے فوج کو متصلہ پہاڑیوں پر ہٹا لیا ورنہ غالباً شعبان ۵۸۵ ھ میں سلطان کی فتح پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مزید توقف کے فیصلے سے شاہ یروشلم کو مہلت مل گئی اور وہ لوگ جو سقوطِ یروشلم کی خبر یورپ میں شائع کر رہے تھے اُن کو وقت مل گیا کہ وہ وہاں کے بادشاہوں کو جنگ پر آمادہ کریں اور فوجیں لے کر یروشلم کو دوبارہ فتح کرنے کی نیت سے مشرق کا رُخ کریں (صلاح الدین ص ۲۶۵ ببعد)

[2] ‏Main points ؎

قد عَظُم بمرج عكّا وانّ الموت قد فشا فى الطائفتين ے

اُقْتُلونى و مالكا   واقتُلُوا مالكاً معى

يريد بذلك اَنّه قد رَضِى اَن يُتلف كما اَتلفَ اللهُ اعداءَه

(قلتُ) وهذا البيت له سببٌ يحتاج الى شرح، وذلك انّ مالك بن الحارث المعروف بالاَشْتَر النّخْعىّ كان من الابطال المشهورة وهو من خواص علىّ بن ابى طالب رض تماسك فى يوم وقعة الجَمَل المشهورة هو وعبد الله بن الزّبير ابن العَوّام وكان ايضا من الابطال وابن الزّبير يومئذ مع خالته عائشة أمّ المؤمنين رض وطلحة والزّبير رض وكانوا يحاربون عليّاً رض، فلمّا تماسكا صار كلٌّ واحد منهما اذا قَوِى على صاحبه جعله تحته وركِبَ صدره وفعل ذلك مرارا وابن الزّبير ينشد ے

اقتلونى ومالكا   واقتلوا مالكا معى

يريد الاشتر النّخعى هذه خلاصة القول فى ذلك و ان كانت القصّة طويلة وهى فى التواريخ مبسوطة.....

[الباب الرابع۔ صلاح الدین والانکتار

۵۸۵ - ۵۸۷

۱۔ محاصرة عکا وخروجه من ایدی المسلمین

۵۸۵ - ۵۸۷ھ]

رجعنا الی ماکنّا فیه

قال ابن شداد: ثم ان الفرنج جاءهم الامداد[1] من داخل البحر واستظهروا علی الجماعة الاسلامیّة بعکّا، وکان فیهم الامیر سیف الدین علی بن احمد المعروف بالمَشطُوب الهکّاری[2]، والامیر بهاء الدین قراقوش الخادم الصلاحی وضایقوهم اشد

---

[1] یعنی افواج یورپ +

[2] اس کا حال وفیات ۱: ۵۹ ببعد پر ہے۔ مشطوب امیر اکراد تھا "ولم یکن فی امراء الدولة الصلاحیة احد یضاهیه ولا یدانیه فی المنزلة وعلو المرتبة وکانوا یسمّونه الامیر الکبیر وکان ذلک علما علیه عندهم لا یشارکه فیه غیره" ۵۸۸ میں فوت ہوا، "قیل له ذلک (المشطوب) لشطبة کانت بوجهه" (وفیات)

المضايقة الى ان غلبوا على حفظ[1] البلد، فلما كان يوم الجمعة سابع
عشر جمادى الاخرى من سنة سبع وثمانين وخمسمائة [٥٨٧]
خرج من عكا رجل عوّام ومعه كتب من المسلمين يذكرون حالهم
ومالهم فيه وانّهم قد تيقّنوا الهلاك ومتى أخذوا البلاد عنوة
ضربت رقابهم، وانّهم صالحوا على ان يسلّموا البلد وجميع ما
فيه من الآلات والاسلحة والمراكب ومأتى الف دينار وخمسمائة
اسير مجاهيل[2] ومائة اسير معيّنين[3] من جهتهم وصليب[4] الصّلبوت
على ان يخرجوا بانفسهم سالمين وما معهم من الاموال والاقمشة
المختصّة بهم وذراريّهم ونسائهم وضمنوا للمركيس[5] لانه كان
الواسطة فى هذا الامر اربعة آلاف دينار، ولمّا وقف السلطان على
الكتب المشار اليها انكر ذلك انكارًا عظيمًا وعظم عليه هذا الامر[6]
وجمع اهل الرّأى من اكابر دولته وشاورهم فيما يصنع واضطربت
آراؤه وتقسّم فكره وتشوّش حاله وعزم على ان يكتب فى تلك الليلة
مع العوّام ويُنكر عليهم للمصالحة على هذا الوجه وهو يتردّد فى
هذا فلم يشعر إلّا وقد ارتفعت اعلام العدوّ وصلبانه وناره

---

[1] keeping the town، [2] not designated

[3] whose names were mentioned

[4] Cross of the Crucifixion

[5] Conrad of Monferrat مراد ہے۔ مرکیس = Marquis

[6] اس لئے کہ جنگ رملہ کے بعد ۱۴ سال میں ایک دفعہ بھی سلطان کو بجز فتحمندی کوئی دوسری صورت دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

وشِعارُه[١] على اسوار البلد وذلك فى ظَهِيرة يوم الجمعة سابع عشر جُمادى الآخرة من السنة[٢] [٥٨٧] وصاح الفرنج صَيحةً عظيمةً واحدةً وعَظُمت المصيبة على المسلمين واشتدّ امرُهم وحُزنهم ووقع فيهم الصِّياح[٣] والعَوِيلُ والبُكاء والنَّحِيبُ[٤]،

[٢- مسير العدو على الساحل وحديث الصلح

[٥٨٧

ثم ذكر ابن شدّاد بعد هذا انّ الفرنج خرجوا من عكّا

---

١ their distinctive emblems

٢ محاصرہ نے دو سال طول کھینچا تھا، اور اس وقت محاصرین میں سے رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس اور اُن کی فوجیں شامل تھیں، گو سلطان کی امداد کے لئے بہت سی نئی افواج اطراف سے آگئی تھیں مگر محصورین نے تنگ آکر بغیر مزید انتظار کے ہتھیار ڈال دئے۔ اِن محصوروں کی نسبت سفرنامۂ شاہ رچرڈ کے مصنّف کی رائے یہ ہے: اس روز یہ مشہور ترک جن کی بہادری اور مہارت جنگ حیرت ناک تھی۔ شہر کی فصیل پر نظر آنے لگے۔ محاصرین ان محصورین کے خوش و خُرّم چہروں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ یہ لوگ کامل افلاس کی حالت میں عکّا کو چھوڑنے لگے تھے۔ مگر ان کو عکّا کے ہاتھ سے نکل جانے نے مایوس نہیں کر دیا تھا اور ان کے چہروں سے کسی قسم کا ہراس نمایاں نہ تھا بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ فتحیاب وہ ہیں
(صلاح الدین ص ۹۶ ببعد)

٣ to wail and groan.

٤ lamentation

قاصدین عسقلان لیأخذوھا[1] وساروا علی الساحل والسلطانُ و عساکرہٗ قُبالتُھم الی ان وصلوا الی آرْسُوف وکان بینھما قتالٌ عظیم ونال المسلمین منہ وھنٌ شدیدٌ[2]، ثمر ساروا علی تلک الھیئۃ تتمۃ عشر منازل من مسیرھم من عکّا والی السلطان الرّملۃ ،

واتاہ من اخبرہ باَنّ القوم علی عزمِ عِمارۃ[3] یافا و تقویتھا بالرجال والعُدَد والآلات فاحضر السلطان ارباب مشورتہ و شاورھم فی امر عسقلان وھل الصواب خرابُھا امر بقائُھا فاتفقت آرائھم ان یبقی الملک العادل قُبالۃَ العدُوّ ویتوجّہ السّلطانُ بنفسہ ویخرّبھا خوفا من اَن یَصِلَ العَدُوُّ الیھا ویستولِی علیھا وھی عامرۃٌ ویأخذ بھا القُدسَ وینقطع بھا طریق مصر وامتنع

[1] رچرڈ کی غرض یہ تھی کہ ساحل کے ساتھ ساتھ یافہ اور عسقلان تک جائے اور ان مقامات کو فتح کرکے اپنا جنگی مرکز بنائے۔ پھر وہاں سے قدس کو دوبارہ لے، فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ میں جھگڑا ہوگیا تھا، اسلئے عکّا ہی سے فلپ فرانس کو واپس ہوگیا (دیکھو صلاح الدین ص ۳۰۶)

[2] اس جنگ کا مفصّل حال صلاح الدین ص ۳۱۴ بیعد پر سفرنامہ شاہ رچرڈ سے نقل ہوا ہے۔ بقول لین پول فلسطین میں یہ جنگ شاہِ رچرڈ کا بہترین کارنامہ تھا، یہ ساحلی سفر ماہرانہ جنگی قیادت کے ساتھ سرانجام دیا گیا، گو کل فاصلہ ۶۰ میل اور مدّت سفر بیس دن تھی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل مقصود صلیبیّہ کا اِس سفر سے فتح قدس تھا، اس کو حاصل کرنے کے لئے وہ یافہ سے فقط ایک دن کی راہ قدس کی جانب بڑھنے پائے اور بس، ارسوف کے نقصانات کے باوجود سُلطان کی قوت بدستور باقی تھی اور اس کی فوج قدس کی راہ روک کر کھڑی تھی +

[3] rebuilding

العسكرُ من الدُّخول وخافوا ممّا جرَى على المسلمين بعكّا ورأوا
انّ حِفظَ القُدْس اَوْلَى، فتعيّنَ خرابُها من عدّةِ جهاتٍ، و
كان هذا الاجتماع يوم الثلاثاء سابع عشر شعبان سنة سبعٍ و
ثمانين وخمسمائة [٥٨٧] فسار اليها سُحْرَةَ الاربعاء ثامن
عشر الشهر، قال ابن شدّاد: وتحدّثتُ معه في معنى خرابها بعد
ان تحدّث مع ولده الملك الافضل في امرها ايضًا، ثم قال:
لَأَنْ اَفْقِدَ وَلَدِي جميعَهم اَحبُّ اليّ مِن اَن اَهْدِمَ منها حَجَرًا
ولكن اذا قضى الله تعالى ذلك وكان فيه مَصْلَحَةٌ للمسلمين
فما الحِيلة في ذلك،

قال ولمّا اتّفق الرّأي على خرابها اوقع الله في نفسه ذلك و
اَنّ المَصْلَحَة فيه بعَجز المسلمين عن حِفظها وشَرَعَ في خرابها سُحْرَةَ
يوم الخميس التاسع عشر من شعبان من السنة، وقسّم السُّور
على المسلمين، وجَعَل لكُلّ امير من العسكرِ بَدَنَةً[١] معلومةً و
برجًا معيّنًا يخرّبونه ودخل الناس البلدَ ووقع فيهم الضّجيجُ والبكاءُ
وكان بَلَدًا خفيفًا[٢] على القلب مُحْكَمَ الاسوارِ عظيمَ البناء مرغوبًا
في سَكَنِه، فلحق الناس على خرابه حزنٌ عظيمٌ، وعَظُمَ عويلُ اهل
البلد عليه لفِراقهم اوطانَهم وشَرَعُوا في بَيْع مالا يَقْدِرُون على
حمله فباعوا ما يساوي عشرة آلافٍ بدرهمٍ وباعوا اثني عشر طيرٍ

---

١ a curtain ؛ ٢ very agreeable

دجاج بدرهمٍ واحدٍ واختلط[1] البلد وخرج الناس باهلهم واولادهم
الى المخيّم وتشتّتوا فذهب قومٌ منهم الى مصر وقومٌ الى
الشّام وجرت عليهم امورٌ عظيمةٌ، واجتهد السلطانُ واولادُه
فى خرابها كى لا يسمع العدوّ فيسرعُ اليه ولا يمكن من خرابها و
بات النّاسُ على اصعب حالٍ واشدِّ تعبٍ ممّا قاسوه فى خرابها،

وفى تلك الليلة وصل من جناب الملك العادل مَن اخبرَ
انّ الفرنج[2] تحدّثوا معه فى الصلح وطلبوا جميعَ البلاد الساحلية،
فرأى السّلطان انّ فى ذلك مَصْلحة لِمَا علِم مِن نفوس الناس
من الضّجَر مِن القتالِ وكثرةِ ما عليهم من الدّيون وكتب اليه
يأذن له فى ذلك وفوّض الامرَ الى رأيه، واصبح يوم الجمعة
العشرين من شعبان وهو مصرٌّ على الخراب واستعمل النّاسَ
عليه وحثّهم على العَجَلة فيه وآباحهم مافى المِقْرىٰ[3] (الذى
كان على المِيْرة) مذخورا خوفا من هُجوم الفرنج والعجْز عن
نَقْله وأمَرَ باحراق البلدِ فاضرمت النيران فى بيوته وكان سُورُها
عظيما ولم يزل الخراب يعمل فى البلَد الى سلخ شعبان من السنة،
واصبح يوم الاثنين مستهلّ شهر رمضان امر ولده الملك الافضل

[1] all was confusion in the town،
[3] granary،
[2] صلح کی تحریک رچرڈ کی طرف سے ہوئی، اس کی تفصیل کے لئے
دیکھو صلاح الدین ص ٣٢٦ بعد ؛

ان يباشر ذلك بنفسه وخواصّه ولقد رأيته يحمل الخشب بنفسه لاجل الاحراق،

وفى يوم الاربعاء ثالث شهر رمضان اتى الرّملة ثم خرج الى لُدّ واشرف عليها وامر باخرابها واخراب قلعة الرّملة ففُعل ذلك،

وفى يوم السبت ثالث عشر رمضان تأخر السلطان بالعسكر الى جهة الجبل ليتمكّن النّاس من تسيير دوابهم لاحضار ما يحتاجون اليه ودار السّلطانُ حول النّطرُون وهى قلعةٌ منيعةٌ فأمر باخرابها وشرع النّاسُ في ذلك،

[٣- انعقاد الصّلح ٥٨٨]

ثم ذكر ابن شداد بعد هذا ان الانكتار[1] وهو من اكابر ملوك الافرنج سيّر رسوله الى الملك العادل يطلب الاجتماع به فاجابه الى ذلك، واجتمعا يوم الجمعة ثامن عشر شوال من السنة وتحادثا مُعْظَم ذلك النهار وانفصلا عن مُؤدّةٍ اكيدةٍ والتمس الانكتارُ من العادل ان يسأل السّلطان ان يجتمع به فذكر ذلك العادل للسلطان فاستشار اكابر دولته فى ذلك ووقع الاتّفاق على انه اذا جرى الصلحُ بيننا يكون الاجتماعُ بعد ذلك، ثم وصل رسول الانكتار وقال: إنّ الملك يقول انّى احبّ صداقتك ومودّتك وانتَ تذكر انّك اعطيتَ هذه البلاد الساحليّة لاخيك فاريدُ

[1] مراد رچرڈ شاہ انگلستان سے ہے (دیکھو ص ١٣٩ حاشیہ ٢)

اَنْ تکون حَکَمًا بینی و بینہ ولا بُدّ اَنْ یکون لنا عُلْقَۃ[1] بالقُدس، واطال الحدیثَ فی ذلک فاجابہ السلطانُ بوعدٍ جمیلٍ واَذِن لہ فی العَودِ فی الحال و[2] تأثّرَ لذلک تاثیرًا عظیمًا، قال ابن شداد: وبعد انفصال الرسول قال لی السلطانُ متی صالحناھم لم نأمن غائلتہم ولو حَدَثَ بی حادِثُ الموتِ ما کانت تجتمع ھذہ العساکرُ وتقوی الفرنجُ والمَصْلَحۃ ان لا نزول عن الجِہاد حتّی نُخرجہم من الساحل او یأتینا الموتُ، ھذا کان رأیُہ وانّما غُلب علی الصّلح،

قال ابن شدّاد: ثم تردّدت الرُّسُل بینہم فی الصلح واطال القَولَ فی ذلک فترکتُہ اذ لاحاجۃَ الیہ وجرتْ بعد ذلک وقعاتٌ اَضْرَبْتُ عن ذکرھا لطول الکلام فیہا، وحاصلُ الامر انّہ تمّ الصُّلح بینہم وکان الانجاز[3] یوم الاربعاء الثانی والعشرین

[1] لی فی ھذا المال عُلْقَۃٌ ای تعلّقٌ ؛

[2] یعنی قاصد بہت متاثر ہوا، صلح کی گفتگو نہایت مختصر ہے مفصل حالات کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۳۲۷ ببعد ؛

[3] peace was concluded and ratified، شرائط صلح یہ تھیں کہ ساحل کے شہر عکا سے یافہ تک شاہ رچرڈ کو ملیں۔ عسقلان جو اُس نے پھر آباد کیا تھا دوبارہ ویران کر دیا جائے، مسلم اور فرنج ایک دوسرے کے شہروں میں آئیں جائیں۔ عیسائی زائروں کو قُدس کی زیارت کی اجازت ہو، مُدّت صلح تین سال تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صلح (بقیہ برصفحہ ۱۵۳

من شعبان سنة ثمان وثمانين وخمسمائة [٥٨٨] ونادى
المُنادى بانتظام الصلح، وانّ البلاد الاسلامية والنصرانية
واحدةٌ فى الامن والمسالمة، فمَن شاء مِن كلّ طائفة ان
يتردّد الى بلاد الطائفة الأُخرى فمن غير خوف ولا محذور، و
كان يوما مشهودا نال الناس من الطائفتين فيه من المسرّة ما لا يعلمه
الّا اللهُ تعالى، وقد عَلِمَ اللهُ تعالى آنّ الصلح لم يكن عن
مَرضاته[1] وايثاره لكنّه رأى المصلحة فى الصلح لسَأَمَة
العسكر ومُظاهرتهم بالمخالفة، وكان مصلحةً فى علم الله
تعالى فانّه اتفقت وفاتُه بعد الصلح فلو اتّفق ذلك فى اثناء
وَقَعاتِه كان الإسلام على خطَر،

(بقیہ صفحہ ۱۵۱)
سے پہلے دریائے یردن کے مغرب میں ایک انچ زمین بھی مسلمانوں کے
قبضے میں نہ تھی۔ اس ــــــ سے۔ پانچ سال بعد یہ صلح ہوئی، اس عرصے
میں پوپ کی درخواست پر سارا یورپ مصروف پیکار رہو گیا، پھر بھی صلح کے بعد
سارا فلسطین بدستور سلطان کی سلطنت میں شامل رہا بجز ساحل کے اُس
تنگ حصّہ کے جو صور سے یافہ تک پھیلا ہُوا ہے (دیکھو صلاح الدین
ص۳۵۶ ببعد)۔

[1] ضمیر راجع بسلطان۔

خاتمة

وفاته رح

[٥٨٩]

ثُمَّ اَعطَى العساكرَ الوارِدةَ عليه من البلاد البعيدة برسم[1] التّجدَدة دُستوراً فساروا عنه وعزم على الحجّ لما فرغ بالُه من هذه الجهة، وتردّد المسلمون الى بلادهم[2] وجاؤا هم الى بلاد المسلمين، وحُملت البضائعُ والمَتاجِرُ الى البلاد وحضر منهم خلقٌ كثير لزيارة القُدْس وتوجّه السلطانُ الى القُدُس ليتفقّد احوالَها واخوه الملك العادل الى الكرك وابنه الملك الظاهر الى حلب وابنُه الافضل الى دمشق واقام السلطان بالقدس يُقطّع النّاسَ ويُعطيهم دُستوراً ويَتأهّب للمسير الى الديار المصريّة

---

[1] for reinforcing the army

[2] يعني بلاد الفرنج

وانقطع شوقه عن الحجّ ولم يزل كذلك الى ان صحّ عنده سير مركب الانكتار متوجّها الى بلاده فى مستهلّ شوّال، فعند ذلك قوى عزمه على ان يدخل الساحل بجريدة[١] يتفقّد القلاع البحرية الى بانياس ويدخل دمشق ويقيم بها اياما قلائل ويعود الى القدس ومنه الى الديار المصرية،

قال شيخنا ابن شدّاد: وامرنى بالمقام فى القدس الى حين عوده لعمارة مارستان[٢] انشأه به وتكميل المدرسة التى انشأها فيه، وسار منه ضاحى نهار الخميس السادس من شوال سنة ثمان وثمانين وخمسمائة [٥٨٨]،

ولما فرغ من افتقاد احوال القلاع وازاحة خللها دخل دمشق بكرة الاربعاء سادس عشر شوّال وفيها اولاده الملك الافضل والملك الظاهر والملك الظافر مظفّر الدين الخضر المعروف بالمُشمِر واولاده الصغار وكان يحبّ البلد ويؤثر الاقامة فيه على سائر البلاد، وجلس للناس[٣] بكرة يوم الخميس السابع عشر منه وحضروا عنده وبلّوا شوقهم[٤] منه وانشده الشعراءُ ولم يتخلّف احدٌ منهم عنه من الخاصّ والعامّ واقام ينشر جناحَ عدله ويَهطِل سحابَ انعامه وفضله ويكشف مظالمَ الرعايا،

---

[١] with an escort of cavalary [٢] hospital
[٣] held a public audience
[٤] were enabled to gratify their desire

فلمّا كان يوم الاثنين مستهلّ ذى القعدة عَمِل الملكُ الافضل دعوةً للملك الظاهر، لانّه لمّا وصل الى دمشق و بلغه حركةُ السلطان اقام بها ليَتَمَلّى[1] بالنظر اليه ثانيًا وكانّ نفسه كانت قد احسّت بدُنوّ اجله فودّعه فى تلك الدّفعة مرارا متعدّدة، ولمّا عمل الملكُ الافضل الدعوةَ اظهر[2] فيها من الهمم العالية ما يليق بهمّته، وكانّه اراد بذلك مُجازاته عمّا خدمه به حين وصل الى بلده، وحضر الدعوةَ المذكورةَ اربابُ الدنيا والآخرة، وسأل السلطانَ الحضورَ فحضرَ جبْراً لقلبه، وكان يوماً مشهوراً على ما بلغنى، ولمّا تصفّح الملكُ العادل احوالَ الكرك واصلح ما قصَدَ اصلاحه سار قاصد الى البلاد الفراتيّة فوصل الى دمشق يوم الاربعاء سابع عشر ذى القعدة وخرج السلطان الى لقائه واقام يتصيد حوالى غَباغِب[3] الى الكُسْوَة[4] حتى لقيه وسارا جميعًا يتصيّدان، وكان دخولهما الى دمشق اخر نهار الاحد حادى عشر ذى الحجة سنة ثمان وثمانين [٥٨٨]

واقام السلطان بدمشق يتصيّد هو واخوه واولاده و

[1] to enjoy a thing long

[2] displayed magnificence

[3] نواحی دمشق میں شہر سے ٦ فرسخ پر ایک گاؤں ہے (معجم)

[4] دمشق سے مصر کو جائیں تو یہ گاؤں پہلی منزل پر آتا ہے ۔

يتفرّجون فی اراضی دمشق ومَوَاطِن الظِباء وكَانّه وَجَد راحةً مما كان به من مُلازمه التَعَبِ والنَصَب وسَهَر الليلِ وكان ذلك كالوَدَاع لاولاده ونَسِىَ عزمَه الى مصر و عرضت له امورٌ اُخَرُ وعزماتٌ غير ماتقدّم ،

قال ابن شدّاد: ووَصَلنى كتابُه الى القُدُس يستدعينى لخدمته وكان شِتاءً عظيمًا ووَحلا شديدا فخرجتُ من القدس فى يوم الجمعة الثالث والعشرين من المحرم سنة تسع و ثمانين، وكان الوصول الى دمشق فى يوم الثلاثاء ثانى عشر صفر من السنة، وركب السلطان لملتقى الحاجّ يوم الجمعة خامس عشر صفر وكان ذلك آخِرَ رُكُوبِهِ ،

ولمّا كان ليلة السَّبت وَجَدَ كَسَلاً عظيما وما تنصّف الليلُ حتى غشيته حُمّى[1] صفراوية وكانت فى باطنه اكثر منها فى ظاهره واصبح يوم السبت متكسّلا عليه آثَرُ الحُمّى، ولم يظهر ذلك للناس لكن حضرتُ عنده انا والقاضى[2] الفاضل فدخل ولدُه الملك الافضل وطال جُلُوسُنا عنده واخذ يشكو قَلَقَه فى الليل وطاب له الحديث الى قريب الظُّهر، ثمّ

---

[1] bilious fever

[2] ابوعلی عبدالرحیم بن بهاء الدین اللخمی المصری الدار المعروف بالقاضی الفاضل الملقب مجیرالدین وزیر سلطان صلاح الدین کا حال وفیات ۱: ۲۸۴ پر دیکھو۔ قاضی موصوف ۵۹۶ھ میں فوت ہوئے ۔

انصرفنا وقلوبُنا عنده، فتقدّم الينا بالحضور على الطعام فى خدمة ولده الملك الافضل، ولم يكن للقاضى الفاضل فى ذلك عادة فانصرف ودخلتُ فى الايوان القِبْلِيّ[١] وقد مُدّ السماط وابنه الملك الافضل قد جلس فى موضعه فانصرفتُ وما كانت لى قوّةٌ فى الجلوس استيحاشاً له وبكى فى ذلك اليوم جماعة تفاؤلا بجلوس ولده فى موضعه، ثم اخذ المرض يتزايد من جسده ونحن نلازم التردّد طرَفَي النهار وندخل انا والقاضى الفاضل فى النهار مرارا وكان مَرَضُه فى رأسه وكان من امارات انتهاء العُمُر غَيبةُ طبيبِه الّذى كان قد عَرَفَ مزاجَه سَفَراً وحَضَرا ورأى الاطبّاء فَصْدَه فَفَصَدُوه فى الرابع فاشتدّ مرضُه وقَلَّتْ رُطوباتُ بدنه وكان يغلب عليه اليُبْسُ ولم يزل المرض يتزايد حتى انتهى الى غاية الضعف واشتدّ مرضه فى السادس والسابع والثامن ولم يزل المرضُ يتزايد ويَغِيبُ[٢] ذهنُه، ولمّا كان التاسع حَدَثت له غَشْيةٌ وامتنع من تناول المشروب واشتدّ الخوفُ فى البلد وخاف الناسُ ونقلوا اَقمِشَتَهم من الاسواق وعلا الناسَ مِن الكآبة والحُزن مالا يُمكِنُ حكايتُه، ولمّا كان العاشر من مرضه حُقِنَ دَفْعَتَيْنِ وحَصَل من الحُقَن

---

[١] جنوبى *

[٢] his intellect became deranged

بعضُ الراحة و فَرِح الناسُ بذلك، ثم اشتدّ مرضُه و آيِس منه الاطبّاءُ، ثم شَرَعَ الملكُ الافضلُ فى تحليف النّاس، ثم انّه تُوفّى بعد صلاة الصبح من يوم الاربعاء السابع والعشرين من صفرسنة تسع وثمانين وخمسمائة [٥٨٩]،

وكان يوم موته يومًا لم يُصِب الاسلامُ والمسلمون بمثله منذ فقد والخلفاء الراشدين رضى الله عنهم وغَشِى القلعةَ والمُلْكَ والدنيا وحشةٌ لا يَعلَمُها الاّ اللهُ تعالىٰ، وبالله لقد كنتُ اسمع من النّاس انّهم يتمنّون فِداءَ مَن يعزّ عليهم بنفوسهم وكنتُ اتوهّم ان هذا الحديث على ضَربٍ[١] من التجوّز والترخّص الى ذلك اليوم فانّى علمتُ من نفسى ومن غيرى انّه لو قُبِل الفِدى بالانفس لَفُدِىَ بالانفس، ثم جلس ولده الملك الافضل للعزاء، وغَسله الدّولعىّ[٢] ......

قال: واُخرج بعد صلاة الظّهر رحمه الله تعالى على تابوت مُسجًّى بثوب فُوطَةٍ فارتفعت الاصواتُ عند مشاهدته و آخذ الناس فى البكاء والعويل وصلّوا عليه اَرسالاً[٣]، ثم اعيد الى الدار الّتى فى البستان وهى الّتى كان متمرّضا بها و دُفن فى الصُفّة الغربية منها وكان نزولُه فى حفرته قريبا من صلاة العصر،

---

١. one of hyperboles & lax expressions ٢. خطيب جامع دمشق ٣. in successive bands

ثمّ اطال ابن شدّاد القول فى ذلك فحذفته خوفا من الملالة وانشد فى آخر السيرة بيت ابى تمّام الطائىّ وهو ؎

ثم انقضت تلك السنون واهلها

فكانّها وكانّهم احلام

رحمه الله تعالىٰ وقدّس روحه فلقد كان من محاسن الدنيا وغرائبها، unique

وذكر سبط ابن الجوزىّ فى تاريخه فى سنة ثمان وسبعين وخمسمائة ما مثاله: وفى خامس المحرم خرج صلاح الدّين من مصر فنزل البركة قاصد الشام وخرج اعيان الدولة لوداعه وانشده الشعراء ابياتا فى الوداع فسمع قائلا يقول فى ظاهر الخيمة ؎

تمتّع من شميم عرار نجدٍ فمابعد العشيّة من عرارِ

فطلب القائل فلم يوجد فوجم السّلطان وتطيّر الحاضرون فكان كما قال، فانّه اشتغل ببلاد الشرق والفرنج ولم يعد بعدها الى مصر، (قلتُ) وهذا البيت من جملة ابيات فى الحماسة فى باب النسيب، وذكر شيخنا عزّ الدين ابن الاثير فى تاريخه الكبير هذه القضية على صورةٍ اُخرىٰ فقال: ومن عجيب ما يُحكى من التطيّر انّه لمّا برز عن القاهرة اقام بخيمته

حتی تجتمع العساکرُ وعنده اعیان دولته والعلماء وارباب الآداب فمن بین مُودِّعٍ له وسائرٍ معه وکلٌّ واحد منهم یقول شیئًا فی الوداع والفراق وفی الحاضرین مُعلّمٌ لبعض اولاده، فأخرج رأسه من بین الحاضرین وانشد هذا البیت فانقبض صلاحُ الدین وتَطیَّر بعد انبساطهِ وتنکّر المجلسُ علی الحاضرین فلم یَعُدْ الیها الی ان مات مع طول المدّة،

وذکر ابن شدّاد ایضًا فی اوائل السیرة انه مات ولم یخلف فی خزائنه من الذهب والفضّة الّا سبعة واربعین درهما ناصِریّة[1] وجرمًا واحدًا، ذهبًا صُوریًا: ولم یخلف مِلکًا لا دارًا ولا عَقارًا ولا بستانا ولا قریةً ولا مَزرَعةً،

وفی ساعة موته کتب القاضی الفاضل الی ولده الملك الظاهر صاحب حلب بِطّاقةً[2] مضمونها: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فی رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، انّ زلزلة السّاعةِ شیٌ عظیم، کتبتُ الی مولانا السلطان الملك الظّاهر احسن الله عزاءه وجبر مُصابه وجعل فیه الخَلَفَ فی الساعة المذکورة و وقد زُلزل المسلمون زِلزالًا شدیدًا وقد حفرت الدّموعُ المحاجِرَ، وبلغت القلوبُ الحناجِرَ وقد ودّعتُ اباك ومخدومی وداعا لا تَلاقی بعده، وقد قبّلتُ وجهه عنّی وعنك و

---

[1] بظاہر مراد سلطان کے اپنے سکے سے ہے ۔ [2] از ابن شداد و فیات: حرما letter

اسلمتُه الى الله تعالى مغلوبَ الحيلة ضعيفَ القوّة راضياً عن الله عزّوجلّ، ولاحول ولاقوّة الّا بالله العليّ العظيم، وباليابس من الجنُود المجنّدَة والاَسلِحَة المُغمَّدة مالا يدفع البلاء ولا تملِك يردّ القضاء وتدمَعُ العينُ ويَخشَعُ القلبُ ولانقول الّا مايُرضِى الربّ، وانّا عليك يايوسُفُ لمحزونون، واما الوصايا ممّا يُحتاج اليها والآراء فقد شغلنى المُصابُ عنها، واما لائحُ الامر فانّه اِنْ وَقَعَ اتّفاقٌ فما عدِمتُم الّا شخصه الكريم وان كان غير ذلك فالمصائب المستقبلةُ اهونُها موتُه وهو الهَولُ العظيم والسلام،

قلتُ لله درُّه فلقد ابدع فى هذه الرسالة الوجيزة مع ما تضمنته من المقاصد السديدة فى مثل تلك الحالة التى يَذهَلُ فيها الانسانُ عن نفسه.......

قال غير ابن شدّاد: ثمّ ان السلطان صلاح الدين رحمه الله تعالى بَقِيَ مدفونا بقلعة دمشق الى اَنْ بُنِيت له قبّةٌ فى شمالى الكلّاسة التى هى شمالىّ جامع دمشق ولها بابان احدهما الى الكلّاسة والآخر فى زُقاقٍ غيرِ نافذٍ وهو مجاورُ المدرسة العزيزية (قلتُ ولقد دخلت هذه القبّة من الباب الذى فى الكلّاسة وقرأت عنده وترحمّتُ عليه واحضرلى القيّمُ و متولّى القبّة بُقجةً فيها ملبوسٌ بدنه وكان فى جملته قباءٌ اصفرُ قصيرٌ ورأسُ كُمّيه باسود (كذا) فتبرّكتُ به)؛

قال ثمّ نُقل مِن مَدفِنِه بالقلعة الى هذه القبّة فى يوم عاشوراء وكان الخميس من سنة ۵۹۲ھ ورُتّب عنده القرّاءُ ومَن يخدِم المكان، ثمّ ان ولده الملك العزيز عمادُ الدين عثمان المقدّم ذكره لمّا اخذ دمشق من اخيه الملك الافضل بَنىَ الى جانب هذه القبة المدرسة العزيزية، ووقف عليها وقفا جيدا وللقبة المذكورة شُبّاكٌ الى هذه المدرسة وهى من اعيان مدارس دمشق، وزرتُ قبره فى اوّل ساعة من رمضان سنة ۶۸۰ فقرأتُ على صُندُوق قبره بعد تاريخ وفاته ما مثاله:

اَللّٰهم فارض عن تلك الروح وافتح له ابوابُ الجنّة فهى آخر ما كان يرجوه من الفتوح

وذكر قيّمُ المكان انّ هذا من كلام القاضى الفاضل

(قلتُ) ولمّا مَلَكَ السلطانُ صلاحُ الدين الديارَ المصرية لم يكن بها شئٌ من المدارس[1] فانّ الدولة المصرية كان مذهبُها مذهبُ الامامية فلم يكونوا يقولون بهذه الاشياء فعَمَّرَ فى القَرافةِ الصُّغرىٰ المدرسةَ المجاوِرةَ لِضَريح الامام الشافعىؓ... وبَنىَ مدرسة بالقاهرة فى جِوار المَشهد المنسوب الى الحسين ابن علىؓ وجعل عليها وقفا كثيرا، وجَعَلَ دارَ سعيدِ[2] السُّعَداءِ

[1] (orthodox) colleges

[2] سعید خدام قصر (محل فاطمیہ) میں سے تھا خلیفہ مستنصر عبیدی نے اُس کو آزاد کیا، اور وہ ۵۴۴ھ میں قتل ہوا (دیسلان)

خادم المصریین خانقاہ ووقف علیہا وقفاً طویلاً، وجعل دار عباس[1] المذکور فی ترجمۃ الظافر[2] العبیدی والعادل[3] ابن السلار مدرسۃ للحنفیۃ وعلیہا وقف جید کبیر ایضاً، والمدرسۃ التی بمصر[4] المعروفۃ بزین[5] التجار وقفا علی الشافعیۃ وقفہا جید ایضاً، وبنی بالقاہرۃ داخل القصر مارستاناً ولہ وقف جید ولہ مدرسۃ بالقدس ایضاً، ووقفہا کثیر وخانقاہ بہا ایضاً، ولہ بمصر مدرسۃ للمالکیۃ،

ولقد افکرت فی نفسی من امور ہذا الرجل وقلت انہ سعید فی الدنیا والآخرۃ فانہ فعل فی الدنیا ہذہ الافعال المشہورۃ من الفتوحات الکثیرۃ وغیرہا، ورتب ہذہ الاوقاف العظیمۃ ولیس فیہا شیٔ منسوباً الیہ فی الظاہر فان المدرسۃ التی بالقرافۃ ما نسمیہا الناس الا بالشافعی، والمجاورۃ للمشہد لا یقولون ایضاً الا المشہد، والخانقاہ

---

[1] وزیر ظافر +

[2] وفیات ۱: ۸۷،

[3] ابوالحسن علی بن السلار المنعوت بالملک العادل سیف الدین وزیر ظافر عُبیدی صاحب مصر کا حال دیکھو وفیات ۱: ۳۷۰ پر،

[4] Old Cairo +

[5] ابوالعباس احمد بن المظفر بن الحسین المعروف بزین التجار الشافعی الدمشقی سلطان صلاح الدین کے مدرسے میں مدرّس تھا، ۵۹۱ میں فوت ہوا (دیلان) +

لايقولون الا خانقاه سعيد السعداء، والمدرسة الحنفية لا يقولون ايضا الا مدرسة السُيُوفية والتي بمصر لا يقولون الا مدرسة زين التجار والتي بمصر ايضا لا يقولون الا مدرسة المالكية، وهذه صدقة السر على الحنفية والعجب ان له بدمشق في جوار البيمارستان النوري مدرسة يقال له ايضا الصلاحية فهي منسوبة اليه وليس لها وقفٌ، وله بها مدرسة للمالكية ايضا ولا تُعرف به، وهذه النِعَم من الطاف الله تعالى به،

وكان مع هذه المملكة المتسعة والسلطنة العظيمة كثيرَ التواضُع واللُّطف، قريبا من الناس، رحيمَ القلب، كثيرَ الاحتمال والمداراة، وكان يحبّ العلماء واهل الخير ويقرّبهم ويُحسن اليهم، وكان يميل الى الفضائل ويستحسن الاشعار الجيّدة ويردّدها في مجالسه حتى قيل انه كان كثيرا ما يُنْشد قول ابي منصور محمّد بن الحسين بن احمد بن الحسين بن اسحق الحِميَري، وقيل إنّها لابي محمّد احمد بن علي بن خَيْران العامِري كان اميرًا بالمَرِيّةِ[١] من بلاد الاَنْدُلُس وكان جدُّه خَيْران من سَبي المنصور بن ابي عامر فنُسب اليه والله اعلم وهي هذه،

وزارني طيفُ مَن اَهْوَى على حَذَرٍ
من الوُشاة وداعِي الصبحِ قد هَتَفا

[١] دیکھو وفیات ١:٧٨ almeria

فكِدتُ اُوقِظُ مَن حَولی به فَرِحًا
وكاد يَهتِكُ سِترَ الحُبِّ بی شَغَفا
ثم انتبهتُ وآمالی تخيّل لی
نيلَ المُنی فاستحالت غِبطَتِی اَسَفا

وقيل انه كان ايضا يعجبه قول نَشْوُ الملك ابی الحسين علی بن مُفَرَّج المعروف بابن المنجّم المَعَرّی الاصل المصری الدار والوفاة، وهو فی خضاب الشيب ولقد احسن فيه وهو ؎

وما خَضَّبَ النّاسُ البَياضَ لقُبحه
واقبحُ منه حين يَظْهَرُنا صِلُه
ولكنّه مات الشبابُ فسُوِّدت
علی الرّسمِ من حُزنٍ عليه منازِلُه

قالوا فكان اذا قال مات الشباب يُمسِكُ كريمته[1] ويَنظُرُ اليها ويقول : اِیْ واللّٰه مات الشّبابُ، وذكر العماد الكاتبُ الاِصبهانی فی كتاب الخريدة انّ السلطان صلاح الدين فی اوّل ملكه كتب الی بعض اصحابه بدمشق هذين البيتين ؎

ايُّهَا الغائبون عنّا وان كُنتُم لقلبی بذكركم جيرانا
انّنی مُذ فَقَدتُكم لاَاَراكم بعيُون الضمِيرِ عندی عِيانا

....

[1] كلّ شیء يكرم عليك، مراد ڈاڑھی سے ہے *

من

روايات

العبرات

بقلم المرحوم مصطفى لطفي المنفلوطي

ترجمۂ منفلوطی صاحبُ العبرات

[۱۸۷۶ - ۱۹۲۴]

سیّد مصطفی لطفی المنفلوطی[1] دورِ حاضر کے نامور مصری ادیبوں میں سے تھا۔ اس کا مجمل حال بلیٹن[2] آف دی سکول آف اورینٹل سٹڈیز ج ۵ بابت سنہ ۱۹۲۸-۳۰ء ص ۳۱۱ بعد پر فاضل معاصر مسٹر ایچ۔ آر۔ گیب نے دیا ہے۔ اور اس کی تصنیفات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہ مضمون وہاں دیکھنا چاہیئے۔ ذیل میں اس کی بعض باتیں اجمالی طور پر درج کی جاتی ہیں :۔

سیّد مصطفیٰ اصلاً نیم ترک نیم عرب تھا۔ حسب معمول اُس نے جامع ازہر میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شاعری میں نام پیدا کیا۔ پھر نثر نگاری کی طرف متوجہ ہوُا۔ اور المؤید میں مضامین لکھنے لگا۔ اس زمانہ میں شام کے ادباء نے عربی ادب کی بیش بہا خدمت کی تھی۔ سیّد مذکور اِدھر تو ان کے کام سے بہت متاثر ہوُا۔ اُدھر اصلاح مذہب، اتحاد

---

[1] منفلوط بلدة بالصعید فی غربی النیل بینها و بین شاطئ النیل بُعدٌ (معجم البلدان)

[2] Bulletin of the School of Oriental studies

بین المسلمین اور جدید مصری قومی تحریک ان سبھوں کا اثر بھی اس پر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیّد مذکور اپنے زمانہ کے مبہم غیر واضح اور متناقض میلانات کا مجموعہ بن گیا۔

۱۹۱۰ء میں سیّد منفلوطی نے النظرات کے نام سے ایک مجموعہ مضامین شائع کیا۔ دورِ جدید کی عربی کتابوں میں سے کوئی کتاب اِس مجموعہ کی ہر دلعزیزی کو آج تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے کہ اس سلاست اور روانی اور چمک دمک کے مضامین و مواعظ اس سے پہلے ادب عربی میں موجود نہ تھے۔ اس کتاب کا اسلوب تحریر۔ موضوع۔ طرزِ بیان غرض اس کی ہر چیز مصریوں کے لئے بغایت جاذبِ توجہ اور دل کش ثابت ہوئی۔ مصنّف کوئی یورپی زبان نہ جانتا تھا۔ مگر اُس کی کتاب کے ہر صفحے سے ظاہر ہے کہ وہ مغربی مصنّفین خصوصاً روسو[1] اور وکٹر ہیوگو[2] کی تصنیفات کا رہینِ منّت ہے۔ گو یہ اثرات اس تک براہِ راست نہیں بلکہ بالواسطہ پہنچے۔ وہ واسطہ بیشتر اور اکثر فرح انطون کی تصنیفات تھیں۔

منفلوطی کی طبیعت ملہوف[3] اور جذباتی واقع ہوئی تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ اپنے بنی نوع کی فطرت کے تاریک پہلو پر نظر جمائے

---

[1] Rousseau.

[2] Victor Hugo.

[3] Melancholy and sentimental.

رکھتا تھا۔ زندگی اس کے لئے وادیٔ عبرات تھی۔ جس سے بچنے کے لئے وہ تخیّل کی طرف رجوع کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ "میری نظر میں حسن تخیّلی حسن حقیقی سے زیادہ مرغوب ہے۔ خوبصورت شہروں کا حال تو مَیں پڑھنا چاہتا ہوں۔ مگر اُن کو آنکھوں سے دیکھنا قطعاً نہیں چاہتا۔ گویا مجھ کو ڈر ہے کہ اصل چیز مجھ سے میری خیالی خوشی چھین نہ لے"۔ لیکن بارہا یہ مُصَنِّف اجتماعی بے انصافیوں سے مُتاثِّر ہو کر کلبیّت (Cynicism) پر اُتر آتا ہے۔ جو اس کی تحریر کا سخت ترین عیب ہے۔ اس حالت میں وہ دائیں بائیں ہر شخص پر حملہ کرتا ہے۔ اُس وقت نہ کوئی مُصلح اِس سے بچتا ہے نہ صاحبِ دولت و جاہ، اس کا سخت ترین حملہ اربابِ سیاست* پر ہوتا ہے۔ جن کی نسبت اُس کا خیال ہے کہ ان کے لئے جھوٹا اور بے ایمان ہونا لازمی ہے۔

منفلوطی کے مضامین کے موضوع سے کہیں زیادہ اس کے اسلوب تحریر کی خوبی نے اُس کو ہر دلعزیز بنایا۔ اس کو خوب معلوم تھا۔ کہ عربی اسلوب تحریر میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اُس نے بارہا اس عقیدہ کا اظہار کیا۔ کہ کسی مصنّف کے اسلوب تحریر کی خوبی یہ ہے کہ قاری پر مصنّف کے خیالات آئینہ ہو جائیں۔ اس کی تحریر میں قدیم و جدید اثرات کی آمیزش ہے۔ جدید اثرات اس کے بیان کی سلاست اور

* Politicians ط

مضامین کے ڈھانچ میں نمایاں ہیں - ایک معمولی سی مثال - ایک سادہ سی حکایت سے وہ مضمون کو شروع کرتا ہے - پھر اس کو پھیلا کر ایک پورا قصّہ اُس میں سے پیدا کر لیتا ہے - اِسی طرح جدید اثرات اس کی نئی نئی تشبیہوں، نئے نئے استعاروں میں بھی نظر آتے ہیں - مگر ان جدید اثرات کے پہلو بہ پہلو قدیم اثرات بھی اس کی تحریر میں موجود ہیں - وُہ یُوں کہ جہاں تاثّرات زور کرتے ہیں - وہ نثر مسجع لکھنا شروع کر دیتا ہے جس سے ایک عجیب ترنّم اور صقل اُس کے کلام میں پیدا ہو جاتا ہے - جو اس کے معاصروں کے ہاں نہیں ملتا ؛

پہلے مضامین کی نسبت منفلوطی کے پچھلے مضامین مواد اور اسلوب تحریر دونوں کے اعتبار سے فروتر ہیں - تحریر میں لچک کم ہو گئی ہے - ظرافت بھی کم ہے - اور آرائش میں تصنّع زیادہ نمایاں ہے - بحیثیت مجموعی منفلوطی کا کام اس کے تمام پیشروؤں کے کام سے بدرجہا بہتر ہے اور گو اس میں اصلاح کی گنجائش باقی ہے - تاہم قدما کی زبان میں افسانہ نگاری کی پہلی کامیاب کوشش وہی ہے - جو منفلوطی نے کی جدید ادب عربی میں النظرات سے زیادہ دل خوش کن کوئی کتاب نہیں ہے، مگر اس کی روشن خوبیاں بعض عیوب کی پردہ دار بھی ہیں - یعنی یہ کہ اس میں خیالات کی کمی ہے - اور ان میں جدّت موجود نہیں ہے - اور کتاب کو سر بسر پڑھا جائے - تو خیالات اور ترکیبوں بلکہ استعاروں تک کا

+ Cadence and finish ط

تکرار اور مناقشانہ اور ناقدانہ رنگِ تحریر جو ساری کتاب پر چھایا ہوا ہے قاری کو ملول کر دیتا ہے ۔

علاوہ النظرات کے منفلوطی نے العبرات کے نام سے ایک مجموعہ روایات کا لکھا۔ اِن میں سے بعض روایات فرانسیسی وغیرہ اصلیں پر مبنی ہیں اور بعض مصنّف نے خود وضع کی ہیں ۔ النظرات میں بھی اس قسم کے تراجم ہیں لیکن ان کی تحریر کے وقت مصنّف کا مقصد غالباً یہ تھا کہ وہ دکھائے کہ عربی زبان میں مغربی بلند تحریروں کے ادا کرنے کی قابلیّت بہمہ وجُوہ موجُود ہے ۔ العبرات میں عیب یہ ہے کہ اس میں مصنّف نے اپنے تئیں انتہاپسند رومانی دبستان کی جذباتی حُزن پسندی[1] کے حوالہ کر دیا ہے ۔ اور اشخاصِ روایت کی تصویروں کو یک رنگ بنا دیا ہے ۔ دُھوپ، چھاؤں اور روشنی اور سایہ کی آمیزش ان میں مطلق نہیں دکھائی ۔ گو اسلوبِ تحریر کی خوبی کی بنا پر العبرات کو بہت ہر دلعزیزی حاصل ہوئی ہے ۔ مگر دراصل ادبِ جدید میں اس کا پایہ النظرات سے بُہت کم ہے ۔

مصادر ۔ (۱) بلیٹین (دیکھو متن) ۔ (۲) اسلامک کلچر حیدر آباد بابت اپریل و اکتوبر ۱۹۳۵ء (۳) معجم المطبوعات بذیل المنفلوطی

[1] sentimentality and pessimism of the extreme romantic school.

الهاوية

ما أكثر أيّام الحياة وما أقلّها!

لم أعش من تلك الأعوام الطوال التي عشتها في هذا العالم إلّا عامًا واحدًا مرّ بي كما يمرّ النجم الدهريّ في سماء الدنيا ليلة واحدة ثم لا يراه الناس بعد ذلك.

قضيتُ الشطر الأوّل من حياتي أفتش عن صديق ينظر إلى أصدقائه بعين غير العين التي ينظر بها التّاجر إلى سلعته، والزارع إلى ماشيته، فأعوزني ذلك حتى عرفتُ فلانًا منذ ثماني عشرة عامًا فعرفت امرءًا ما شئتُ أن أرى خلّة من خلال الخير والمعروف في ثياب رجل إلّا وجدتُها فيه، ولا تخيّلتُ صورة من صور الكمال الإنساني في وجه الإنسان إلّا أضاءت لي في وجهه، فجلّت مكانته عندي ونزل من نفسي منزلة لم ينزلها أحد من قبله، وصفت كأس الودّ بيني وبينه لا يكدّرها علينا مكدّر حتى عرض لي من حوادث الدهر ما أزعجني من مستقرّي فهجرتُ القاهرة إلى مسقط رأسي غير آسف على شيء فيها إلّا على فراق ذلك الصديق الكريم، فتراسلنا حقبة من الزمن ثم فترت عنّي كتبه ثم انقطعت، فحزنتُ لذلك حزنًا شديدًا وذهبتْ بي الظنون في شأنه كل مذهب إلّا أن أرتاب في صدقه و

وفاته، وكنت كلما هممتُ بالمصير اليه لتعرّف حاله قعد بى عن ذلك همّ كان يقعدنى عن كلّ شأن حتى شأن نفسى، فلم أعد الى القاهرة إلا بعد عدّة أعوام فكان أوّل همّى يوم هبطتُ أرضها ان أراه فذهبتُ الى منزله فى الساعة الاولى من الليل فرأيتُ ما لا تزال حسرته متّصلة بقلبى حتى اليوم،

تركتُ هذا المنزل فردوسًا صغيرا من فراديس الجنان تراءى فيه السعادة فى ألوانها المختلفة، وتترقرق وجوه ساكنِيه بُشرًا وسُرورًا، ثم زرتُه اليوم فخُيّل إلىّ أنّنى أمام مقبرة موحشة ساكنة لا يُهتَفُ فيها صوتٌ ولا يتراءى فى جوانبها شَبَح ولا يلمع فى ارجائها مصباح فظننتُ أنّى أخطأتُ المنزل الذى أريده أو انّنى بين يدى منزل مهجور حتّى سمعتُ بكاء طفل صغير ولمحتُ فى بعض النوافذ نورًا ضعيفًا فمشيتُ الى الباب فطرقتُه فلم يُجبنى احد فطرقتُه أُخرى فلمحتُ من خَصاصه¹ نورًا مقبلا ثم لم يلبث ان أنفرج لى عن وجه غلام صغير فى أسمال بالية يحمل فى يده مصباحًا ضئيلًا، فتأمّلته على ضوء المصباح فرأيتُ فى وجهه صورة أبيه فعرفتُ انه ذلك الطفل الجميل المدلّل الذى كان بالأمس زَهرَة هذا المنزل و بدر سمائه، فسألتُه عن

¹ خصاص الباب خرقه ٭

ابيه فأشار إلىّ بالدخول ومشى أمامى بمصباحه حتّى وصل بى الى قاعة شعثاء مغبرّة بالية المقاعد والاستار ولولا نقوش لاحت لى فى بعض جدرانها كباقى الوشم فى ظاهر اليد ماعرفت انّها القاعة التى قضينا فيها ليالى السعادة والهناء اثنى عشر هلالا، ثم جرى بينى وبين الغلام حديث قصير عرف فيه مَن انا، وعرفت أنّ أباه لم يعد الى المنزل حتى الساعة وانّه عائد عمّا قليل، ثم تركنى ومضى ومالبث الا قليلاً حتّى عاد يقول لى: ان والدته تريد أن تحدثنى حديثا يتعلّق بابيه، فخفق قلبى خفقة الرّعب والخوف وأحسست بشرّ لا أعرف مأتاه، ثم التفتّ فاذا امرأةٌ ملتفّة برداء اسود واقفة على عتبة الباب فحيّتنى فحيّيتها ثم قالت لى: هل علمتَ ماصنع الدهر بفلان بعدك؟ قلت: لا، فهذا اول يوم هبطت فيه هذا البلد بعد ما فارقته سبعة أعوام، قالت: ليتك لم تفارقه، فقد كنتَ عصمتَه التى يعتصم بها وحماه من غوائل الدهر وشروره، فما هو الّا أن فارقته حتّى أحاطت به زمرةٌ من زُمَر الشيطان وكان فتىً كما تعلمه غريرًا ساذجًا فما زالت تغريه بالشرّ وتزيّن له منه ما يزيّن الشّيطان للانسان

ك المأتى الوجه الذى يأتى منه الشئ •

حتى سقط فيه فسقطنا جميعًا فى هذا الشقاء الذى تراه ،
قلتُ: وأىُّ شرٍّ تريدين يا سيّدتى ؟ ومَن هم الذين أحاطوا
به فأسقطوه ؟ قالت: سأقُصّ عليك كلّ شىءٍ فاستمعْ
لما أقول:

مازال الرّجل بخير حتّى اتّصل بفلانٍ رئيسِ ديوانه
وعلقتْ حبالُه بحباله وأصبح من خاصّته الذين لا يفارقون
مجلسه حيث كان ولا تزال نعالُهم خافقةً وراءه فى غدَواته
وروحاته فاستحال من ذلك اليوم أمرُه وتنكّرت صورةُ أخلاقه
وأصبح منقطعًا عن أهله وأولاده لا يراهم إلّا فى الفَيْنَةِ[1]
بعد الفَيْنة وعن منزله لا يزوره إلّا فى أُخْرَيات الليالى ،
ولقد اغتبطتُ فى مبدأ الأمر بتلك الحظوة التى نالها عنه
ذلك الرّئيس والمنزلة الّتى نزلها من نفسه ورجوتُ له
من ورائها خيرًا كثيرًا مُغتفِرةً فى سبيل ذلك ماكنتُ
أشعر به من الوحشة والألم لانقطاعه عنّى واغفاله أمرى و
أمر أولاده حتّى عاد فى ليلةٍ من اللّيالى شاكيًا متألّمًا يكابد
غُصَصًا شديدةً وآلامًا جِسامًا فدنوتُ منه فشممتُ مِن
فمه رائحةَ الخَمْر فعلمتُ كلّ شيءٍ.

علمتُ أنّ ذلك الرّئيس العظيم الذى هو قُدوة مرؤوسيه

---

[1] الفَيْنَة = السّاعة والحِين *

فى الخير إن سلك طريق الخير، و الشر أن سلك طريق الشر، قد قاد زوجى الفتى المسكين إلى شر الطريقين، وسلك به أسوأ السبيلين، و إنه ما كان يتخذه صديقاً كما زعم بل نديماً على الشراب، فتوسلت اليه بكل عزيز عليه، و سكبت على يديه من الدموع كل ما تستطيع أن تسكبه عين رجاء أن يعود إلى حياته الاولى التى كان يحياها سعيداً بين أهله و أولاده فما أجديت عليه شيئاً،

ثم علمت بعد ذلك أن اليد التى ساقته إلى الشراب قد ساقته إلى اللعب، فلم أعجب لذلك لأنى أعلم أن طريق الشر واحدة فمن وقف على رأسها لا بد له أن ينحدر فيها حتى يصل إلى نهايتها، فأصبح ذلك الفتى النبيل الشريف الذى كان يعف بالأمس عن شرب الماء إذا اشتم فيه رائحة النبيذ و يستحيى أن يجلس فى مجتمع يجلس فيه قوم شاربون سكيراً مقامراً مستهتراً لا يحتشم ولا يتلوم ولا يتقى عاراً ولا مأثماً، وأصبح ذلك الأب الرحيم و الزوج الكريم الذى كان يضن بأولاده أن يعلق بهم الذر، و بزوجه أن يتجهمها[1] وجه السماء ابا قاسياً وزوجاً سليطاً، يضرب أولاده كلما دنوا منه و يشتم زوجته

---

[1] تجهم له = استقبله بوجه كريه .

وينتهرها كلما رآها، وأصبح ذلك الرجل الغيور الضنين بعرضه وشرفه لا يبالي أن يعود إلى المنزل بعض الليالي في جمع من عشرائه الأشرار فيصعد بهم الى الطبقة التي أنام فيها أنا وأولادي فيجلسوا في بعض غرفها، ولا يزالون يشربون ويقصفون[1] حتى يذهب بعقولهم الشراب فيهتاجوا ويرقصوا ويملأوا الجو صراخًا وهتافًا ثم يتعادوا[2] بعضهم وراء بعض في الأبهاء[3] والحجرات حتى يلجوا على باب غرفتي، وربما حدّق بعضهم في وجهي أو حاول نزع خماري على مرأى من زوجي ومسمع فلا يقول شيئًا ولا يستنكر امرًا، فأفرّ بين ايديهم من مكان الى مكان، وربما فررتُ من المنزل جميعه وخرجتُ بلا إزار ولا خمار غير إزار الظلام وخماره، حتى أصل إلى بيت جارة من جاراتي فأقضي عندهم بقية الليل،

وهنا تغيّرتْ نغمة صوتها فأمسكتْ عن الحديث وأطرقتْ برأسها فعلمتُ انها تبكي فبكيتُ بيني وبين نفسي لبكائها، ثم رفعتْ رأسها وعادتْ الى حديثها تقول:

وما هي إلا أعوام قلائل حتى أنفق جميع ما كان في يده

---

[1] قصف الرجل = اقام في اكل وشرب ولهو،

[2] من العَدْو وهو الجري،

[3] الأبهاء جمع بَهو وهو البيت المقدّم امام البيوت.

من المال فكان لا بُدّ له أن يستدين ففعل فأثقله الدَّين فرَهَن فعجِز عن الوفاء فباع جميع ما يملك حتى هذا البيت الذى نسكنه ولم يبقَ فى يده غيرَ راتبه الشهرى الصغير بل لم يبق فى يده شئ حتى راتبه، لأنّه لا يملكه إلّا ساعةً من نهار، ثم هو بعد ذلك مِلكٌ للدّائنين، او غنيمةٌ للمقامرين،

هذا ما صنعتْ يدُ الدّهر به، أمّا ما صنعتْ بى وبأولادى فقد مرّ على آخرِ حِلْيةٍ بعتُها مِن حُلاىَ عامٌ كاملٌ، وها هى حوانيت المرابين والمسترهِنين ملآى بملابسى وادوات بيتى وآثاثه، ولولا رجلٌ من ذوى قرباى رَقيقُ[1] الحال يعود علىّ من حين إلى حين بالنّزر القليل ممّا يستلّهُ من أشداق عياله لهلكتُ وهلك أولادى جوعًا،

فلعلّك تستطيع يا سيّدى أن تكون عونًا لى على هذا الرجل المسكين فتنقذه من شقائه وبلائه بما ترى له فى ذلك من الرّأى الصالح، وأحسَبُ أنّك تقدر منه للمنزِلة التى تنزلها مِن نفسه على ما عجز عنه الناسُ جميعًا، فان فعلتَ أحسنتَ إليه وإلينا إحسانًا لا ننسى يدك فيه حتّى الموت،

ثم حيّتْنى ومضت لسبيلها، فسألتُ الغلام عن الساعة التى أستطيع أن أرى أباه فيها فى المنزل، فقال إنّك

[1] رقة الحال كناية عن الفقر.

تراه فی الصّباح قبل ذهابه إلی الديوان، فانصرفتُ لشأنی و قد أضمرتُ بين جنبَیّ لوعةً ما زالت تُقيمنی وتُقعدنی وتذود عن عينَیّ سِنَةَ الكَرَى حتى انقضى الليل وما كاد ينقضی،

ثم عدتُ فی صباح اليوم الثانی لأرى ذلك الصّديق القديم الّذی كنتُ بالأمس أسعد النّاس به ولا أعلم ما مسير أمری معه بعد ذلك وفی نفسی من القَلَق والإضطراب ما يكون فِی نفْسِ الذاهبِ إلی ميدان سِباقٍ قد خاطر فيه بجميع ما يمْتلكُ فهو لا يعلم أ يكون بعد ساعة أسعد الناس ام أشقاهم،

* * *

ألآن عرفتَ أنّ الوجوهَ مِرايا[1] النفوس تضيئُ بضيائها وتظلم بظلامها، فقد فارقتُ الرجلَ منذ سبع سنوات فأنْسَتْنِی الأيّامُ صورتَه ولم يبق فی ذاكرتی منها إلّا ذلكَ الضّياء اللامع ضياء الفضيلة والشرف الذی كان يتلألأ فيها تلألؤ نورِ الشمس فی صفحتها؟ فلمّا رأيتُه الآن ولم أرَ أمامَ عينی تلك الغِلالَة البيضاء من الضياء التی كنتُ أعرفها خُيِّل الیّ أنّنی أرى صورةً غير الصورة الماضيةِ ورجلاً غير الذی كنتُ أعرفه من قبل،

---

[1] المرايا جمع مرآة.

لم أر أمامي ذلك الفتى الجميل الوضّاح الذى كان كل منبت شعرةٍ فى وجهه فماً ضاحكاً تموج فيه إبتسامة لامعة بل رأيت مكانه رجلا شقياً منكوباً قد لبس الهرم قبل أوانه وأوفى على الستين قبل أن يسلخ الثلاثين، فاسترخى حاجباه وثقلت أجفانه وجمدت نظراته وتهدّل عارضاه ونجعّد جبينه واستشرف عاتقاه وهوى رأسه بينهما هويّة بين عاتقى الأحدب، فكان اوّل ما قلتُ له لقد تغيّر فيك كلّ شئ يا صديقى حتى صورتك، وكانّما ألمّ بما فى نفسى وعرف أنّى قد علمتُ من امره كل شئ فاطرق برأسه إطراق من يرى أنّ باطن الأرض خيرٌ له من ظهرها ولم يقل شيئاً، فدنوتُ منه حتى وضعتُ يدى على عاتقه وقلتُ له:

والله ما أدرى ماذا أقول لك؟ أأعظك وقد كنت واعظى بالأمس، ونجمَ هُداىَ الذى أستنير به فى ظُلُمات حياتى؟ أم أُرشدكَ إلى ما أوجبَ اللهُ عليكَ فى نفسك و فى أهلكَ؟ ولا أعرفُ شيئاً أنت تجهله، ولا تصلُ يدِى إلى عِبرةٍ تقصر يدك عن نيلها أم أسترحمك لأطفالك الضّعفاء وزوجتك البائسة المسكينة التى لا عَضُد لها فى الحياة ولا معين سواكَ؟ وانت صاحبُ القلب الرّحيم الّذى

ـه استشرف الشئ = ارتفع +

طالما خفق بالبُعَداء، فأحْرَى أن يخفِق رحمةً بالأقرِباء،

إنّ هذه الحياة التى تحياها ياسيّدى انما يلجأ إليها الهَمَل العاطلون الذين لا يصلحون لِعملٍ من الأعمال ليتواروا فيها عن أعينِ النّاس حياءً وخجلاً حتى يأتيهم الموت فينقِذهم من عارهم وشقائِهم، وما أنت بواحدٍ منهم،

إنّك تمشى ياسيّدى فى طريق القبر وما أنت بناقِمٍ على الدّنيا ولا بمتبرّمٍ[١] بها فما رغبتُك فى الخروج منها خروج اليائس المُنتحِر[٢]،

عذرتُك لوانّ مار بحتَ فى حياتك الثانية يقوم لك مقام ما خسرتَ من حياتك الأولى، ولكنّك تعلم أنّك كُنتَ غنيًا فأصبحتَ فقيرًا، وصحيحًا فأصبحتَ سقيمًا، وشريفًا فأصبحتَ وضيعًا فإن كنتَ ترى بعد ذلك أنّكَ سعيدٌ فقد خلَتْ رقعة الأرض من الأشقياء،

إنْ كلّ مايعنيك من حياتك هذه أن تطلب فيها الموت فاطلبه فى جرعة سم تشربها دفعةً واحدةً فذلك خيرٌ لك من هذا الموت المتقطع الذى يكثر فيه عذابك وألمك، وتعظم فيه آثامك وجرائمك، ومايعاقبك الله على الأخرى باكثر مما يعاقبك على الأولى،

[١] تبرّم بالامر سئمه وضجر منه ◆ [٢] خودكشى كرنے والا ◆

حسبُنا يا صديقي من الشقاء في هذه الحياة ما يأتينا به القدر فلا نضمّ إليه شقاءً جديداً نجلبه بأنفسنا لأنفسنا، فهات يدك وعاهدني على ان تكون لي منذ اليوم كما كنت لي بالامس، فقد كنّا سُعَداء قبل ان نفترق، ثم افترقنا فشقينا وها نحن أُولاء قد التقينا، فلنعشْ في ظلال الفضيلة والشرف سعداء كما كنّا،

ثمّ مددتُ يدي إليه فراعني أنّه لم يحرّك يده فقلتُ له: مالكَ لا تمدّ يدكَ إليّ؟ فاستعبر باكيًا وقالَ: لأنّي لا أحبّ أن أكون كاذبًا ولا حانثًا قلتُ: وما يمنعُك من الوفاء؟ قال: يمنعني منه أنّني رجلٌ شقيٌّ لا حظّ لي في سعادة السعداء، قلت: قد استطعتَ أن تكون شقيًّا، فلِمَ لا تستطيع أن تكون سعيدًا؟ قال: لأنّ السعادة سماء والشقاء أرض، والنزول إلى الأرض أسهل من الصّعود إلى السماء، وقد زلّت قدمي عن حافّة الهُوّة فلا قدرة لي على الاستمساك حتّى أبلغ قرارتها، وشربتُ أول جرعة من جرعات الحياة المريرة فلا بُدّ لي أن أشربها حتّى ثُمالَتها[1] ولا شيء من الأشياء يستطيع أن يقف في سبيلي إلّا شيء واحد فقط، هو أن لا أكون قد شربت الكأس الأولى قبل اليوم، وما دمتُ قد فعلتُ

[1] الثُّمالة = البقيّة من اسفل الإناء.

فلا حيلة لى فى ما قضى الله ، قلتُ: ليس بينك و بين النُّزُوع إلّا عزمة صادقة تعزمها فاذًا أنت من النّاجين ، قال: إن العزيمة أثر من آثار الإرادة ، وقد أصبحتُ رجلًا مغلوبًا على أمرى لا إرادة لى ولا إختيار ، فدعنى يا صديقى والقضاء يصنع بى ما يشاء ، و ابكِ صديقك القديم منذ اليوم إن كنت لا ترى بأسًا فى البكاء على الساقطين المذنبين ،

ثم انفجر باكيًا بصوتٍ عالٍ وتركنى مكانى دون أن يجيبنى بكلمة وخرج هائمًا على وجهه لا أعلم أين ذهب ، فانصرفتُ لشأنى و بين جنبىّ من الهمّ والكمد ما الله به عليم ،

*

* *

لم يستطع رئيسُ الدّيوان أن يحتمل نديمه بالأمس زمنًا طويلًا فأقصاه عن مجلسه إستثقالًا له ، ثم عزله من وظيفته استنكارًا لعمله ، ولم تذرف عينه دمعةً واحدةً على منظر صريعه الساقط بين يديه ، ولم يستطع مالك البيت الجديد أن يمهل فيه المالك القديم أكثر من بضعة شهور ثم طرده عنه فلجأ هو وزوجته وولدها الى غرفة

حقيرة في بيت قديم في زُقاق مهجور، فأصبحتُ لا أراه بعد ذلك إلا ذاهبًا إلى الحانة أو عائدًا منها، فإن رأيتُه ذاهبًا زويتُ وجهي عنه، أو عائدًا دنوتُ منه فمسحتُ عن وجهه ما لَصِق به من التُّراب أو عن جبينه ما سال منه من الدم ثمّ قُدْتُه إلى بيته.

وهكذا ما زالت الأيامُ والأعوامُ تأخذ من جسم الرجل ومن عقله حتّى أصبح مَن يراه يرى ظِلًّا من الظِّلال المنتقلة أو حُلمًا من الأحلام السارية يمشي في طريقه مِشْية الذاهل المشدوه[1]، لا يكاد يشعر بشيء ممّا حوله، ولا يتّقي ما يعترض سبيله حتى يدانيه، ويقف حينًا بعد حين فيدور بعينيه حول نفسه كأنّما يُفتّش عن شيء أضاعه وليس في يده شيء يضيع، أو يقلّب نظره في أثوابه، وما في أثوابه غير الرقاع والخروق، وينظر إلى كلّ وجه يقابله نظرة شزراء كأنّما يستقبل عدوًّا بغيضًا وليس له عدوّ ولا صديق، وربما تعلّق بعض الصّبيان بعاتقه فدفعهم عنه بيده دفعًا ليّنًا غير آبه ولا محتفل كما يدفع النائم المستغرق عن عاتقه يدَ موقظه حتّى إذا خلا جوفه من الخمر وهدأت سَورتها في رأسه انحدر إلى الخان فلا يزال يشرب ويتزيّد حتّى

---

[1] شُدِهَ الرّجلُ دُهِش وشُغِل وحُيّر فهو مشدوه.

يعود إلى ما كان عليه ،

ولم يزل هذا شأنه حتى حدثت منذ بضعة شهور الحادثة الآتية :

*

* *

عجزت تلك الزوجة المسكينة أن تجد سبيلاً إلى القوت وأبكاها أن ترى ولدها وابنتها باكيين بين يديها تنطق دموعهما بما يصمت عنه لسانهما فلم ترلها بدًّا من أن تركب تلك السّبيل التى يركبها كلّ مضطرٍّ عديم ، فأرسلتهما خادمين فى بعض البيوت يقتاتان فيها ويُقيتانها فكانت لا تراهما إلاّ قليلاً ولا ترى زوجها إلاّ فى اللّيلة الّتى تغفل فيها عنه عيون الشرطة وقلّما تغفل عنه ، فأصبحتْ وحيدةً فى غرفتها لا مؤنس لها ولا معين إلاّ جارةٌ عجوزٌ تختلف إليها من حين إلى حينٍ ، فاذا فارقتها جارتُها و خلتْ بنفسها ذكرتْ تلك الأيّام السعيدة التى كانت تتقلّب فيها فى أعطاف العيش النّاعم والنعمة السابغة بين زوجٍ كريمٍ وأولادٍ كالكواكب الزُّهْر حسناً وبهاءً ، ثم تذكر كيف أصبح السيّد مسُوداً والمخدوم خادماً والعزيز الكريم ذليلاً ومَهيناً ، وكيف انتشر ذلك العِقْد اللؤلؤىّ المنظوم الّذى كان حلية بديعة فى جِيد الدّهر ثمّ استحال

بعد انتشاره الى حصبات منبوذات على سطح الغبراء تطؤها

النعال، وتدوسها الحوافر والاقدام، فتبكى بكاء الواله فى

إثر قوم ظاعنين حتى تتلف نفسها أو تكاد، على أنها ما أضمرت

قط فى قلبها حقداً لذلك الإنسان الذى كان سبباً فى شقائها

وشقاء ولديها لاحدثتها نفسها يوماً من الأيام بمغاضبته

أو هجرانه، لانها امرأة شريفة، والمرأة الشريفة لا تغدر

بزوجها المنكوب، بل كانت تنظر إليه نظر الأم الحنون إلى

طفلها الصغير فترحمه وتعطف عليه، وتسهر بجانبه إن

كان مريضاً، وتأسو جراحه إن عاد جريحاً، وربما طرده الخمار

فى بعض لياليه من حانه حينما يجد معه ثمن الشراب

فيعود إلى بيته ثائراً مهتاجاً يطلب الشراب طلباً شديداً

فلا تجد بُدّاً مِنْ أنْ تعطيه نفقة طعامها، أو تبتاع له من

الخمر ما تسكن به نفسه رحمة به وإبقاء على تلك البقية

الباقية من عقله،

وكأن الدهر لم يكفه ما وضع على عاتقها من الأثقال حتى

أضاف إليها ثقلاً جديداً فقد شعرت فى يوم من أيامها

بنسمة تتحرك فى أحشائها فعلمت أنها حامل وأنها

ستأتى الى دار الشقاء بشقى جديد فهتفت صارخة،

رحمتك اللهم! فقد امتلأت الكأس حتى ما تسع قطرة

واحدةً، وما زالت تكابد من آلام الحمل ما يجب أن تكابده إمرأة مريضة منكوبة حتى جاءت ساعةُ وَضعِها فلم يحضرها أحد إلّا جارتها العجوز فأعانها الله على أمرها فوضعتْ ثمّ مرضت بحُمّى النِّفاس مَرَضًا شديدًا فلم تجد طبيبًا يتصدّق عليها بعلاجها لأنّ البلد الّذى لا يستحيى أطبّاؤه أن يطالبوا اهل المريض بعد موته بأجرة علاجهم الذى قتله لا يمكن أن يوجد فيها طبيب محسن أو متصدّق، فما زال الموت يدنو منها رُويدًا رويدًا حتّى أدركتها رحمةُ الله فوافاه أجلها فى ساعةٍ لا يوجد فيها بجانبها غير طفلتها الصغيرة عالقة بثديها،

فى هذه الساعة دخل الرجلُ ثائرًا مهتاجًا يطلبُ الشراب، ويفتّش عن زوجته لتأتى له منه بما يريد فدار بعينه فى أنحاء الغرفةِ حتى رآها ممدودةً على حصيرها ورأى ابنتها تبكى بجانبها فظنّها نائمةً قد نامتْها ودفع الطفلةَ بعيدًا عنها و أخذ يُحرّكها تحريكًا شديدًا فلم تشعر بحركةٍ فرابهُ الأمرُ و أحسّ برعدة تتمشّى فى أعضائه حتّى أصابتْ قلبه فبدأ صوابُه يعود إليه شيئًا فشيئًا فأكبّ عليها يحدِّقُ فى وجهها تحديقًا شديدًا ويزحف نحوها رُويدًا رويدًا حتّى رأى شَبَح الموت يحدِّق اليه من عينيها الشاخصتين

الجامد تئن فتراجع خوفًا و ذعرًا فوطئ فى تراجعه صدر ابنته فأنّت أنّةً مولمة لم تتحرّك بعدها حركةً واحدة، فصرخ صرخة شديدة وقال: واشقاآه واشقاآه وخرج هائمًا على وجهه يعدو فى الطُرُق ويضرب رأسه بالعَمَد والجُدْران ويدفع كل مايجد فى طريقه من إنسان اوحيوان ويصيح: إبنتى! زوجتى إهلمّوا إلىّ! أدركونى! حتّى أعيا فسقط على الأرض وأخذ يفحص التّراب برجليه ويئنّ أنينَ الذّبيح والنّاسُ من حوله آسفون عليه لا لأنّهم يعرفونه بل لأنّهم قرأوا فى وجهه آياتَ شقائه،

فكانت تلك اللحظة القصيرة الّتى استفاق فيها من ذُهوله الطويل سببًا فى ضياع مابقى من عقله،

وما هى إلّا ساعةٌ أوساعتان حتّى أصبح مُقيّدًا مغلولًا فى قاعةٍ من قاعات البيمارستان، فوارحمتاه له ولزوجته الشهيدة، ولطفلته الصريعة ولأولاده المُشرّدين البؤساء.

نخبة من

المعلّقات السّبع

قصيدة عمرو بن كلثوم التّغلبيّ

ترجمۂ

عمرو بن کلثوم التغلبی

معلّقات[1] کی وجہ تسمیہ اور تعداد کے متعلق اصحاب اخبار میں اختلاف ہے۔ ابن عبد ربہ (المتوفی ۳۲۸ھ) نے لکھا ہے:

"وقد بلغ من كلف العرب به (بالشعر) وتفضيلها له ان عمدت الى سبع قصائد تخيرتها من الشعر القديم فكتبتها بماء الذهب فى القباطى المدرجة وعلقتها فى استار الكعبة فسمته المذهبات يقال مذهبة امرئ القيس ومذهبة زهير والمذهبات سبع وقد يقال لها المعلقات"

مگر ابن عبد ربہ کے معاصر ابو جعفر النحاس (م ۳۳۸ھ) نے اس روایت سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے:

"واختلفوا فى جمع هذه القصائد السبع وقيل ان العرب كان اكثرهم يجتمع بعكاظ ويتناشدون الاشعار فاذا استحسن الملك قصيدة قال علقوها واثبتوها

[1] ماخوذ از تاریخ آداب اللغۃ العربیہ (زیدان) ۱: ۹۸ بعد۔

فی خزائنی فاما قول من قال انّها علّقت فی الکعبۃ فلا یعرفہ احد من الرواۃ واصحّ ما قیل فی ھذا ان حمّاداً[۲] الراویۃ لما رأی زھد النّاس فی الشّعر جمع ھذہ السبع وحضّھم علیھا وقال لھم ھذہ ھی المشھورات فسمّیت القصائد المشھورۃ"

مستشرقین یورپ کی رائے بہت حد تک ابو جعفر نحاس کی اس رائے کے موافق ہے، ان قصائد کو کعبے میں لٹکانے کی روایت غالباً قدیم نہیں، اس مضمون پر مفصّل بحث ڈاکٹر نکلسن کی کتاب لٹریری ہسٹری آف دی عربز کے صفحہ ۱۰۱ بعد پر دیکھنی چاہیئے ؎

اب رہا معلّقات کی تعداد کا مسئلہ، ابو زید القرشی صاحب جمہرۃ اشعار العرب نے اُن کی تعداد آٹھ بتائی ہے (یعنی معلّقات امرء القیس، زہیر، نابغہ، اعشےٰ، لبید، عمرو بن کلثوم، طرفہ وعنترہ) مگر زوزنی کے نزدیک وہ سات ہیں (بحذف معلّقۂ نابغہ و اعشےٰ و بشمول معلّقۂ حارث بن حلزّہ) علّامہ تبریزی شارح معلّقات (متوفی ۵۰۲ھ) نے بھی یہی کہا ہے البتّہ ابو جعفر النحاس نے کہا ہے کہ معلّقات تو سات ہی ہیں مگر بعض

[۲] المتوفی ۱۷۲ھ ؎

لوگوں نے نابغہ اور اعشےٰ کے قصائد کو بھی اُن میں شامل کر لیا ہے
گو اُن کا شمار معلقات میں نہیں کیا،

جو معلقہ صفحات آئندہ میں درج ہے اِس کا مصنف عمرو
ابن کُلثُوم بن مالک بن عتّاب التّغلبی ہے۔ وہ تغلِب
بن وائل کی شاخ بنو جُشَم بن بَکر سے تھا اور ۱۵ ہی برس
کی عمر میں قبیلہ کا سردار تسلیم کیا گیا تھا، اس کے مولد اور
وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہے۔ اس کا زمانہ چھٹی صدی
عیسوی کا زمانہ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ڈیڑھ سو سال تک زندہ رہا۔

علّامہ تبریزی نے ابو عمرو الشیبانی کا قول نقل کیا ہے
کہ تغلِب جاہلیت میں بڑا زبردست قبیلہ تھا اور اگر
اسلام ذرا دیر میں آتا تو یہ قبیلہ اُور قبیلوں کو نگل چکا ہوتا،
جن حالات میں عمرو بن کلثوم نے ذیل کا معلقہ تصنیف
کیا، اُن کے متعلق مختلف روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ ایک
اُن میں سے وہ روایت ہے جو کتاب الاغانی ج ۹ ص ۱۸۱
پر دی ہے اور وہاں سے لیکر مختصراً یہاں درج کی جاتی ہے:۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن ہند نے ایک دن اپنے ندیموں سے
پوچھا کہ عربوں میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کی ماں میری ماں
کی خدمت کو عار سمجھے، انہوں نے کہا ہاں عمرو بن کلثوم اسلئے کہ
اس کی ماں کا باپ مہلهل بن ربیعہ، چچا کلیب بن وائل

اعز العرب اور شوہر کلثوم بن مالک افرس العرب اور بیٹا
عمرو بن کلثوم سیّد القوم ہے، اس پر عمرو بن ھند نے اِن
ماں بیٹے کو جزیرہ سے بلوا بھیجا۔ وہ حیرہ میں اس شان سے پہنچے کہ
بیٹے کے ساتھ ایک جماعت بنو تغلب کی اور ماں کے ساتھ ایک گروہ
تغلبی خواتین کا۔ بادشاہ نے حیرہ اور فرات کے درمیانی میدان میں شامیانہ
لگوایا اور رؤسائے مملکت کو بلوا بھیجا سب آئے۔ ان میں سرداران تغلب
بھی تھے، عمرو بن کلثوم بادشاہ کے شامیانے میں جا بیٹھا اور اُسکی ماں
لیلی بادشاہ کی ماں ہند (عمۂ امرؤ القیس بن حُجر شاعر) کے خیمہ میں گئی۔
جو بادشاہی شامیانے کے ایک جانب میں تھا، ابن ہند نے ماں کو
کہہ رکھا تھا کہ جب وہ پھل وغیرہ منگوائے تو نوکروں کو اِدھر اُدھر
بھیجدیا جائے اور لیلی (اُمّ عمرو بن کلثوم) سے کام کرنے کو کہا جائے،
ابن ہند نے کھانا منگوایا، پھر پھلوں کے لانے کا حکم دیا، اِس وقت
ہند نے لیلی سے کہا: اے لیلی یہ طبق تو ذرا اُٹھا دینا، لیلی نے
کہا: جس کو ضرورت ہو وہ خود اُٹھا لے۔ ہند نے دوبارہ کہا اور اصرار
کیا تو لیلی نے چیخ کر کہا: واذُلّاہ یا لتغلب، جب یہ آواز عمرو بن
کلثوم کے کانوں میں پہنچی تو اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ عمرو
ابن ہند کی تلوار لٹک رہی تھی اُسی کو ابن ہند کے سر پہ کھینچ مارا

ل عمرو بن ھند سنہ ۵۶۸ء میں قتل ہوا۔

جس کو سُن کر عمرو بن ہند نے بنو بکر کے ستّر کے ستّر آدمی چھوڑ دئے اور اُن کو حارث کے حوالے کر دیا، تب عمرو بن کلثوم نے اپنا قصیدہ پڑھا:

الا ھُبّی بصَحنك فاصبحینا

صاحب اغانی نے لکھا ہے:

وکان قامَ بہا خطیبا بسُوق عکاظ وقامَ بہا فِی موسم مکة وبنو تغلب یعظّمہا جدًّا ویرویہا صغارُھم وکبارھم حتّی ھجُوا بذلك قال بعضُ شعراءِ بکر بن وائل:

اَلھَی بنی تغلبَ عن کلّ مکرمةٍ
قصیدةٌ قالہا عمرو بن کلثوم
یروونہا اَبدًا مُذ کان اوّلہم
یا لِلرّجال لِشعرٍ غیر مسئُوم

وقال الفرزدق یرد علی جریر فی ھجائه الاخطل:

ماضرَّ تغلبُ وائلَ اَھجوتہا ۔ ام بُلتَ حیثُ تَناطح البحرانِ
قوم ھم قتلوا ابن ھند عنوةً ۔ عمرا وھم قَسَطوا[1] علی النعمانِ[2]

---

[1] اَیْ جاروا (قَسَط قِسطًا عَدَلَ و قَسَط قَسْطًا وقُسُوطًا جار وحاد عن الحق ضدّ)، وکان لعمرو بن کلثوم مزاح یقال له مرّة فقتَلَ المنذر بن النعمان و اخاه،[2] ابن المنذر

اور بنو تغلب کو حکم دیا کہ سب کچھ لوٹ لو، انھوں نے شاہی ساز و سامان سب لوٹ لیا اور بادشاہ کی اونٹیاں ہانک کر جزیرہ کو لے گئے، اسی بارے میں عمرو بن کلثوم نے یہ قصیدہ کہا:

الا ھبی بصحنک ..... الخ

اوپر کہا جا چکا ہے کہ یہ روایت صاحب کتاب الاغانی نے درج کی ہے۔ علامہ تبریزی نے اپنی کتاب شرح القصائد العشر میں اس معلقہ کی وجہ تصنیف اور ہی بیان کی ہے۔ وہ مختصراً یہ ہے کہ بنو تغلب بن وائل اور بنو بکر بن وائل کے درمیان کچھ بغض و فساد تھا، ایک موقع پر چند تغلبیوں نے بنو بکر سے پانی مانگا انہوں نے نہ دیا۔ تغلبی مایوس ہو کر واپس آئے اور ان میں سے ستّر آدمی پیاسے مر گئے۔ اس پر دونو قبیلے آمادۂ جنگ ہوئے۔ مگر طرفین کے معقول پسند آدمی مانع آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنا جھگڑا عمرو بن ہند بادشاہ حیرہ کے پاس لے جاتے ہیں اور اس کے فیصلے پر چھوڑتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا میں فیصلہ تو کرتا ہوں مگر اس شرط پر کہ پہلے بنو بکر کے ستّر شرفا میرے پاس پہنچا دئے جائیں اور میں ان کو قید رکھوں، اگر فیصلہ بنو تغلب کے حق میں ہوا تو یہ آدمی ان کے حوالے کر دئے جائینگے۔ اگر فیصلہ ان کے خلاف ہوا تو ان آدمیوں کو چھوڑ دیا جائیگا۔ مختصر یہ کہ بنو تغلب عمرو بن کلثوم کی قیادت میں بادشاہ کے پاس آئے اور بنو بکر الحارث ابن حلزہ کے ساتھ آئے۔ عمرو بن کلثوم نے حارث کے ساتھ بات کرنے میں عذر کیا تو بادشاہ نے اس کو خاموش کر دیا اس پر حارث نے اپنا قصیدہ سنایا:

آذنتنا ببینها اسماء

قال عمرو بن كلثوم

الا هُبّي بصحنكِ فاصبحينا ... ولا تُبقي خمورَ الأندرينا

مُشعشعةً كأنّ الحُصَّ فيها ... إذا ما الماءُ خالطها سخينا

تجورُ بذي اللُّبانةِ عن هواهُ ... اذا ما ذاقها حتّى يلينا

ترى اللَّحِزَ الشّحيحَ اذا أُمِرَّت ... عليه لماله فيها مُهينا

صَدَدتِ الكاسَ عنّا أُمَّ عمرٍو ... وكان الكاسُ مجراها اليمينا

وما شرُّ الثّلٰثةِ أُمَّ عمرٍو ... بصاحبكِ الّذي لا تصبحينا

وإنّا سوف تدركُنا المنايا ... مُقدَّرةً لنا ومُقدَّرينا

قِفي قبلَ التّفرُّقِ يا ظعينا ... نُخبّرْكِ اليقينَ وتُخبرينا

بيومِ كريهةٍ ضربًا وطعنًا ... أقرَّ به مواليكِ العيونا

قِفي نسألكِ هل أحدثتِ صرمًا ... لِوشكِ البينِ أم خُنتِ الأمينا

تُريكَ إذا دخلتَ على خلاءٍ ... وقد أمِنتْ عيونَ الكاشحينا

ذِراعَي عيطلٍ أدماءَ بكرٍ ... تربّعتِ الأجارعَ والمتونا....

تذكّرتُ الصِّبا واشتقتُ لمّا ... رأيتُ حمولها أُصُلًا حُدينا

وأعرضتِ اليمامةُ واشمخرّتْ ... كأسيافٍ بأيدي مُصلتينا

فما وجدتْ كوجدي أُمُّ سقبٍ ... أضلّتْهُ فرجّعتِ الحنينا

ولا شمطاءُ لم يتركْ شقاها ... لها من تسعةٍ الّا جنينا

وإنّ غدًا وإنّ اليومَ رهنٌ ... وبعدَ غدٍ بما لا تعلمينا

أبا هندٍ فلا تعجلْ علينا ... وأنظِرنا نُخبّرْكَ اليقينا

بأنا نُورِدُ الرَّايات بِيضاً ... ونُصدِرُهُنَّ حُمراً قد رَوِينا

وأيامٍ لنا غُرٍّ طِوالٍ ... عَصَينا المَلْكَ فيها أن نَدِينا

وسيِّدِ مَعْشَرٍ قد تَوَّجُوهُ ... بتاجِ المُلْكِ يَحمِي المُحْجَرِينا

تركنا الخَيلَ عاكِفَةً عليه ... مُقَلَّدَةً أعِنَّتَها صُفُونا

وقد هَرَّتْ كِلابُ الحيِّ منَّا ... وشَذَّبْنا قَتادَةَ من يَلِينا

متى نَنْقُلْ الى قومٍ رَحانا ... يكونوا في اللِّقاءِ لها طَحِينا

يكونُ ثِفالُها شَرْقِيَّ نَجْدٍ ... ولُهْوَتُها قُضاعَةَ اجمعينا

وإنَّ الضِّغْنَ بعدَ الضِّغْنِ يَفْشُو ... عليكَ ويُخرِجُ الدَّاءَ الدَّفِينا

وَرِثنا المَجدَ قد علمت مَعَدٌّ ... نُطاعِنُ دونَه حتى يَبِينا

ونحن اذا عِمادُ الحيِّ خَرَّتْ ... على الأَحْفاضِ نَمنَعُ مَن يَلِينا

ندافِعُ عنهم الأعداءَ قُدْماً ... ونَحمِلُ عنهم ما حَمَّلُونا

نُطاعِنُ ما تراخى الناسُ عنا ... ونَضرِبُ بالسيوفِ اذا غُشِينا

بسُمْرٍ من قَنا الخَطِّيِّ لُدْنٍ ... ذَوابِلَ او بِبِيضٍ يَعْتَلِينا

نَشُقُّ بها رُؤُوسَ القومِ شَقًّا ... ونُخلِيها الرِّقابَ فيَختَلِينا

تَخالُ جَماجِمَ الأبطالِ فيها ... وُسُوقاً بالأماعِزِ يَرتَمِينا

نَحُزُّ رُؤُوسَهم في غيرِ بِرٍّ ... فما يَدرُونَ ماذا يَتَّقُونا

كأنَّ سيوفَنا فينا وفيهم ... مَخارِيقٌ بأيدِي لاعِبِينا

كأنَّ ثيابَنا منَّا ومنهم ... خُضِبْنَ بأُرْجُوانٍ او طُلِينا

إذا ما عَيَّ بالإسْنافِ حيٌّ ... من الهَوْلِ المُشَبَّهِ ان يكونا

نصبنا مثل رهوة ذات حدٍّ … محافظةً وكنّا السابقينا
بفتيانٍ يرون القتل مجداً … وشيبٍ في الحروب مجرّبينا
حديّا الناس كلّهم جميعا … مقارعةً بنيهم عن بنينا
فامّا يوم خشيتنا عليهم … فنصبح غارةً متلبّبينا
وامّا يوم لا نخشى عليهم … فنصبح في مجالسنا ثبينا
برأسٍ من بني جشم بن بكرٍ … ندقّ به السهولة والحزونا
بايّ مشيّةٍ عمرو بن هندٍ … تطيع بنا الوشاة وتزدرينا
بايّ مشيّةٍ عمرو بن هندٍ … نكون لقيلكم فيها قطينا
تهدّدنا واوعدنا رويداً … متى كنّا لامّك مقتوينا
فانّ قناتنا يا عمرو اعيت … على الاعداء قبلك ان تلينا
اذا عضّ الثقاف بها اشمأزّت … وولّتهم عشوزنةً زبونا
عشوزنةً اذا انقلبت ارنّت … تدقّ قفا المثقّف والجبينا
فهل حدّثت في جشم بن بكرٍ … بنقصٍ في خطوب الاوّلينا
ورثنا مجد علقمة بن سيفٍ … اباح لنا حصون المجد دينا
ورثت مهلهلاً والخير منه … زهيراً نعم ذخر الذاخرينا
وعتّاباً وكلثوماً جميعا … بهم نلنا تراث الاكرمينا
وذا البرة الذي حدّثت عنه … به نحمى ونحمي الملجئينا
ومنّا قبله الساعي كليبٌ … فايّ المجد الّا قد ولينا
متى نعقد قرينتنا بحبلٍ … نجذّ الوصل او نقص القرينا

وَنُوجَدُ نَحْنُ أَمْنَعَهُمْ ذِمَارًا ... وَأَوْفَاهُمْ إِذَا عَقَدُوا يَمِينَا

وَنَحْنُ غَدَاةَ أُوقِدَ فِي خَزَازٍ ... رَفَدْنَا فَوْقَ رِفْدِ الرَّافِدِينَا

وَنَحْنُ الْحَابِسُونَ بِذِي أُرَاطَى ... تَسَفُّ الْجِلَّةُ الْخُوْرُ الدَّرِينَا

وَنَحْنُ الْحَاكِمُونَ إِذَا أُطِعْنَا ... وَنَحْنُ الْعَازِمُونَ إِذَا عُصِينَا

وَنَحْنُ التَّارِكُونَ لِمَا سَخِطْنَا ... وَنَحْنُ الْآخِذُونَ لِمَا رَضِينَا

وَكُنَّا الْأَيْمَنِينَ إِذَا الْتَقَيْنَا ... وَكَانَ الْأَيْسَرِينَ بَنُو أَبِينَا

فَصَالُوا صَوْلَةً فِيمَنْ يَلِيهِمْ ... وَصُلْنَا صَوْلَةً فِيمَنْ يَلِينَا

فَآبُوا بِالنِّهَابِ وَبِالسَّبَايَا ... وَأُبْنَا بِالْمُلُوكِ مُصَفَّدِينَا

إِلَيْكُمْ يَا بَنِي بَكْرٍ إِلَيْكُمْ ... أَلَمَّا تَعْرِفُوا مِنَّا الْيَقِينَا

أَلَمَّا تَعْلَمُوا مِنَّا وَمِنْكُمْ ... كَتَائِبَ يَطَّعِنَّ وَيَرْتَمِينَا

عَلَيْنَا الْبَيْضُ وَالْيَلَبُ الْيَمَانِي ... وَأَسْيَافٌ يَقُمْنَ وَيَنْحَنِينَا

عَلَيْنَا كُلُّ سَابِغَةٍ دِلَاصٍ ... تَرَى فَوْقَ النِّجَادِ لَهَا غُضُونَا

إِذَا وُضِعَتْ عَنِ الْأَبْطَالِ يَوْمًا ... رَأَيْتَ لَهَا جُلُودَ الْقَوْمِ جُونَا

كَأَنَّ مُتُونَهُنَّ مُتُونُ غُدْرٍ ... تُصَفِّقُهَا الرِّيَاحُ إِذَا جَرَيْنَا

وَتَحْمِلُنَا غَدَاةَ الرَّوْعِ جُرْدٌ ... عُرِفْنَ لَنَا نَقَائِذَ وَافْتُلِينَا

وَرِثْنَاهُنَّ عَنْ آبَاءِ صِدْقٍ ... وَنُورِثُهَا إِذَا مُتْنَا بَنِينَا

وَقَدْ عَلِمَ الْقَبَائِلُ مِنْ مَعَدٍّ ... إِذَا قُبَبٌ بِأَبْطَحِهَا بُنِينَا

بِأَنَّا الْعَاصِمُونَ بِكُلِّ كَحْلٍ ... وَأَنَّا الْبَاذِلُونَ لِمُجْتَدِينَا

وَأَنَّا الْمَانِعُونَ لِمَا يَلِينَا ... إِذَا مَا الْبِيضُ زَايَلَتِ الْجُفُونَا

وَاَنَّا الْمُنْعِمُوْنَ اذا قَدَرْنا ۔۔۔ وَاَنَّا الْمُهْلِكُوْنَ اذا اُتِيْنا
وَاَنَّا الشَّارِبُوْنَ الْمَاءَ صَفْوًا ۔۔۔ وَيَشْرَبُ غَيْرُنَا كَدَرًا وَطِيْنًا
اَلَا اَبْلِغْ بَنِي الطَّمَّاحِ عَنّا ۔۔۔ وَدُعْمِيًّا فَكَيْفَ وَجَدْتُمُوْنَا
نَزَلْتُمْ مَنْزِلَ الْاَضْيَافِ مِنَّا ۔۔۔ فَعَجَّلْنَا الْقِرٰى اَنْ تَشْتُمُوْنَا
قَرَيْنَاكُمْ فَعَجَّلْنَا قِرَاكُمْ ۔۔۔ قُبَيْلَ الصُّبْحِ مِرْدَاةً طَحُوْنَا
عَلٰى آثَارِنَا بِيْضٌ كِرَامٌ ۔۔۔ نُحَاذِرُ اَنْ تُفَارَقَ اَوْ تَهُوْنَا
ظَعَائِنُ مِنْ بَنِي جُشَمِ بْنِ بَكْرٍ ۔۔۔ خَلَطْنَ بِمِيْسَمٍ حَسَبًا وَدِيْنًا
اَخَذْنَ عَلٰى بُعُوْلَتِهِنَّ عَهْدًا ۔۔۔ اذا لَاقَوْا فَوَارِسَ مُعْلَمِيْنَا
لَيَسْتَلِبُنَّ اَبْدَانًا وَبِيْضًا ۔۔۔ وَاَسْرٰى فِي الْحَدِيْدِ مُقَرَّنِيْنَا
اذا مَا رُحْنَ يَمْشِيْنَ الْهُوَيْنَا ۔۔۔ كَمَا اضْطَرَبَتْ مُتُوْنُ الشَّارِبِيْنَا
يَقُتْنَ جِيَادَنَا وَيَقُلْنَ لَسْتُمْ ۔۔۔ بُعُوْلَتَنَا اذا لَمْ تَمْنَعُوْنَا
اذا لَمْ نَحْمِهِنَّ فَلَا بَقِيْنَا ۔۔۔ لِشَيْءٍ بَعْدَهُنَّ وَلَا حَيِيْنَا
وَمَا مَنَعَ الظَّعَائِنَ مِثْلُ ضَرْبٍ ۔۔۔ تَرٰى مِنْهُ السَّوَاعِدَ كَالْقُلِيْنَا
لَنَا الدُّنْيَا وَمَنْ اَضْحٰى عَلَيْهَا ۔۔۔ وَنَبْطِشُ حِيْنَ نَبْطِشُ قَادِرِيْنَا
اذا مَا الْمَلْكُ سَامَ النَّاسَ خَسْفًا ۔۔۔ اَبَيْنَا اَنْ نُقِرَّ الْخَسْفَ فِيْنَا
نُسَمّٰى ظَالِمِيْنَ وَمَا ظَلَمْنَا ۔۔۔ وَلٰكِنَّا سَنَبْدَأُ ظَالِمِيْنَا
اذا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ ۔۔۔ تَخِرُّ لَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِيْنَا
مَلَأْنَا الْبَرَّ حَتّٰى ضَاقَ عَنَّا ۔۔۔ وَظَهْرَ الْبَحْرِ نَمْلَؤُهُ سَفِيْنَا
اَلَا لَا يَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَيْنَا ۔۔۔ فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا

من

كتاب اشعار الحماسة

حماسة in Arabic signifies
strength, courage, open-
firmness, boldness — &
and, all the qualities
pertaining to the ideal of manliness
as held by the Arabs.
C. J. Lyall

ترجمہ

ابو تمّام حبیب بن اوس الطائی مؤلّف حماسہ

یہ مشہور شاعر خلیفہ مامون و معتصم کے زمانے میں تھا، کہتے ہیں کہ اس کا باپ عیسائی تھا اور دمشق کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، ابو تمّام نے مصر میں نشو و نما پایا، ابن خلّکان (۱: ۱۲۳) نے اس کی ابتدائی زندگی کا حال اور اُس کا حلیہ یوں بیان کیا ہے:

قیل انه کان یسقی الناس ماء بالجرّة فی جامع مصر و قیل کان یخدم حائکا و یعمل عنده بدمشق و کان ابوه خمّارًا بها و کان ابو تمام اسمر طویلًا فصیحًا حلو الکلام فیه تمتمة یسیرة واشتغل و تنقّل الی ان صار منه ما صار،

اِسی مصنّف نے صُولی کی یہ رائے ابو تمام کی نسبت نقل کی ہے:-

وکان واحد عصره فی دیباجة لفظه و بضاعة شعره و حسن اسلوبه وله کتاب الحماسة الّتی دلّت علی غزارة فضله و اتقان معرفته بحسن اختیاره ..... وکان له من المحفوظات ما لا یلحقهٗ فیه غیره قیل انّه کان یحفظ ۱۴،۰۰۰ ارجوزة للعرب غیر القصائد والمقاطیع و مدح الخلفاء واخذ جوائزهم و جاب البلاد ...... +

حسن بن وہب نے اُس کو موصل کا صاحب البرید بنایا اور دو سال تک وہ اِس عہدے پر فائز رہ کر ۲۳۱ھ کے قریب وہیں فوت ہُوا،

اس شہر کے باہر اُس کی قبر ابنِ خلّکان کے زمانے میں موجود تھی۔
ابوتمّام کا دیوان پہلے ابوبکر صولی نے بہ ترتیب حروف مرتّب کیا، پھر علی بن حمزہ نے باعتبار مضامین، جن حالات میں ابوتمام نے حماسہ تالیف کیا وہ تبریزی شارح حماسہ نے مفصّل بیان کئے ہیں، اور لکھا ہے کہ ابوتمام نے عبداللہ بن طاہر والی خراسان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی مدح کہی اور ہزار دینار انعام پاکروہ عراق کی طرف روانہ ہؤا۔ جب ہمذان پہنچا تو ابُوالوفا بن سلمہ نے اس کے آنے کو غنیمت سمجھ کر بہت خاطر و مدارات کی۔ اس اثنا میں برف باری اتنی ہوئی کہ راستے تمام رُک گئے۔ ابوتمّام مغموم ہؤا، تو ابُوالوفا نے اُس کو سمجھایا کہ مجبوراً چندے اور قیام کرنا پڑیگا کیونکہ سڑکوں کے کھُلنے میں ایک مدّت لگے گی یہاں رہو اور مطالعہ سے دل بہلاؤ پھر مطالعہ کیلئے ابوالوفا نے ابوتمّام کو اپنا کتاب خانہ پیش کیا، غرض ابوتمّام مطالعہ میں مشغول ہوگیا۔ اور پانچ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ایک حماسہ ہے، یہ کتاب آلِ سلمہ کے کتاب خانوں میں محفوظ پڑی رہی اور وہ اُس کو کسی کو دکھانے تک کے روادار نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ زمانہ نے پلٹا کھایا۔ اور اُس گھرانے کے لوگوں کی حالت بدل گئی۔ اور دینور کا ایک آدمی جس کا نام ابوالعواذل تھا، ہمذان آیا اور یہ کتاب لے کر اصفہان پہنچا، وہاں کے ادباء میں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ اور اُنھوں نے اس قسم کی باقی کتابوں کو چھوڑ کر اسی کو پڑھنا پڑھانا

شروع کر دیا۔ پھر اصفہان سے یہ کتاب آس پاس کے علاقوں میں شائع ہوئی ؎

حماسہ دس باب میں منقسم ہے۔ کوئی باب بڑا ہے۔ کوئی چھوٹا۔ پہلا باب، باب الحماسہ ہے (اور اسی کی وجہ سے کتاب نے یہ نام پایا ہے)، اس کے بعد ابواب ذیل ہیں: —— باب المراثی، باب الادب، باب النسیب، باب الھجا، باب الاضیاف والمدیح، باب الصفات، باب السیر والنعاس، باب الملح، باب مذمّۃ النساء ؎

تبریزی نے لکھا ہے: ومن اجود ما اختاروا من القصاید المفضّلیات ومن المقطّعات الحماسۃ وقالوا ان ابا تمام فی اختیارہ الحماسۃ اشعر منہ فی شعرہ،

حماسہ کی ۳۴ نظمیں جو آئندہ صفحوں پر درج ہیں ۔ ان کا انتخاب چارلس جیمز لائل نے کیا۔ اور ۱۸۸۵ء میں ان کا انگریزی ترجمہ مع حواشی مفیدہ کے لنڈن سے شائع کیا، اس کتاب کا نام Ancient Arabian Poetry ہے ؎

١ـ نُخْبَةٌ مِن بابِ الحَماسة

(١) قال بعض شُعراءِ بَلْعَنبَر واسمه قُرَيط بن أُنَيف

لو كُنتُ مِن مازِنٍ لم تَستَبِحْ إبِلي ... بنو اللَّقيطَةِ مِن ذُهْلِ بن شيبانا

إذاً لَقامَ بِنَصْري مَعشَرٌ خُشُنٌ ... عندَ الحَفيظَةِ إنْ ذُو لُوثَةٍ لانا

قَومٌ إذا الشَّرُّ أبدَى ناجِذَيهِ لهم ... طاروا اليه زَرافاتٍ و وُحدانا

لا يسألون اخاهم حين يندُبُهُم ... في النّائباتِ علىٰ ما قال بُرهانا

لكنّ قومي وإنْ كانوا ذوي عَدَدٍ ... ليسوا مِن الشّرِّ فِي شيءٍ وان هانا

يَجْزُونَ مِن ظلم اَهلِ الظّلمِ مَغفِرَةً ... ومِنْ إساءَةِ اَهْلِ السُّوءِ إحسانا

كأنَّ رَبَّكَ لَمْ يَخْلُقْ لِخَشيتِه ... سِواهُم مِن جميعِ النّاسِ انسانا

فليتَ لِي بِهِمِ قوماً إذا رَكِبُوا ... شَدّوا الاغارَةَ فُرساناً و رُكبانا

٢ـ وقال مُحرِزُ بن المُكعبرِ الضّبّيّ لبني عَديّ بن جُندَب بن العَنبَر

أَبْلِغْ عَدِيّاً حيث صارت بها النَّوَى ... وليسَ لدهرِ الطّالِبِين فَناءُ

كُسالى اذا لاقيتهم غير منطقٍ	يُلهّى به المتبولُ وهو عناءُ
أُخَيِّرُ من لاقيتُ أن قد وفيتمُ	ولو شئتُ قال المُنبّأون أساؤا
لهم ريثةٌ تعلو صريمة امرهم	وللامرِ يوماً راحةٌ فقضاءُ
واني لراجيكم على بُطءِ سعيكم	كما في بطونِ الحاملات رجاءُ
فهلّا سعيتم سعي عُصبةِ مازنٍ	وهل كُفلائي في الوفاء سواءُ
لهم أذرعٌ بادٍ نواشِرُ لحمها	وبعض الرجال في الحروب غُثاءُ
كأنّ دنانيرا على قَسِماتِهم	وان كان قد شفّ الوجوهَ لِقاءُ

(٣) وقال الفِندُ الزِّمّاني في حَرْب البَسُوس

صفحنا عن بني ذُهلٍ	وقلنا القومُ إخوانُ
عسى الأيّامُ أن يرجعـ	ـنَ قوماً كالّذي كانوا
فلمّا صرّح الشرُّ	وامسى وهو عريانُ
ولم يبق سوى العُدوا	ن دِنّاهم كما دانوا *
مَشَينا مِشيةَ الليث	غدا والليثُ غضبانُ
بضربٍ فيه توهينٌ	وتخضيعٌ وإقرانُ
وطعنٍ كفم الزِقِّ	غذا والزِقُّ ملآنُ
وبعض الحلم عند الجهـ	ـل للذلّةِ إذعانُ
وفي الشرّ نجاةٌ حيـ	ـن لا ينجيك إحسانُ

(٤) وقال ابو الغول الطُّهَوِىُّ

فَدَتْ نفسى وما ملكت يمينى ... فوارسُ صَدَّقتْ فيهم ظُنُونى
فوارسُ لا يَمَلُّونَ المَنَايا ... اذا دارتْ رَحَا الحربِ الزَّبُونِ
ولا يَجْزُونَ من حَسَنٍ بسيءٍ ... ولا يَجْزُونَ مِن غِلَظٍ بِلِينِ
ولا تَبْلَى بسالتُهم وان هُمْ ... صَلُوا بالحرب حينًا بعد حينِ
هُمُ منعوا حِمَى الوَقْبَى بِضَرْبٍ ... يُؤَلِّفُ بين اشتاتِ المَنُونِ
فنكَّبَ عنهمُ دَرْءَ الاعادى ... وداوَوا بالجُنُون من الجُنُونِ

ولا يرعَون اكنافَ الهُوَينا ... اذا حلُّوا ولا ارضَ الهُدُونِ

(٥) وقال جعفر بن عُلْبَةَ الحارِثِىُّ

اَلَهْفَى بِقُرَّى سَحْبَلٍ حين اَحْلَبَتْ ... علينا الوَلايا وَالعَدُوُّ المُبَاسِلُ
فقالوا لنا ثِنْتان لا بدّ منهما ... صدورُ رِماحٍ اُشْرِعَتْ اوسلاسِلُ
فقلنا لهم تلكم اذاً بعد كَرَّةٍ ... تُغادِرُ صَرْعَى نَوْءُها مُتَخاذِلُ
ولم نَدْرِ اِن حِضْنا من الموتِ حَيْضَةً ... كمِ العُمْرُ باقٍ وَالمَدَى مُتَطاوِلُ
اذا ما ابتدرْنا مأزِقًا فُرِجَتْ لنا ... بِاَيْمانِنا بِيضٌ جَلَتْها الصَّياقِلُ

لهم صَدْرُ سيفى يوم بَطْحاءِ سَحْبَلٍ ... ولى منه ما ضُمَّتْ عليه الانامِلُ

(٦) وقال ايضًا محبوسًا بمكّة

هوایَ مع الرَّكبِ اليمانين مُصعِدٌ ... جنيبٌ وجثمانى بمكّةَ مُوثَقُ
عجبتُ لمسراها وأنّى تخلّصت ... الىَّ وبابُ السجن دونِى مُغلَقُ
ألمّت فحيّت ثمّ قامت فودّعت ... فلمّا تولّت كادت النفسُ تزهقُ
فلا تحسبى أنّى تخشّعتُ بعدكم ... لشئٍ ولا أنّى مِن الموتِ أفرقُ
ولا أنّ نفسى يزدهيها وعيدُكم ... ولا أنّنى بالمشى فى القيد أخرقُ
ولكن عرتنى مِن هواكِ صبابةٌ ... كما كنتُ ألقى منكِ اذ انا مُطلَقُ

(٧) وقال ابو عطاء السّندىّ

ذكرتُكِ والخطّىُّ يخطِرُ بيننا ... وقد نهلت منّا المثقّفةُ السُّمرُ
فواللهِ ما أدرى وانّى لصادقٌ ... أداءٌ عرانى من حبابكِ ام سِحرُ
فان كان سحرًا فاعذرينى على الهوى ... وان كان داءً غيرَه فلكِ العذرُ

(٨) وقال تأبّطَ شرًّا وهو ثابتُ بنُ جابر بن سُفيان

اذا المرءُ لم يحتل وقد جدّ جدُّه ... أضاعَ وقاسى أمرَه وهو مُدبِرُ
ولكن أخو الحزمِ الّذى ليس نازلًا ... به الخطبُ الّا وهو للقصدِ مُبصِرُ

فذاك قريعُ الدهر ما عاش حُوَّلٌ ... اذا سُدَّ منه مَنْخِرٌ جاش مَنْخِرُ

اقول لِلِحيانٍ وقد صَفِرَتْ لهم ... وِطابي ويومي ضَيِّقُ الجُحرِ مُعْوِرُ

هما خُطَّتا إمّا إسارٌ ومِنَّةٌ ... وَإمّا دَمٌ والقتلُ بالحُرِّ اَجدرُ

وأُخرى أُصادِي النفسَ عنها وانّها ... لَمَورِدُ حَزْمٍ اِنْ فعلتُ ومَصدَرُ

فرشتُ لها صدري فزلَّ عن الصَّفا ... به جُؤجؤٌ عَبْلٌ ومَتنٌ مُخَصَّرُ

فخالطَ سهلَ الارضِ لم يَكدَحِ الصَّفا ... به كَدْحَةً والموتُ خَزيانُ ينظرُ

فَأُبتُ الى فهمٍ ولم آكُ آئِبًا ... وكم مثلها فارقتُها وهي تَصْفِرُ

(٩) وقال تأبّط شرًّا

انّي لمُهدٍ من ثنائي فقاصدٌ ... به لابنِ عمّ الصدق شمس بن مالك

اُهُزُّ به في ندوة الحيّ عِطفَه ... كما هزّ عِطفي بالهِجانِ الاوارِكِ

قليلُ التشكّي للمُهِمِّ يُصيبُه ... كثيرُ الهوى شتّى النّوى والمسالِكِ

يَظَلُّ بِمَوماةٍ ويُمسي بغيرها ... جَحيشًا ويَعروري ظُهورَ المهالِكِ

وَيسبِقُ وَفدَ الرّيح من حيث يَنتَحي ... بِمُنْخَرِقٍ من شَدِّهِ المُتدارِكِ

اذا خاص عينيه كَرى النوم لم يزل ... لهُ كالِئٌ من قلب شَيْحانَ فاتِكِ

ويجعل عينيه رَبيئةَ قلبه ... اِلى سَلّةٍ من حدّ اخلقَ صائِكِ

اذا هزّه في عَظمِ قِرنٍ تهلّلت ... نواجذُ افواهِ المَنايا الضَّواحِكِ

يرى الوحشةَ الأُنسَ الأنيسَ ويهتدي ... بحيث اهتدت اُمُّ النجوم الشَّوابِكِ

(١٠) وقال قطريّ بن الفجاءة

اقول لها وقد طارت شَعاعًا	من الابطال وَيحكِ لا تُراعي
فانّكِ لو سألتِ بقاءَ يومٍ	على الاجل الذی لكِ لم تطاعی
فصبرًا فی مجال الموتِ صبرًا	فما نيلُ الخلُود بمُستطاعِ
ولا ثوبُ البقاء بثوبِ عزٍّ	فيُطوى عن اخی الخنَع اليَراعِ
سبيلُ الموتِ غايةُ كُلِّ حيٍّ	فداعيه لاهل الارض داعِ
ومن لا يُغتبَط يَسأم ويَهرَم	وتُسلِمُه المنونُ الى انقطاعِ
وَما للمرءِ خيرٌ فی حياةٍ	اذا ما عُدّ من سَقَط المتاعِ

(١١) وقال بعض بنی قيس بن ثعلبة

انّا مُحيُّوكِ يا سلمى فحيّينا	وان سَقيتِ كرامَ النّاس فاسقينا
وان دَعوتِ الى جُلّى ومكرمةٍ	يومًا سَراةَ كرامِ النّاسِ فادعينا
انّا بنی نهشلٍ لا ندّعی لاَبٍ	عنه ولا هو بالابناءِ يشرينا
ان تُبتدَر غايةٌ يومًا لمكرمةٍ	تلقَ السّوابقَ منّا والمصلّينا
وليس يهلِك منّا سيّدٌ ابدًا	الّا افتلينا غلامًا سيّدًا فينا
انا لنرخِصُ يومَ الرّوع انفسَنا	ولو نُسامُ بها فی الامن أُغلينا
بيضٌ مفارِقُنا تغلی مراجلُنا	نأسُو باموالنا آثارَ ايدينا
انّی لمِن معشرٍ افنى اوائلَهم	قولُ الكُماةِ ألا اين المحامُونا

لَوْ كَانَ فِي الأَلْفِ مِنَّا وَاحِدٌ فَدَعَوْا — مَنْ فَارِسٌ خَالَهُمْ إِيَّاهُ يَعْنُونَا

إِذَا الكُمَاةُ تَنَحَّوْا أَنْ يُصِيبَهُمُ — حَدُّ الظُّبَاةِ وَصَلْنَاهَا بِأَيْدِينَا

وَلَا تَرَاهُمْ وَإِنْ جَلَّتْ مُصِيبَتُهُمْ — مَعَ البُكَاةِ عَلَى مَنْ مَاتَ يَبْكُونَا

وَنَرْكَبُ الكُرْهَ أَحْيَانًا فَيُفْرِجُهُ — عَنَّا الحِفَاظُ وَأَسْيَافٌ تُوَاتِينَا

(١٢) وَقَالَ السَّمَوْأَلُ بْنُ عَادِيَاءَ

إِذَا المَرْءُ لَمْ يَدْنَسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضُهُ — فَكُلُّ رِدَاءٍ يَرْتَدِيهِ جَمِيلُ

وَإِنْ هُوَ لَمْ يَحْمِلْ عَلَى النَّفْسِ ضَيْمَهَا — فَلَيْسَ إِلَى حُسْنِ الثَّنَاءِ سَبِيلُ

تُعَيِّرُنَا أَنَّا قَلِيلٌ عَدِيدُنَا — فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الكِرَامَ قَلِيلُ

وَمَا قَلَّ مَنْ كَانَتْ بَقَايَاهُ مِثْلَنَا — شَبَابٌ تَسَامَى لِلْعُلَى وَكُهُولُ

وَمَا ضَرَّنَا أَنَّا قَلِيلٌ وَجَارُنَا — عَزِيزٌ وَجَارُ الأَكْثَرِينَ ذَلِيلُ

لَنَا جَبَلٌ يَحْتَلُّهُ مَنْ نُجِيرُهُ — مُنِيفٌ يَرُدُّ الطَّرْفَ وَهُوَ كَلِيلُ

رَسَا أَصْلُهُ تَحْتَ الثَّرَى وَسَمَا بِهِ — إِلَى النَّجْمِ فَرْعٌ لَا يُنَالُ طَوِيلُ

وَإِنَّا لَقَوْمٌ مَا نَرَى القَتْلَ سُبَّةً — إِذَا مَا رَأَتْهُ عَامِرٌ وَسَلُولُ

يُقَرِّبُ حُبُّ المَوْتِ آجَالَنَا لَنَا — وَتَكْرَهُهُ آجَالُهُمْ وَتَطُولُ

وَمَا مَاتَ مِنَّا سَيِّدٌ حَتْفَ أَنْفِهِ — وَلَا طُلَّ مِنَّا حَيْثُ كَانَ قَتِيلُ

تَسِيلُ عَلَى حَدِّ الظُّبَاتِ نُفُوسُنَا — وَلَيْسَتْ عَلَى غَيْرِ الظُّبَاتِ تَسِيلُ

صَفَوْنَا فَلَمْ نَكْدَرْ وَأَخْلَصَ سِرَّنَا — إِنَاثٌ أَطَابَتْ حَمْلَنَا وَفُحُولُ

عَلونا الى خير الظهورِ وحطّنا لوقتٍ الى خير البطون نزولُ
فنحن كماءِ المزن ما في نصابنا كهامٌ ولا فينا يعدّ بخيلُ
ونُنكِر ان شئنا على الناس قولهم ولا ينكرون القول حين نقولُ
اذا سيّدٌ منّا خلا قام سيّدٌ قؤولٌ لما قال الكرامُ فعولُ
وما اُخمِدَت نارٌ لنا دون طارقٍ ولا ذمّنا في النازلين نزيلُ
وايّامنا مشهورةٌ في عدوّنا لها غُرَرٌ معلومةٌ وحُجولُ
واسيافنا في كلّ غربٍ ومشرقٍ بها من قراع الدّارعين فلولُ
مُعوّدةٌ الّا تُسَلّ نِصالها فتُغمَد حتّى يستباح قبيلُ
سَلي اِن جهلتِ النّاس عنّا وعنهم وليس سواءً عالمٌ وجهولُ
فانّ بني الدّيانِ قطبٌ لقومهم تدور رحاهم حولهم وتجولُ

(١٣) وقال الفضل بن العبّاس بن عُتبة بن اِبي لهبٍ

مهلاً بني عمّنا مهلاً موالينا لا تنبشوا بيننا ما كان مدفونا
لا تطمعوا اَن تُهينونا ونُكرمكم واَن نكفّ الاذى عنكم وتؤذونا
مهلاً بني عمّنا عن نحتِ اَثلتِنا سيروا رُويداً كما كنتم تسيرونا
الله يعلم انّا لا نُحبّكم ولا نلومكم الّا تُحبّونا
كلٌّ له نيّةٌ في بُغض صاحبه بنعمةِ الله نقليكم وتقلونا

(١٤) وقال ابراهيم بن كنيف النبهاني

تعزّ فإنّ الصبر بالحرّ اجمل
وليس على ريب الزمان معوّل

فلو كان يغني ان يرى المرء جازعاً
لحادثة او كان يغني التذلّل

لكان للتعزّي عند كلّ ملمّة
ونائبة بالحرّ اولى واجمل

فكيف وكلّ ليس يعدو حمامه
وما لامرئٍ عمّا قضى الله مزحل

فان تكن الايّام فينا تبدّلت
بنعمى وبؤسى والحوادث تفعل

فما ليّنت منّا قناة صليبة
ولا ذلّلتنا للّتي ليس تجمل

ولكن رحلناها نفوساً كريمة
تحمّل ما لا يستطاع فتحمل

وقينا بحسن الصبر منّا نفوسنا
فصحّت لنا الاعراض والنّاس هزّل

(١٥) وقال آخر وهو اسحاق بن خلف

لولا اميمة لم اجزع من العدم
ولم اقاس الدّجى في حندس الظلم

وزادني رغبة في العيش معرفتي
ذلّ اليتيمة يجفوها ذو والرّحم

احاذر الفقر يوماً ان يلمّ بها
فيهتك الستر عن لحم على وضم

تهوى حياتي واهوى موتها شفقاً
والموت اكرم نزّال على الحرم

اخشى فظاظة عمّ او جفاء اخ
وكنت ابقي عليها من اذى الكلم

(١٦) وقال آخر وهو حِطّان بن المُعلّى

انزلني الدهرُ على حكمه — من شامخٍ عالٍ الى خفضِ
وغالني الدهرُ بوفرِ الغِنى — فليس لي مالٌ سوى عِرضِي
أبكانيَ الدهرُ ويا ربّما — أضحكني الدهرُ بما يُرضِي
لولا بُنيّاتٌ كزُغبِ القطا — رُدِدْنَ مِن بعضٍ الى بعضِ
لكان لي مُضطرَبٌ واسعٌ — في الارض ذاتِ الطولِ والعرضِ
وإنّما أولادُنا بيننا — أكبادُنا تمشِي على الارضِ
لو هبّتِ الريحُ على بعضهم — لامتنعتْ عيني من الغُمضِ

(١٧) وقال عُروة بن الوَرد

لحا اللهُ صُعلوكًا اذا جَنّ ليلُه — مُصافي المُشاشِ آلفًا كلَّ مجزرِ
يَعُدّ الغِنى مِن نفسه كلَّ ليلة — اصابَ قِراها من صَديقٍ مُيسَّرِ
ينام عِشاءً ثمّ يُصبِحُ ناعِسًا — يحُتّ الحصا عن جنبِه المتعفِّرِ
يُعِينُ نساءَ الحيّ ما يستعِنّه — ويُمسي طليحًا كالبعيرِ المحسَّرِ
ولكنّ صُعلوكًا صفيحةُ وجهه — كضوءِ شهابِ القابسِ المتنوِّرِ
مُطِلًّا على اعدائه يزجرونه — بساحتهم زَجرَ المنيحِ المُشهَّرِ
اذا بعُدوا لا يأمنون اقترابَه — تشوُّفَ أهلِ الغائبِ المتنظَّرِ
فذلك إن يلقَ المنيّةَ يلقَها

حميدًا وإن يستغنِ يومًا فاجدِ

---

(١٨) وقال سعد بن مالك

يا بؤس للحرب التى	وضعت اراهط فاستراحو
والحرب لا يبقى لجاحـ	ـمها التخيّل والمراحُ
الّا الفتى الصبّارُ فى	النجدات والفرسُ الوقاحُ
والنثرةُ الحصداءُ والبـ	ـيضُ المكلّلُ والرماحُ
وتساقطَ الاوشاظُ والـ	ـذنباتُ اذ جهد الفضاحُ
والكرُّ بعد الفرِّ اذ	كُرِهَ التقدّمُ والنطاحُ
كشفت لهم عن ساقها	وبدا من الشرّ الصراحُ
فالهمّ بيضاتُ الخدو +	رهناك لا النعمُ المراحُ
بئس الخلائفُ بعدنا	اولادُ يشكرَ واللقاحُ
مَن صدّ عن نيرانها	فانا ابنُ قيسٍ لا براحُ
صبرًا بنى قيسٍ لها	حتّى تريحوا او تراحوا
إنّ الموائل خوفها	يعتاقه الاجلُ المتاحُ

هيهات حال الموتُ دون الفوت وانتضى السلاحُ

كيف الحيوةُ اذا خلت	منّا الظواهرُ والبطاحُ
اين الاعزّةُ والاسـ	ـنّةُ عند ذلك والسماحُ

٢- نُخبةٌ مِن باب المراثي

(١٩) وقال عَبْدَةُ بن الطَّبيب

عليك سلامُ الله قيسَ بن عاصمٍ	ورحمتُهُ ما شاء أن يترحَّما
تحيّةَ مَن غادرتَه غرضَ الرَّدى	إذا زار عن شحطٍ بلادك سلَّما
فما كان قيسٌ هُلكُه هُلكُ واحدٍ	ولكنّه بنيانُ قومٍ تهدَّما

(٢٠) وقال مُتمِّم بن نُوَيرة

لقد لامني عند القبور على البكا	رفيقي لتذرافِ الدُّموع السَّوافِكِ
فقال أتبكي كلَّ قبرٍ رأيتَهُ	لقبرٍ ثوى بين اللِّوى فالدَّكادِكِ
فقلتُ له إنّ الشَّجا يبعثُ الشَّجا	فدعني فهذا كُلُّهُ قبرُ مالِكِ

(٢١) وقال رجل من خثعم

نَهِلَ الزمانُ وعلَّ غيرَ مصرَّدٍ	من آلِ عتّابٍ وآلِ الأسوَدِ
مِن كلّ فيّاض اليدين إذا غدت	نكباءُ تُلوِي بالكَنيف الموصَدِ
فاليومَ أضحوا للمَنون وسِيقةً	من رائحٍ عجِلٍ وآخرَ مُغتدِ
خلَتِ الديارُ فسُدتُ غيرَ مسوَّدٍ	ومن الشَّقاءِ تفرُّدي بالسُّؤددِ

(٢٢) وقال دُرَيد بن الصِّمَّة

نصحتُ لعارضٍ واصحاب عارضٍ	ورهطِ بني السوداء والقومُ شُهَّدِي
فقلتُ لهم ظُنّوا بالفَي مُدَجَّجٍ	سراتُهُم في الفارسيّ المُسَرَّدِ
فلمّا عصَوني كنت منهم وقد اری	غوايتهم وانّني غيرُ مهتدِ
امرتُهم امري بمُنعَرَج اللِّوی	فلم يستبينوا الرُّشدَ الّا ضُحی الغدِ
وهل انا الّا من غَزِيّةَ اِن غوتْ	غَويتُ وان تَرشُدْ غَزِيّةُ ارشُدِ
تنادوا فقالوا اَردتِ الخيلُ فارسًا	فقلتُ اَعبدُ الله ذٰلكمُ الرَّدِي
فجئتُ اليه والرِّماحُ تنوشُه	كوقعِ الصَّياصِي في النسيجِ المُمَدَّدِ
وكنتُ كذاتِ البَوِّ رِيعتْ فاقبلتْ	الی جِلدٍ من مَسْكِ سَقْبٍ مقدَّدِ
فطاعنتُ عنه الخيلَ حتّی تنفّستْ	وحتّی علاني حالكُ اللّونِ اَسْوَدِ
قتالَ امرئٍ آسی اخاهُ بنفسه	ويَعلمُ اَنّ المرءَ غيرُ مخلَّدِ
فان يكُ عبدُ الله خلّی مكانَه	فما كان وقّافًا ولا طائشَ اليدِ
كميشُ الازارِ خارجٌ نصفُ ساقِه	بعيدٌ من الآفات طلّاعُ اَنجُدِ
قليلُ التشكّي للمصيبات حافظٌ	من اليوم اعقابَ الاحاديثِ في غدِ
تراه خميصَ البطنِ والزّادُ حاضرٌ	عتيدٌ ويغدو في القميص المقدَّدِ
وان مسّه الاِقواءُ والجهدُ زاده	سماحًا واتلافًا لِما كانَ في اليدِ
صَبا ما صَبا حتّی علا الشيبُ راسَه	فلمّا علاه قال للباطلِ ابعُدِ
وطيَّبَ نفسي انّني لم اَقُل له	كَذَبتَ ولم ابخَل بما مَلَكتْ يدي

(۲۳) وقال ایضاً

تقول الا تبكي اخاك وقد ارى · مكان البكا لكن بُنيتُ على الصبرِ

فقلتُ اعبدَ الله ابكي ام الذي · له الجدثُ الاعلى قتيلَ ابي بكرِ

وعبدَ يغوثَ تحجلُ الطيرُ حوله · وعزّ المصابُ حثوُ قبرٍ على قبرِ

ابى القتلُ الّا ال صمّةَ انهمْ · ابوا غيرهُ والقدرُ يجري الى القدرِ

فامّا ترينا لا تزالُ دماؤنا · لدى واترٍ يسعى بها آخر الدهرِ

فانّا للحمُ السّيف غيرَ نكيرةٍ · ونلحمهُ حيناً وليس بذي نكرِ

يُغارُ علينا واترين فيُشتفى · بنا ان اُصبنا اونُغيرُ على وترِ

قسمنا بذاك الدهر شطرين بيننا · فما ينقضي الّا ونحن على شطرِ

(۲۴) وقال تأبّط شرّاً

انّ بالشّعب الذي دون سلعٍ · لقتيلاً دمُهُ ما يُطلّ

خلّف العبءَ عليّ وولّى · انا بالعبءِ له مستقلّ

ووراء الثار منّي ابنُ اختٍ · مصعٌ عُقدتهُ ما تُحلّ

مُطرقٌ يرشح سمّاً كما اطـ · ـرق افعى ينفثُ السّمّ صِلّ

خبرٌ ما نابنا مصمئلّ · جلّ حتّى دقّ فيه الاجلّ

بزّني الدّهر وكان غشوماً · بابيٍّ جارُهُ ما يُذلّ

شامِسٌ فی القُرّ حتّی اذا ما … ذَکَتِ الشِعریٰ فَبَردٌ وظِلّ

یابسُ الجنبَینِ مِن غیر بُؤسٍ … ونَدِی الکفّین شَہمٌ مُدِلّ

ظاعِنٌ بالحَزم حتّی اذا ما … حَلّ حَلّ الحزمُ حیث یَحُلّ

غیثُ مزنٍ غامِرٌ حیث یُجدِی … واذا یسطوا فلَیثٌ اَبَلّ

مُسبِلٌ فی الحیّ احوی رِفَلّ … واذا یغزو فسِمعٌ اَزَلّ

وله طعمانِ اَریٌ وشَریٌ … وکلا الطعمَین قد ذاق کُلّ

یَرکَبُ الهولَ وحیدا ولا یَصحَبُہُ الّا الیمانی الاَفَلّ

وفُتُوٍّ هَجّرُوا ثم اَسرَوا … لیلَہم حتّی اذا انجاب حَلّوا

کلّ ماضٍ قد تردّی بماضٍ … کسَنا البرقِ اذا ما یُسَلّ

فادّرکنا الثأرَ منہم ولمّا … یَنجُ مِل حَیَّینِ الّا الاقَلّ

فاحتسَوا انفاسَ نوم فلمّا … هَوّمُوا رُعتُہمُ فاشمعَلّوا

فلئن فَلّت هذیلٌ شَباہٗ … لَبِما کان هذیلا یَفُلّ

وبما اَبرَکہا فی مُناخٍ … جعجعٍ ینقَبُ فیہ الاَظَلّ

وبما صبّحہا فی ذَراها … منہ بعد القتل نَہبٌ وشَلّ

صَلِیَتْ مِنّی هذیلٌ بِخِرقٍ … لا یَمَلّ الشرّ حتّی یَمَلّوا

یُنہِلُ الصّعدَةَ حتّی اذا ما … نَہِلَت کان لہا منہ عَلّ

حَلّت الخمرُ وکانت حراما … وبلأیٍ ما اَلَمّت تَحِلّ

فاسقِنیہا یا سوادَ بن عمرٍو … اِنّ جِسمی بعد خالی لَخَلّ

تَضحکُ الضبعُ لِقتلی هُذیلٍ … وتری الذئبَ لہا یَستَہِلّ

وعِتاقُ الطيرِ تغدو بِطانا … تتخطّاهم فما تستقِلّ

(٢٥) وقال خلف بن خليفة

أُعاتبُ نفسي أن تبسّمتُ خاليا … وقد يضحكُ الموتورُ وهو حزينُ

وبالدير أشجاني وكم من شجٍ له … دُوَينَ المصلّى بالبقيعِ شُجُونُ

رُبىً حولها أمثالُها إن أتيتَها … قَرَيْنَكَ أشجانا وهُنّ سُكُونُ

كفى الهجرَ أنّا لم يَضِحْ لك أمرُنا … ولم يأتنا عمّا لديك يقينُ

(٢٦) وقال عَبدُ الله بن ثَعلبةَ الحنفي

لكلّ أناسٍ مَقبَرٌ بِفنائهم … فهم ينقصُون والقبورُ تزيدُ

وما إن يزال رسمُ دارٍ قد اخلقت … وبَيتٌ لِميتٍ بالفِناء جديدُ

هُم جِيرةُ الأحياء أمّا جوارُهم … فدانٍ وأمّا الملتقى فبعيدُ

(٢٧) وقال مُوَيلِك المزموم يرثي امرءته أمّ العلاء

أُمرُر على الجدثِ الذي حلّت به … أُمُّ العلاءِ فنادِها لو تسمعُ

أنّى حللتِ وكنتِ جِدَّ فَرُوقَةٍ ... بَلَداً يمرُّ به الشجاعُ فيفزَعُ
صلّى عليكِ اللهُ من مفقودةٍ ... اذلا يُلائمكِ المكانُ البلقعُ
فلقد تركتِ صغيرةً مرحومةً ... لم تَدْرِ ما جَزَعٌ عليكِ فتجزَعُ
فقدت شمائلَ من لزامكِ حلوةً ... فتَبيتُ تُسهِرُ اهلَها وتُفجِّعُ
واذا سمعتُ أنينَها في ليلِها ... طفِقتْ عليكِ شؤونُ عيني تدمَعُ

(۲۸) قال حَفصُ بن الاحنف الكِنانيّ

لا يُبعَدَنَّ ربيعةُ ابنُ مُكَدَّمٍ ... وسَقى الغوادي قبرَه بذَنُوبِ
نفرتْ قَلوصي من حجارةِ حَرَّةٍ ... بُنيتْ على طَلْقِ اليدين وَهُوبِ
لا تنفِري يا ناقَ منه فانّه ... شِرّيبُ خمرٍ مِسعَرٌ لحُروبِ
لولا السِّفارُ وبُعدُ خَرقٍ مَهْمَهٍ ... لتركتُها تحبُو على العُرقوبِ

(۲۹) وقالت امرأةٌ

طافَ يبغي نَجوةً + من هلاكٍ فهلَكْ
ليتَ شِعري ضلّةً أيُّ شيءٍ قتلَكْ
أمريضٌ لم تُعَد + أم عدوٌّ ختلَكْ
أم تولّى بكَ ما + غالَ في الدهرِ السُّلَكْ

والمنايا رَصَدٌ + للفتى حيثُ سَلَكْ

اى شيءٍ حسنٍ + لفتى لم يَكُ لكْ

كلُّ شيءٍ قاتِلٌ + حين تلقى اَجَلَكْ

طال ما قد نلت فى + غيرِ كدٍّ اَمَلَكْ

انّ امراً فادِحاً + عن جوابى شَغَلَكْ

سأُعزِّى النفسَ اذ + لَمْ تُجِبْ مَنْ سَأَلَكْ

ليت قلبى ساعةً + صبره عنك مَلَكْ

ليت نفسى قُدِّمت + للمنايا بَدَلَكْ

٣ - نُخْبَةٌ مِنْ شَرْحِ الحَمَاسَة لِلتِّبْرِيزِيّ

(٣٠) وقال مالك بن الرَّيْب

تذكّرت من يبكى علىّ فلم اجد
سوى السَّيفِ والرُّمح الرُّدَينيِّ باكيا

واَشْقَرَ خِنْذِيذٍ يجرّ عنانَهُ
الى الماءِ لم يَتْرُكْ له الموتُ ساقيا]

۴۔ نُخْبَةٌ مِنْ بَابِ الاَدَب

(۳۱) وقال عمرو بن قمِيئَة

يالهفَ نفسى على الشبابُ لم — أفقِدْ به اذ فقدتُـهُ أَمَمَا
اذ أسْحَبُ الرَّيْطَ والمُروطَ الى — أدنى تجارِى وَانفضُ اللِّمَمَا
لَا تُغبِطِ المرءَ ان يقال له — أمسى فلانٌ لِسِنِّهِ حَكَمَا
اِنْ سرَّه طولُ عُمْرِه فلقد — اضحى على الوجه طُولُ ماسَلِمَا

(۳۲) وقال سُلْمِىّ بن ربيعة

اِنَّ شِواءً و نَشوةً — وخَبَبَ البازلِ الأَمُونِ
يُجشِمها المرءُ فى الهوى — مسافةَ الغائِطِ البَطِينِ
والبِيضَ يرفُلنَ كالدُمى — فى الرَّيط والمُذهَبِ المصونِ
والكُثرَ والخفضَ آمِنًا — وشِرعَ المِزهَرِ الحَنونِ
مِن لذة العيش والفتى — للدهر والدهر ذو فنونِ
والعُسرُ كاليُسرِ والغِنَى — كالعُدْم والحيُّ لِلْمَنونِ

اهلكن طَسْما وبعده	غَذِيَّ بَهْمٍ وذا جُدُونِ
واهلَ جاشٍ ومارِبٍ	وحيَّ لقمانَ والتّقُونِ

(٣٣) وقال مالك بن حَريم الهَمْدانيّ

أُنبيتُ والايّامُ ذاتُ تجارِب وتُبدِى لكَ الايام مالستَ تعلمُ

بانّ ثَراءَ المال يَنفع رَبَّه
وَيُثنى عليه الحمدَ وهو مذمَّمُ

وانّ قليلَ المال للمرء مُفسدُ
يحُزّ كما حزّ القطيعُ المُحرَّمُ

يَرى دَرَجاتِ المجد لايستطيعها
ويقعُد وسطَ القوم لا يتكلَّمُ

٥- نُخبَةٌ مِن بابِ النَّسِيب

(٣٤) وقال آخر

فياربِّ اِن اَهلِكْ ولم تُروهامتى	بلَيلَى اَمُتْ لاقبرَ اعطش من قبري
واِن اَكُ عن ليلَى سلوتُ فانّما	تَسَلَّيتُ عن ياسٍ ولم اَسْلُ عن صبرِ
وان يكُ عن ليلَى غِنًى وتَجَلُّدٌ	فرُبَّ غِنى نفسٍ قريبٌ من الفقرِ

(۳۵) وقال ابو صخر الهذلیّ

اما والّذی ابکی واضحک والذی	امات و احیا والّذی امرُہ الامرُ
لقد ترکتنی احسُدُ الوحش ان اری	الیفین منہا لا یروعُہما الذعرُ
فیا حُبّہا زدنی جویً کل لیلۃٍ	ویا سلوۃ الایام موعِدُکِ الحشرُ
عجبتُ لسعی الدّھر بینی وبینہا	فلمّا انقضی ما بیننا سکن الدھرُ
وماھو الّا ان اراھا فجاءۃً	فابہتُ لا عرفٌ لدیّ ولا نکرُ

(۳۶) وقال اٰخر

اقول لصاحبی والعیسُ تہوی	بنا بین المُنیفۃِ فالضّمارِ
تمتّع من شمیم عرار نجد	فما بعد العشیّۃِ من عرارِ
الا یا حبّذا نفحاتُ نجدٍ	وریّا روضہٖ بعد القطارِ
واھلکَ اذ یحُلّ الحیُّ نجدا	وانت علی زمانک غیرُ زارِ
شہورٌ ینقضین وما شعرنا	بانصافٍ لہنّ ولا سرارِ

(۳۷) وقال اٰخر

قد کنتُ اعلو الحُبّ حینا فلم یزل	بی النّقضُ والابرامُ حتی علانیا
ولم ار مثلینا خلیلی جنایۃٍ	اشدّ علی رغم العدوّ تصافیا
خلیلین لا نرجو لقاءً ولا تری	خلیلین الّا یرجوان التلاقیا

يقولون مِن طول اعتدائك بالعِدى ... نجدك وما تلقى لعينيك شافيا
بلى إنّ بالجزع الذى يُنبت الغضا ... إلىّ وإن لم آلفه لمداويا

(٣٨) وقال إياس بن الأرتّ الطائىّ

هلمّ خليلىّ والغوايةُ قد تُصبى ... هَلُمّ نحيّ المنتشين من الشَّرْب
نُسَلِّ ملاماتِ الرجال بِرَبّةٍ ... ونفرح ونُسَرّ اليوم باللهو واللعِب
إذا ما تراخت ساعةٌ فاجعلنّها ... لخيرٍ فإنّ الدهر أعصلُ ذو شغب
فإن يكُ خيراً أو يكن بعض راحةٍ ... فإنّك لاقٍ مِن غمومٍ ومن كرَبِ

(٣٩) وقال بكر بن النطّاح

بيضاءُ تَسحبُ مِن قيامٍ فرعَها ... وتَغيبُ فيه وهو وحفٌ أسحَم
فكأنّها فيه نهارٌ ساطعٌ ... وكأنّه ليلٌ عليها مُظلِم

(٤٠) وقال آخر

سلى البانةَ الغيناءَ بالأجرعِ الذى ... به البانُ هل حيّيتُ أطلالَ دارِك
وهل قُمتُ فى أظلالهنّ عشيّةً ... مقامَ أخى البأساءِ اخترتُ ذلِك
وهل هملت عيناى فى الدار غُدوةً ... بِدَمعٍ كنظم اللؤلؤ المتهالِك
أرى النّاس يرجُون الربيعَ وإنّما ... ربيعى الّذى أرجو نوالُ وِصالِك
أرى النّاس يخشون السِّنين وإنّما ... سِنِيّ الّتى أخشى صروفُ احتمالِك

لئن ساءنی ان نلتنی بمساءۃٍ	لقد سرّنی انّی خطرت ببالک
لیہنئک امساکی بکفّی علی الحشا	ورقراق عینی رہبۃً من زیالک

(۴۱) وقال اٰخر

تمتّع بہا ماساعفتک ولاتکن	علیک شجًا فی الحلق حین تبین
وان ھی اعطتک اللّیان فانّہا	لغیرک من خلّانہا ستلین
وان حلفت لاینقض النأی عہدہا	فلیس لمخضوب البنان یمین

(۴۲) وقال توبۃ بن الحمیّر

ولوانّ لیلی الاخیلیّۃ سلّمت	علیّ ودونی تربۃ وصفائح
لسلّمت تسلیم البشاشۃ اوزقا	الیہا صدًی من جانب القبرصائح
واغبط من لیلی بمالا انالہ	الا کلّ ماقرّت بہ العین صالح

(۴۳) وقال نصیب

کانّ القلب لیلۃ قیل یغدی	بلیلی العامریّۃ اویراح
قطاۃٌ عزّہا شرکٌ فباتت	تجاذبہ وقد علق الجناح
لہا فرخانِ قد ترکا بوکرٍ	فعشّہما تصفّقہ الرّیاح
اذا سمعا ھبوب الرّیح نصّا	وقد اودی بہ القدر المتاح
فلافی اللّیل نالت ما ترجّی	ولافی الصبح کان لہا براح

٦ - نُخبَةٌ مِنْ بابِ الهِجاءِ

(٤٤) وقال طَرَفة بن العَبْد

فَرِّقْ عن بَيتَيك سعدَ بن مالك
وعمراً وعوفاً ما تَشِي وتقولُ

وانت على الادنى شَمالٌ عَرِيَّةٌ
شَآمِيَةٌ تَزوِى الوُجوهَ بَلِيلُ

وانتَ على الاقصى صَباً غيرُ قَرّةٍ
تَذاءب منها مُرزِغٌ ومُسِيلُ

وأَعلَمُ علماً ليس بالظَّنِّ انّهُ
اذا ذَلَّ مولى المرءِ فهو ذليلُ

وانَّ لِسانَ المرءِ ما لم تكن له
حَصاةٌ عَلَى عَوراته لدليلُ

(٤٥) وقال عبد الرّحمٰن بن الحَكَم

لحى الله قيسا قيس عيلان انّها
اضاعتْ ثغورَ المسلمين ولّتِ

فشاوِلْ بقيس فى الطعان ولا تكن
اخاها اذا ما المشرفية سُلّتِ

من
ديوان
علىّ بن العبّاس ابن الرُّومى

ترجمۂ

ابن الرومی

۲۲۱ھ - ۲۸۳ھ

ابو الحسن علی بن العباس بن جُریج مولی عبید اللہ بن عیسٰے بن جعفر ابن منصور تیسری صدی ہجری کے نہائت بلند پایہ شعرا میں سے تھا جسکے شعر کی خصوصیتیں تعجب انگیز طور پر زمانۂ حال کے مذاق کے مطابق ہیں مگر سوء اتفاق سے وہ شُہرت نہ پاسکا جس کا وہ حقدار ہے۔ ابن رشیق قیروانی کو جو ابن الرومی کی طرح خود بھی رومی الاصل تھا اس شاعر کے حالات سے بہت دلچسپی[1] تھی وہ لکھتا ہے :-

واما ابن الرومی فاولی الناس باسم شاعر لکثرة اختراعه وحسن افتنانه (کتاب العمدة ۲ : ۱۹۴)

واکثر المولدین[2] اختراعًا وتولیدًا فیما یقول الحذاق ابو تمام وابن الرومی (العمدة ۱ : ۱۷۷)

ومنهم من یؤثر المعنی علی اللفظ فیطلب صحته ولا یبالی حیث وقع من هجنة اللفظ وقبحه وخشونته کابن الرومی وابی الطیب [المتنبی] ومن شاکلهما ...... واکثر الناس علی تفضیل اللفظ علی المعنی[3] (العمدة ۱ : ۸۲)

---

[1] دیکھو العمدہ ۲ : ۱۹ - وانا اقول ان اکثر الشعراء اختراعا ابن الرومی وسیاتی برهان ذلك فی الکتاب الذی شرطت تالیفه ان شاء الله سبحانه.
[2] Modern poets ÷ [3] اس صورت میں کیا تعجب ہے کہ معنی پرست ابن الرومی کو لفظ پرست عوام میں کافی ہر دلعزیزی حاصل نہ ہوئی !

سمعانی نے ابن الرومی کی نسبت لکھا ہے : احد الشعراء المکثرین المجوّدین فی الغزل والمدائح والھجاء والاوصاف والتشبیھات وکان محسنا ، روی عنه جماعة کثیرة من اھل الادب .
(کتاب الانساب بذیل الرومی)

اسی طرح ابن خلکان بھی اس کی تعریف میں تر زبان ہے : صاحب النظم العجیب والتولید الغریب ، یغوص علی المعانی النادرة فیستخرجھا من مکانھا ویبرزھا فی احسن صورة ولا یترك المعنی حتی یستوفیه الی آخره ولا یبقی فیه بقیة ، وله القصائد المطوّلة والمقاطیع البدیعة وله فی الھجاء کل شیٔ طریف وکذلك فی المدیح . (وفیات ۱ : ۳۵۱)

لیکن باوجود ان تعریفوں کے شاعر کے بہت ہی کم حالات محفوظ رہے ہیں ، یہانتک کہ کتاب الاغانی ، کتاب الشعر وغیرہما میں بھی اس کا حال نہیں ملتا ، کتاب الفہرست (ص ۱۴۸ ، ۱۶۹) سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکے معاصر ابن عمار ثقفی وکیل قاسم بن عبید اللہ و ولدہ (م ۳۱۹ ۰) اور الخالدیان نے اسکے حالات لکھے اور اس کے اشعار کا انتخاب اور اشعار کے متعلقہ قصے جمع کئے ، مگر یہ کتابیں ہم تک نہیں پہنچیں اور شاعر کے شخصی حالات کے متعلق ہم قریبًا بے خبر ہیں . استاد عقّاد اس امر سے بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ : میں سمجھتا تھا کہ اس خمول کی وجہ شاعر کے اخلاق کی غرابت ، یا ضعف حیلہ اور براعت منافسین ہے ، یا شاید اس کے

طول کلام نے طبائع کو ملول کر دیا۔ یا شاید ہجو اُمراء میں اسکی فحش گوئی نے اہل زمانہ کو اس سے روگردان کر دیا۔ کبھی یہ گمان کرتا تھا کہ اس کا تطیّر لوگوں سے میل جول رکھنے سے مانع آتا ہوگا، اور اس کی شاعرانہ خصوصیتیں مثلاً ترجیح معانی بر الفاظ، اظہار مطلب و مقصود، دقت پسندی وغیرہ اسکی ہر دلعزیزی کے راستے میں رکاوٹ پیش کرتی رہی ہونگی۔ مگر بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس خمول کا اصلی باعث اس کا رومی الاصل ہونا ہے۔ جسکی وجہ سے اُسکے کلام کا روح عربی زبان کے روح سے مغایر اور اسکے کلام کا منہج عام عرب شعرائے کے منہج سے علیحدہ ہوگیا، ان رومی خصوصیتوں کے سمجھنے کے لئے امور ذیل کی طرف توجہ کرنی چاہیئے :-

(۱) ابن رومی کو نیچر (طبیعت) کے ساتھ ایسا شغف ہے جو ایسی زندہ جمیل ہستی سے ہی ہوسکتا ہے جو عطف و شعور رکھتی ہو + (۲) اسکے کلام میں حواس کی تیزی بہت نمایاں ہے۔ مثلاً رنگ و بو، شکل و صورت کے لئے اس کا احساس نہایت قوی ہے۔ اسکے کلام میں وُجوہ و اَزہار و کُووس و حلی و خمر وغیرہ کے اوصاف دیکھیں تو کہیں کہ شاید ہی کسی شاعر کا حاسّہ لون ایسا قوی ہو جیسا اس کا، جب وہ ازہار و ریاحین کے فضائل اور اُنکی خوشبو سے لذت گیر ہونے اور انکے مراتب میں تمیز کرنے کا ذکر کرتا ہے تو یقین ہوجاتا ہے کہ جس طرح جمال مناظر کے لئے اسکی حس تیز ہے اسی طرح جمال مشمومات کے لئے بھی ہے۔ جب ان تصویروں کو دیکھیں جو وہ کبڑوں، گنجوں، ٹھگنوں، بڑی بڑی ڈاڑھی، بڑی بڑی ناک والوں کی کھینچتا ہے اور اس مدح کو سنیں

جو وہ اچھے گانوں اور گانے والوں کی کرتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے کہ شکلوں میں سے کوئی شکل اسکی آنکھ سے نہیں بچتی اور اسکے کانوں کو سماع جمیل کے ساتھ خاص انس ہے۔ (۳) وہ تشخیص[۱] کا شائق ہے، معانی مجردہ کو اشخاص وارواح تصور کر لیتا ہے اور ان تصورات کی طرف زندوں کے اعمال واقوال کو منسوب کر دیتا ہے۔ یہ وہی ملکہ ہے جس کے ذریعہ اہل یونان افسانے گھڑ لیا کرتے تھے اور قوائے طبیعت سے ارباب وربات اختراع کیا کرتے تھے۔

(۴) اسکی عادت استرسال مع المعنی کی ہے، یعنی اس کے اشعار بلحاظ معنے مسلسل ہیں، اسکے ہاں ایک بیت وحدتِ[۲] نظم نہیں بلکہ پورا قصیدہ ایک "کلِّ"[۳] واحد ہے، جو ایک مکمل خیال کی تکمیل کے بغیر پورا نہیں ہوتا اور جسکے اجزاء قابل تقدیم وتاخیر نہیں۔ اس کے قصائد کامل "موضوعات" ہیں۔ جنکے عنوان بخوبی قائم کئے جا سکتے ہیں۔ وہ ایک مقصد لے کر کسی موضوع پر لکھنا شروع کرتا ہے۔ اس مقصد کے ختم ہوتے ہی اسکی نظم بھی ختم ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ خصوصیات بالا ابن الرومی کے خمول کا باعث ہوئیں۔ اسلئے کہ اس کے اور اسکے ابنائے عصر میں بون بعید تھا۔ لوگوں نے ان خصوصیات کو غریب سمجھ کر اسکے کلام کو زاویۂ گمنامی میں ڈال دیا۔ البتہ زمانۂ حال میں شعرائے یورپ کا کلام پڑھنے والوں نے اسکی طرف توجہ کی۔ کیونکہ انکو فحول شعرائے فرنگ اور اسکے طرز کلام میں بہت سی مماثلت نظر آئی۔ اس مماثلت میں وہ فکاہت بھی

---

[۱] Personification. [۲] a unit.

[۳] one whole, a complete unity.

درست شائل تھی جو لفظی نکتوں سے بری تھی، وہ وصف صحیح تھا جو شبہت محاکات سے بعید تھا، وہ سچا احساس تھا جو الفاظ و اوزان کو ادائے مطلب کا پابند کرتا ہے - وہ باصواب رائیں تھیں جنکو جھوٹا ملمع فریب نہیں دے سکتا۔ (از مقدمہ عقاد ملخصًا)

اس تمہید کے بعد ابن الرومی کے شخصی حالات کے متعلق وہ چند باتیں درج کی جاتی ہیں جو متفرق کتابوں میں ملتی ہیں -

ابن الرومی خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں رجب ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا - اور خلیفہ معتضد کے عہد میں ۲۸۳ھ میں فوت ہوا[1]، اس کی پیدائش بغداد میں ہوئی اور وفات بھی وہیں ہوئی، اس کی زندگی کا زمانہ کل نو خلفا کے عہد میں گذرا جنکے نام علی الترتیب یہ ہیں :- معتصم، واثق، متوکل، منتصر، مستعین، معتز، مہتدی، معتمد، معتضد،

صفدی نے الوافی بالوفیات میں اسکی ذاتی خصوصیات کی بہت بری تصویر کھینچی ہے اور لکھتا ہے[2] کہ وہ گنجا، میلا کچیلا، سخت وہم پرست، کھانے میں حریص اور درشت خو تھا،

اسکی وہم پرستی اور شگون گیری کیطرف مصنفوں نے بہت توجہ کی ہے - ابن القارح (م

---

[1] سمعانی نے اس کا سن وفات ۲۸۳ یا ۲۸۴ دیا ہے، ابن خلکان (۱: ۳۵۱) نے ان سنین کے علاوہ ۲۷۶ بھی دیا ہے، صاحب روضات الجنات نے لکھا ہے کہ وہ حدود ۲۹۰ میں فوت ہوا، مگر قابل ترجیح قول یہی ہے کہ وہ ۲۸۳ میں فوت ہوا۔ [2] یہ عبارت روضات الجنات ۱: ۳۷۴ سے لی گئی ہے جہاں بعض الفاظ مشتبہ ہیں، مثلاً اسنیج لکھا ہے جو بظاہر اسنخ ہے، اور جعلب لکھا ہے جو غالبًا جلعب کی تصحیف ہے - والجلعب الرجل الجافی الکثیر الشر۔

بعد ۲۱ھ) نے اپنے رسالہ میں ابو عثمان الناجم کا قصہ لکھا ہے جو ابن الرومی کی عیادت کو گیا تھا، ابن الرومی نے اُس سے کہا کہ میں ایک محلہ سے دوسرے میں منتقل ہونا چاہتا تھا۔ اسلئے میں نے اپنے دوست ابو الفضل سے (جس کا نام افضال سے مشتق ہے) مشورہ کیا، دوست نے کہا قنطرہ سے یمین (دائیں ہاتھ) کی طرف مڑکر سکۂ نعیمہ میں جاکر دار ابن المعافی میں رہو، یہ الفاظ یمن، نعیم اور عافیت سے مشتق ہیں۔ مگر میں نے بدبختی سے اس کا مشورہ نہ مانا اور دوسرے دوست جعفر سے مشورہ کیا (جس کا نام جوع و فرار سے مشتق ہے) اس نے کہا قنطرہ سے شمال (بائیں ہاتھ) کیطرف مڑکر دار ابن قلابہ میں جا رہو، شمال شؤم سے مشتق ہے اور ابن قلابہ انقلاب سے، یہی وجہ ہے کہ دنیا مجھ سے منقلب ہوگئی ہے اور میں مر رہا ہوں۔ سب سے بڑی مصیبت اس گھر میں یہ ہے کہ چڑیاں سیق سیق پکارتی ہیں: فہا انا فی السیاق، رسائل البلغاء ص ۲۰۳

ابن رشیق نے لکھا ہے:- وکان ابن الرومی کثیر الطیرۃ ربما اقام المدۃ الطویلۃ لا یتصرف تطیرا بسوء ما یراہ ویسمعہ حتی ان بعض اخوانہ من الامراء افتقدہ فاعلم بما لہ فی الطیرۃ فبعث الیہ خادما اسمہ اقبال لیتفاءل بہ فلما اخذ اھبتہ للرکوب قال للخادم انصرف الی مولاک فانت ناقص ومنکوس اسمک: لابقا، وابن الرومی القائل: الفأل لسان الزمان والطیرۃ عنوان الحدثان، ولہ فیہ احتجاجات وشعر کثیر۔ (عمدہ ۱ : ۴۰)

اس واقعہ کو روضات الجنات کے مصنف نے محل مذکور پر زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے۔ نیز دیکھو دیوان مرتبہ کامل گیلانی ص ۴۸۲ جہاں رسالۃ الغفران سے معرّی کی تنقید ابن الرومی کے تطیّر پر نقل کیگئی ہے۔

سمعانی نے بھی اسکے ترجمہ کے آخر میں لکھا ہے: وکان یتطیّر۔
ایک اور خصوصیت اس شاعر کی یہ تھی کہ اسکے تعلقات اپنے معاصروں سے اچھے نہ تھے اور اکثر ہجوگوئی سے وہ اپنی زبان کو آلودہ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اسکے دیوان میں ہجویات کا ایک خاصہ مجموعہ موجود ہے۔ ان لوگوں میں جنکی ہجو اس نے کہی علی بن سلیمان معروف بہ اخفش صغیر بھی تھا، وہ لڑکپن میں ابن الرومی کے تطیّر کی ہنسی اڑایا کرتا تھا، وہ علے الصباح اس کا دروازہ جا کھٹکھٹاتا، ابن الرومی پوچھتا کون ہے تو جواب دیتا: حرب بن مقاتل یا ایسے ہی اور نام، جن سے ابن الرومی فال بد لیتا اور اپنا کام کاج بند کر دیتا، آخر ابن الرومی نے اسکی ہجو لکھی؛[۱]

الا قل لنحویّك الاخفش الخ (دیوان ص۲۶۷)

مگر لوگوں کے بیچ بچاؤ کرنے سے نہ صرف یہ ہجوگوئی بند کی بلکہ تعریف بھی لکھی دیکھو دیوان ص ۲۶۵؛ اوپر کی سطروں میں صفدی کے قول کے مطابق ہجو اور مدح کا ذکر ہوا ہے۔ ابن رشیق نے اس سے مختلف ہجو دی ہے[۲]، اس سے اور دیوان کے بعض مواضع سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورین میں مہاجاۃ کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا + ابن الرومی نے بُحتری کی ہجو بھی لکھی، بحتری نے اسکو خاموش کرنے کیلئے خوب ہی طریقہ اختیار کیا، وہ یہ کہ ایک تھان کپڑے کا اور ایک تھیلی درہموں کی اسکو بھیجی اور ساتھ ہی خط میں لکھا کہ یہ ہدیہ ڈر کی وجہ سے نہیں، بلکہ اسلئے بھیجا گیا کہ بجز فقر اور حسد مفرط کے اور کوئی باعث ہجوگوئی کا

---

[۱] یہ قصہ عمدہ ۲: ۱۳۶ پر مجملاً اور روضات الجنات ۱: ۴۷۳ پر (نقلاً از صفدی) مفصلاً درج ہے۔
[۲] اس نظم کا اقتباس دیوان ص ۲۰۸ پر بھی موجود ہے۔

موجود نہ تھا ؎ شاعرٌ لا أهابُه　　نبحتني كلابُه
انّ من لا اعـزّه　　لعزيزٌ جوابُه[1]

ابن الرومی کی ہجو گوئی بالآخر اسکی موت کا باعث ہوئی، کتاب العمدہ (۱ : ۴۲)
پر واقعہ کی صورت یوں بیان ہوئی ہے کہ ابن الرومی قاسم[2] بن عبید اللہ کا ملازم
اور اسکے مخصوصوں میں سے تھا، جب قاسم کے باپ عبید اللہ کو یہ بات معلوم ہوئی اور اس نے
ابن الرومی کی ہجو بھی سنی تو قاسم سے کہا کہ میں ابن الرومی کو دیکھنا چاہتا ہوں،
فرأى رجلا لسانه اطول من عقله، فاشار عليه بابعاده، فقال: اخافه،
قال: لمرارد اقصاءه ولكن بيت ابى حيّة النميريّ:

فقلنا لها فى السرّ نفديك لا يَرُحْ　　صحيحًا والّا تقتليه فالممى

قاسم نے باپ کا مشورہ ابن فراس کو سنایا جو ابن الرومی کا سخت دشمن تھا، اس نے یہ
بات اپنے ذمہ لے لی اور ابن الرومی کو زہر آلود لوزینہ کھلایا جس سے وہ مر گیا[3]،

---

[1] عمدہ ۱ : ۷۰　[2] قاسم سلیمان بن وہب کا پوتا بیت وزارت سے تھا، بقول ابن خلکان (۱ : ۳۵۲) وہ عظیم الھیبہ، شدید الاقدام، سفاک الدماء تھا، اور چھوٹے بڑے سب اس سے ڈرتے تھے، وہ ابن الرومی کی موت کے بعد ۲۷۹ میں خلیفہ معتضد کا وزیر بنا اور ۲۹۱ھ میں تیس سے کچھ اوپر عمر پا کر فوت ہوا،　[3] ابن خلکان نے لکھا ہے کہ قاسم نے ہجو کے بعد ابن فراس کو آمادہ کیا کہ ابن رومی کو ہلاک کر دے، اس نے وزیر ہی کی مجلس میں ایک زہر آلود بسکٹ اسکو کھلا دیا، زہر کا اثر معلوم ہونے پر ابن الرومی اٹھ کر جانے لگا تو وزیر نے کہا "این تذهب؟ فقال: الى الموضع الذى بعثتنى اليه، فقال: سلّم على والدى، فقال له: ما طريقى على النار، گھر پہنچنے کے بعد وہ کچھ دن بیمار رہ کر فوت ہوا، طبیب سے بھی دوائی میں غلطی ہوئی اور جب ابراہیم بن محمد ابن عرفة الازدى (نفطويہ) نے بستر مرگ پر اس سے حال پوچھا تو اس نے جواب دیا:-

غلط الطبيب علىّ غلطة مورد　　عجزت موارده عن الاصدار
والناس يلحون الطبيب وانما　　غلطُ الطبيب اصابةُ المقدار

اسی طرح یہ قصہ شذرات میں دیا ہے (دیوان ۴۸۱) بسکٹ کے لئے جو لفظ اس قصے میں آیا ہے وہ خُشکُنانجہ ہے جو معرب خشکنانہ ہے، بقول ڈوزی یہ ایک قسم کی روٹی تھی جو مکھن، کھانڈ، بادام، یا پستہ ڈال کر بشکل ہلال بنائی جاتی تھی۔ غرض اسکو ایک طرح کا بسکٹ ہی سمجھنا چاہیئے۔

سطور بالا میں ذکر آچکا ہے کہ ابن الرومی کو مختلف اصناف سخن پر قدرت تامہ حاصل تھی ابن الرومی کے اکثر قصیدے امراء ذیل کی مدح میں ہیں :-

علی بن یحییٰ بن ابی منصور، الحسن بن عبید اللہ بن سلیمان، ابوالقاسم النوّری الشطرنجی، المعتضد، ابوالحسین القاسم بن عبید اللہ بن سلیمان بن وھب، ابن المدبّر۔

کتاب العمدہ میں اسکی شاعری پر مختلف مواضع میں رائے زنی کی گئی ہے وہاں سے لیکر بعض باتیں یہاں درج کی جاتی ہیں :-

مولّدین میں ابونواس اور اسکے بعد ابوتمام و بحتری کی شہرت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی، کہتے ہیں کہ ابوتمام و بحتری نے اپنے زمانے کے پانچسو مجید شعراء کو ماند کر دیا، انکے بعد شہرت میں ابن الرومی اور ابن المعتز کا رتبہ ہے، "واما طبقة حبيب والبحتري وابن المعتزّ وابن الرومي فطبقة متداركة قد تلاحقوا وغطّوا على مَن سواهم حتى نسي معهم بقية مَن درك ابا نواس، ...... ولم يذكر من اصحاب ابن الرومي و ابن المعتزّ الّا مَن ذُكر بسببهما في مكاتبة او مناقضة، (عمدہ ۱ : ۶۴)

ابن الرومی کی قادر الکلامی کا یہ عالم ہے کہ وہ اکثر اشعار میں ماقبل روی میں حرکت کو لازم کرلیتا ہے۔ خواہ قافیہ مطلق ہو یا مقید، (عمدہ ۱ : ۱۰۲)۔

وكان ابن الرومي يُقصد فيجيد ويطيل فيأتي بكلّ احسان وربّما تجاوز حتى يسرف وخير الامور اوساطها، وهو القائل

واذا امرؤٌ مدح امرأً لنواله ... فاطال فيه فقد اراد هجاءَه

لولم يقدِّر فيه بُعد المستقي ... عند الوُرود لما اطال رِشاءَه

(عمدہ ۱ : ۱۲۶)

ومنهم (ای الشعراء) من یجید الاوصاف کلها وان غلبت علیها الاجادة فی بعضها کامرئ القیس قدیما وابی نواس فی عصره و البحتری وابن الرومی فی وقتهما وابن المعتز وکشاجم فان هؤلاء کانوا متصرفین مُجیدین الاوصاف، (عمدة ۲ : ۲۲۶)

وقد غلب علیه الهجاء حتی شهر به فصار یقال اهجی من ابن الرومی ومَن اکثر من شئ عرف به ولیس هجاء ابن الرومی باجود من مدحه ولا اکثر ولکن قلیل الشر کثیر. (م. ق ۱ : ۱۹۴)

عموماً شعراء ہجو میں اختصار کو ترجیح دیتے ہیں البتہ جریر اس سے مستثنیٰ ہے، وہ اپنی اولاد کو کہا کرتا تھا کہ مدح کو طول نہ دو، ہاں ہجو کو طول دو، وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ہجو ہو تو سامعین کو ہنساؤ، اس مسلک میں اسکا پورا متبع ابن الرومی ہے، "فانه کان یطیل ویفحش وانا اری ان التعریض اهجی من التصریح لاتساع الظن فی التعریض وشدة تعلق النفس به والبحث عن معرفته، فاذا کان الهجاء تصریحا احاطت به النفس علما وقبله یقینا فی اول وهلة"...... (عمدة ۲ : ۱۴۰)

وفی شعره ایضا من ملیح التشبیه ما دونه النهایات التی لا تبلغ وان لم یکن التشبیه غالبًا علیه کابن المعتز[1] (عمدة ۲ : ۱۸۴)

ابن الرومی کا کلام اسکی زندگی میں مرتب نہ ہوا، تنبّی[2] اسکے اشعار کا راوی تھا،

---

[1] عمدہ ۲ : ۱۸۳ بعد پر ابن الرومی اور ابن المعتز کی بعض عمدہ تشبیہیں دیکھنی چاہئیں۔

[2] یہ قول ابن خلکان کا ہے جس نے الفہرست ص ۱۶۵ سے یہ مضمون لیا ہے۔ مگر وہاں المسیّبی لکھا ہے نہ المتنبی جس المسیّبی کا ذکر الفہرست اور کتاب الانساب میں ہے، وہ ابو عبداللہ محمد بن اسحق قاری ہے، جو بغداد میں ۲۳۱ میں فوت ہوا، اس شخص کا راوی ابن الرومی ہونا (بقیہ بر صفحہ ۵۲)

ابوبکر الصولی (محمد بن یحیی بن العباس) نے اشعار کو بہ ترتیب حروف مرتب کیا، پھر ابوالطیب وراق بن عبدوس نے سب نسخوں سے یہ کلام جمع کیا، اسکے مجموعہ میں سب مرتب اور غیر مرتب نسخوں سے ہزار اشعار زاید تھے۔ ہمارے زمانہ میں جو نسخے دیوان ابن الرومی کے موجود ہیں، ان میں سے ایک خدیویہ مصر میں ہے، دو استنبول میں ہیں اور ایک اسکوریال (سپین) میں، خدیویہ کے نسخہ سے شیخ محمد شریف سلیم نے دیوان کی ایک جلد مرتب کر کے مع مفصل حواشی کے مطبع ہلال سے ۱۹۱۷ء میں شائع کی، مگر یہ جلد صرف آخر حرف با تک ہے۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں کامل گیلانی نے استاذ عقاد کے مقدمے کے ساتھ دیوان کا انتخاب تین جز میں شائع کیا۔ اس میں جا بجا مناسب عنوانات قائم کئے گئے ہیں

آیندہ صفحوں پر جو قصیدہ ابن الرومی کا درج ہے وہ اس کے انداز کلام کو واضح کرتا ہے، متن اور اکثر حواشی شیخ محمد شریف سلیم کے اڈیشن سے ماخوذ ہیں۔

مصادر

رسائل البلغاء ص۱۰۲، رسالۃ الغفران للمعری (طبع مصر ۱۹۰۷ء) ص ۱۶۱ ببعد، کتاب العمدہ صفحات مذکورہ بالا و مواضع دیگر، کتاب الفہرست ص ۱۶۵ و ۱۵۱ و ۱۴۸ و ۱۲۹ و ۱۶۹، کتاب الانساب للسمعانی بذیل الرومی، ابن خلکان ۱: ۳۵۰، شذرات الذہب لابن عماد ۲: ۱۸۹، روضات الجنات ۱: ۴۷۳، تاریخ گزیدہ ۳۳۹، دیباچہ دیوان مرتبہ شیخ محمد شریف سلیم، دیباچہ دیوان مرتبہ کامل گیلانی۔

بقیہ صفحہ ۵۱) کچھ بعید سا معلوم ہوتا ہے اور کسی المسیبی کا حال معلوم نہیں، اسلئے ابن خلکان ہی کی روایت اختیار کی گئی ہے۔ ۱؎ ندیم راضی و مکتفی و مقتدر، وہ ۳۳۰ھ تک زندہ رہا، اس کے بعد بصرہ میں بحالت استتار فوت ہوا۔

استعطاف

القاسم بن عبيد الله

أيها القاسم القسيم[1] رواءً * والذي ضمَّ ودُّه الأهواءَ

والذي ساد غير مستنكر السؤ * ددِ في الناس واعتلى كيف شاءَ

قمر نجتليه[2] ملءَ عيونٍ * وصدورٍ براعةً وضياءَ

لم يزل يجعل المساءَ صباحًا * كلّما بُدِّل الصباحُ مساءَ

قتل اليأسَ[3] وهو مستحكم الأمـ * ـرِ وأحيا المطامعَ الأنضاءَ

وارتضاه الأمير حين رآه * وارتأى[4] فيه رؤيةً وارتياءَ

قال رأس الرؤوس لما رآه: * وصف البدرُ نفسه لا خفاءَ

بشّر البرقُ بالحيا وسنى الصُّبـ * ـحِ بأن يقلب الدجى أضواءَ

كلُّ شيء أراه منك بشيرٌ * صدّق اللهُ هذه البشراءَ

وإذا ما مخابرُ الناس غابت * عنك فاستشهدِ الوجوهَ الوضاءَ[5]

١ الحسن منظرا. ٢ اجتلاء = to observe

٣ lit. strong despair and lean hope

٤ ارتأى فى الامر = نظر فيه يعنى اعجبه منظره وراقه مخبره.

٥ جمع الوضئ = الحسن الجميل.

قال بالحقّ فيه ثم اجتباه * واصطفاه و ما أساء اصطفاءَ
فغدا يوسع الرّعيّة عدلًا * غيرَ أنّي لقيت منه اعتداءَ

* * *

أجميلٌ بك اطّراحي وقد قدّمتُ في رأيك الجميل رجاءَ؟
وليَ الطّائرُ السعيدُ الذي كا * ن بريدًا ابدَولةٍ زهراءَ[1]
ما تعرّفتَ مذ تعيّفتَ[2] طيري * غيرَ نعماءَ ظاهرتْ[3] نعماءَ[4]
ثم أدنيتني فزادك يُمني * من أميرٍ مُؤيَّدٍ إدناءَ
وتناولتني ببِرٍّ فبرّتـ * ـك يدُ الله ثرّةً بيضاءَ[4]
وكذا كلّما نويتَ لِمولا * ك مزيدًا أُوتيته والهناءَ[5]
أنا مولاك أنت أعتقتَ رِقّي[6] * بعد ما خِفتُ حالةً نُكراءَ[7]
فعلامَ انصرافُ وجهك عنّي * وتناسيك حاجتي إلغاءَ؟

* * *

كان يأتيني الرّسولُ فيُهدي * لي سُرورًا ويكبِتُ الأعداءَ[8]

---

[1] والمعنى انّي ميمون النقيبة عليك اذ كانت لك بسببي دولة سنية ٭

[2] تعيّف = He practised عِيافة i,e, auguration from birds etc

[3] عاونتْ ٭

[4] فاحسنتْ اليك نعمة من الله كثيرة الخير كالعين الثرّة الغزيرة الماء ٭

[5] مع الهناء ٭ [6] حرّرتني ٭ [7] منكرة ٭ [8] يخذل ٭

فقطعت الرّسول عنّي ضنًّا | باتّخاذيه مفخرًا[1] وبهاء
إن أكن غير محسنٍ كلّ ما تطـ | ـلب إنّي[2] لمحسنٌ أجزاء[3]
فمتى ما أردت صاحب فحصٍ | كنت ممن يشارك الحكماء
ومتى ما أردت قارض شعرٍ | كنت ممّن يساجل الشعراء
ومتى ما خطبت[4] منّي خطيبًا | جلّ خطبي[5] ففاق بي الخطباء
ومتى حاول الرسائل رسلي[6] | بلّغتني بلاغتي البلغاء
غير أنّي جعلت أمري الى صفـ | ـحك عن كلّ عورةٍ إلجاء

* * *

انت ذاك الذي اذا لاح عيبٌ[7] | جعل السّتر دونه الإغضاء
انا عارٍ من كلّ شيءٍ سوى فضـ | ـلك (لازلت كسوةً وغطاء!)
ولقائي إيّاك ماء الحياتيـ[8] | ـن فلا تقطعنّ عنّي اللّقاء
سمني الخسف كلّه أقبل الخسـ | ـف بشكرٍ ولا تسمني الجفاء
ليس بالنّاظرين صبرٌ عن الوجـ | ـه الذي يجمع السّنى[9] والسّناء
منظرٌ يملأ القلوب مع الأبـ | ـصار نورًا ويضرح[10] الأقذاء

* * *

[1] فخرا وجمالا ؛ [2] يعني فانّي ؛ [3] اي بعضه ؛ [4] طلبت ؛
[5] جلّ امري فعلا بي على الخطباء ؛ [6] ترسّلي في الكتابة ؛
[7] غطّاه بالاغضاء عنه ؛ [8] دنیا اور آخرت کی زندگی ؛
[9] روشنی اور رفعت ؛ [10] يبعد وينحّي ؛

ليت شِعرى عن الِفرَاسِىّ والزّجّا[١][٢]	*	ج هل يرَعيان منّى الإخاءَ	
فيقولان: إنّ[٣] موضِعَ مولا	*	ك عَمِيرًا أَشَفُّ منه خلاءَ	
يا لقومى أأَثقلَ الأرضَ شخصى؟		أم شكتْ من جفاءِ خَلقى امتلاءَ؟	
أنا مَن خفَّ واستدقَّ فما يُثـ	*	ـقِلُ أرضًا ولا يسدُّ فضاءَ	
إن أكُن عاطلًا لديك من الآ	*	لاتِ (حاشاك أن تجوِّرَ غبَاءَ[٤]!)	
فَلأكُن عُوذَةً[٥] لمجلِسك المو	*	نِقِ أردُد عينَ الرّدى عمياءَ	
أنا مولاك بالمحبّة والميلِ		فحمِّل عوائِقى الأعباءَ	
وأنا المرءُ لا يُحمَّلُ إلّا		شُكرَ آلائكم أوِ الآلاءَ	
*	*	*	
أَدنِ شخصى اذا شدَت لك بُستا[٦]	*	نُ وغنّت[٧] غِناءَها غنّاءَ	

١ وزیر قاسم کا جلیس اور بظاہر ابن الرومی کا دوست تھا مگر اسی نے بالآخر ابن الرومی کو زہر دی +

٢ یعنی ابو اسحاق ابراهیم بن محمّد الزّجاج النحوی، جو عبیداللہ بن سلیمان کا مصاحب اور اس کے بیٹے قاسم کا اُستاد تھا +

٣ معنى العبارة: ان موضعى حين اشغله اكثر اظهارًا للما فيه منه لو كان خاليًا منّى، عميرًا = عامرًا +

٤ اصل میں غَبًا بمعنی غباوة ہے، ضرورت شعری کے لئے ممدود ہوا + ٥ الرُّقْية + ٦ عَلَم مغنية +

٧ یعنی بحالیکہ وہ ظبیۂ غنّاء ہے، الغنّاء الّتى تخرج صوتها من خياشمها +

فاستشارت من اللحود المغنيـ * ـن فأضحى أمواتهم أحياء

يا لإحضارها[١] مع ابن سريج * معبدا[٢] والغريض[٢] والميلاء[٣]

وتلتها عجائب[٤] فتغنت * مشبهات اسمها صبابا[٥] ولاء[٦]

فحكت هذه وتلك يمينـ * ـك اذا ما تبارتا[٧] إعطاء...

ذا ولا تنسني اذا نشر البسـ * ـتان أصناف وشيه وتراءى[٨]

وحكتك الرياض في الحسن والطيـ * ـب وإن كان ذاك منها اعتداء[٩]

وتغنى القمري[١٠] فيها أخاه * وأجابت مكاءة مكاء...

بقعة لا تني[١١] تفاخر عطا * را وتشجي[١٢] بوشيها وشاء...

* * *

وهو قربي[١٣] اذا شرعت على * دجلة في ظل ليلة قمراء

---

١ احضارها اياهم تمثيلها لاصواتهم +

٢ مشہور مغنیوں کے نام + ٣ ایک مشہور گانے والی عورت کا نام +

٤ اغانی تشبه اسمها یعنی اتت بالعجائب من الاغانی +

٥ الخیار من الشیٔ + ٦ ای متابعة بدون انقطاع +

٧ تباری = compete + ٨ to show one's self

٩ زیادتی، اسلئے کہ تم سے مشابہت اس کے لئے ناممکن ہے +

١٠ ملک مغرب کا ایک سفیدی مائل، بھورے رنگ کا پرندہ، جو جسامت میں بلبل کے برابر ہوتا ہے اور بہت سُریلی آواز سے چہچہاتا ہے (ڈوزی) +

١١ از ونی ینی to be slow in + ١٢ تطرب + ١٣ واحب +

وحكت دجلة انهلالك بالنا	*	ئل والعلم واكتست لألاء
وأعارت هواء دارك ثوبا		من نداها فكان ماء هواء
فحكى منك نعمة الخلق النا	*	عم فى كل حالة إثناء ....
*	*	*
وادكرنى اذا استترت سحابا		ذات يوم عشية او ضحاء
فتعالت فوارة تحسد الخضـ	*	راء إغداق مائها الغبراء
كلما أخلفت سماء زمانا		خلفت فيه ديمة هطلاء
سحسحت ماءها على كل أرض		بعد ما صافحت به الجوزاء
فحكت كفك التى تخلف المز	*	ن علينا فتر غم الأنواء

ا انصبابك + ٢ exultation, complete joy +

٣ moisture +

٤ ما احسن قوله ماء هواء فى تمثيل رقة الهواء البليل +

٥ فمثل هذا الهواء البليل ترفه خلقك الناعم فى جميع الاحوال مدحا لك +

٦ یعنی اس فوارے کے ذریعے جس کا ذکر آتا ہے +

٧ فارتفعت بمائها +

٨ تحسد السماء الارض لكثرة مائها + ٩ لم تأت بالمطر +

١٠ عوضت من المطر الفاقد مطرا متتابعا +

١١ poured forth + ١٢ مراد فوارے کے بلند اٹھنے سے ہے +

وتأمّلْ إذا لحظتَ بعينيـ * ـك صِحانًا[1] لا تعرفُ الإنتهاءَ

وحكتْك الصِّحانُ[1] في سَعةِ الصد * رِ وإن كان صدرُك الدَّهناءَ

جعل اللهُ كلَّ ذاك فِداءً * لك إن كان للفداءِ كِفاءَ[2]

لو بذَلنا فِداءَك الشمسَ والبد * رَ لقال الزمانُ زِيدُوا فِداءَ

* * *

لا تجاهلْ[3] هناك يا من أبَى * اللهُ عليه أن يُشْبِهَ الجُهَلاءَ

دُشْنُ[4] عِلمي إذ ذاك بالحسنِ المو * قعِ مما يُروِي القلوبَ الظِّماءَ

وارتفاعي عن الجُفاةِ المُسوّيـ[5] * ـن بشدوِ المُجيدةِ الضَّوضاءَ

مُوجِبٌ أن أكونَ أدنى جليسٍ * لك أعلو بحقّيَ الجُلساءَ

* * *

أرَكيكًا رأيتَ عبدَك، صِفرًا، * لا جَنًى فيه؟ أم جنًى شَنعاءَ

لا تدعْ مَغرِسَ الكريمِ من الغرْ * سِ خلاءً، مِن الكريمِ قَواءَ[6]

[1] از روے لغت صحن کی جمع صحون ہے نہ کہ صحان ۔

[2] = مکافئا (sufficient).

[3] لا تتجاهل، ای لا تتظاهر بالجهل ۔

[4] مجالس مذکورہ میں مناسب اور موزوں باتوں کے متعلق میرا علم اہل مجلس کے لئے مفید ہے، لہذا میری حاضری ان میں ضروری ہے ۔

[5] those who equate sweet music with noise

[6] القواءُ المُقفِرُ (desert).

أينَ مثلي مُفاتِشٌ لكَ؟ أم أيـ * ـنَ نديمٌ تعُدُّه[1] نُدماءَ

شَهِدَ اللهُ والموازينُ[2] والقِسـ[3] * ـطُ جميعاً شهادةً[4] إمضاءَ

أنّ رأيي لذو الرجاحةِ وزناً | دَعْ يميني وزِنْهُ والآراءَ

أنتَ شهمٌ[5] مُحصِّلٌ[6] فاترُكِ الأسـ[7] * ـماءَ للبُلْهِ واكشِفِ الأنباءَ

ما تقصّيتَ[8] ما لديَّ ولا استقـ * ـصيتَ فاجعلْ إقصاءَكَ[9] استقصاءَ

وانتبِهْ لي من رقدةِ المُلكِ تعلمْ | أنّ للهِ معشراً عُلماءَ

وتذكّرْ معاهِدي[10] إنّكَ المر * ءُ الذي ما عهِدتُهُ نسّاءَ

وارعَ لي حُرمةَ المودّةِ والخِد * مةِ والمدحِ تُعجِبُ الكُرماءَ

وجديرونَ[11] بالرعايةِ قومٌ | جعلتهم رُعاةُ مُلكٍ رُعاءَ

قد تجرّعتُ من جفائكَ لمّا | سُمتَني ذاكَ شربةً كدراءَ

---

١ اکیلا کئی ندیموں کے برابر ہے +

٢ symbolical for means of doing justice

٣ العدل + ٤ شهادة مُنفَذَةً + ٥ learned + ٦ sharp-minded

٧ یعنی لوگوں کے اسماء والقاب احمقوں کے لئے چھوڑ دو اور اُن کی حقیقت کی تحقیق کرو +

٨ ما بلغت الغاية في اختبار ما عندي (الفعلان بمعنى واحد) +

٩ فاجعل ابعادك لي عنك تطلّبا لمعرفة ما عندي +

١٠ جمع معهد وهو المنزل المعهود به الشيء والمقصود مواقفي الحسان +

١١ راعیانِ مُلک یعنی ملوک جن کو راعی (حاکم) بناتے ہیں اُن پر رعایت کا حق ادا کرنا واجب ہے +

ولقد يَقْلِبُ الكريمُ من السا * داتِ نَعْماءَ عبدِهِ بأُساءَ

ظالِمًا او مُقَوِّمًا[1] ثم يَرْعا[2] * ه ويَقضي حُرِّيَّةً وحَياءَ ⊗

فاذا زالتِ المَسَرَّةُ عادتْ * و اذا ما تَحَسَّرَ[3] الظِّلُّ فاءَ

* * *

فلماذا أَرى[4] هُناكَ صِفاتي * أَصفِيائي؟ (عَدِمتُهم أصفِياءَ!)

انّما كانَ حقُّ مِثلي أن يُر * حَمَ (لاقوا أعداءَهم رُحماءَ!)

بل رَأَوا رحمةَ الأعادي لاقوا * هُم مِلاءً[5] بحَسْفِهِم ⊗ أوفِياءَ

وجزاهم[6] ربُّ الجزاءِ على ذ * لك ما يُشبِهُ اللئيمَ جزاءَ

مَعْشَرٌ كنتُ خِلتُهم قبلَ بَلْوا[7] * يَ أوِدّاءَ صَفْوةً أَصدِقاءَ

صادَفوا نكبتي فكانت لديهم * للقلوبِ المِراضِ منهم شِفاءَ

وأظنّوك أنّ ذالك وفاءُ * من مَوالٍ يُصَحِّحُون الوَلاءَ

فبَدا منهم بَلاءٌ[8] ذميمٌ * أشبعوه خِيانةً ورِياءَ

---

[1] عبد کو سیدھا کرنے کے لئے، اس کی اصلاح کی غرض سے +

[2] بعد ظلم و تقویم رعایت عبد کی طرف عود کرتا ہے جو تقاضا سے حُرّیت و حیا ہے +

[3] اذا تقلّص الظّلّ امتدّ +

[4] طعنًا فيّ +

[5] ممتلئين بظلمهم +

[6] ليس يكفي جزاء اعدائهم بل يجزيهم الله تعالى بالجزاء اللائق باللوءماء +

[7] محنتی +

[8] تکلیف +

ماأتى منهم نذيرٌ بغيب	فتلقّى هناك داءٌ دواءً
لا ولاجاء بعد ذاك بشيرٌ	برضنًا ثابتٍ يُقيمُ الذّماءَ
لا ولاجاء بين ذاك وهذا	مُترثٍّ يُعلِّلُ الحوباءَ
لم يُقاسُوا ولم يُواسُوا خليلاً	سَوءةً سَوءةً لهم سوءاءَ!

مَنَعُوا خيرَهم ولا تأمنِ الضّرَّ من المانعين منك الجدّاءَ *

فأتى شرُّهُم على كلِّ بُقيا	(لا لقُوا من مُلِمَّةٍ إبقاءَ!)
خلفوُ نى خلافةَ الذّئبِ فى الشا	ء وكانوا فى جهل حقّى شاءَ
وإذا ما حماك عودٌ جناهُ	فاخشَ من حدِّ شوكِه أنكاءَ
وكأنّى غدًا أراهم وكُلٌّ	يَنشُرُ العُذرَ طاويًا شحناءَ
سَعَرَ اللهُ فى الجو انح منهم	سَعرةَ النار تلكمِ البغضاءَ!

ا؎ حاصل: اصفیاء نے مخاوف مغیّبہ کی اطلاع تک نہ دی کہ داء کے لئے دواء تیار کیجاتی +

۲؎ برد البناء وحنا بعد إشرافها على الخروج، (الذّماءُ بقيةُ النفس) +

۳؎ من رثى الميت وعدّد محاسنه + ۴؎ جان + ۵؎ لم يكابدوا الهموم +

۶؎ الجدى العطيّة،

۷؎ أتى على to ruin ، ۸؎ كالغنم يلهما +

۹؎ اگر ٹہنی نے پھل تم سے بچائے رکھا ہے، تو اس کے کانٹوں کے زخموں سے ڈرو +

۱۰؎ الأنكاء جمع نكء از نكأ

القُرحةَ = to take off the scab of a wound + ۱۱؎ عداوت +

۱۲؎ يعنى سعّر اللهُ البغضاء فى جوانحهم كما تشعل النار +

لاعدتهم[1] هناك هاتيك نارًا	⊗ وأصابت من شخصي الإخطاءَ!
حرّقتهم وأرّقتهم ولا زا *	لت وبالًا عليهم ووباءَ!
رتعوا في وخيمة[2] الغيب ⊗ منّي	لا تلقّى من ارتعاها مراءَ[3]!
أظهروا للوزير جهلًا وغدرًا	⊗ وعماهم[4] يراهم أدباءَ
فجلوا عورةً لطرفٍ جليٍّ	⊗ حسبوا شمسه تغشّت عماءَ[5]
جعلوا العبد[6] كفءَ مولاه[7] فانظر	هل ترى اهم لعاقلٍ أكفاءَ؟
ما تعدّوا بذاك أن وزنوني	بل، ضلّت عقولهم، عقلاءَ[8]
غفلةً فوق غفلةٍ ثم سهوًا	فوق سهوٍ (عدمتهم أذكياءَ!)
فلهم لائمون فيما أتوه	ورأوه (لا يعدموا اللوماءَ[9]!)
خذلوني وطأطؤوا[10] البدر جهلًا	⊗ وتظنّوه يخبط[11] الظلماءَ
لا عفا الله عنهم بل عفاهم[12]	وروى العفو عنهم لا العفاءَ[13]

[1] یہ آگ (مجھ سے دور!) ان کو جلا دے +

[2] (detraction) having an unhealthy unpleasant consequences

[3] to be wholesome (food) بجائے مراءة (از مرأ الطعام او مرئ او مرؤ)

[4] هم لعماهم يظنون انفسهم أدباء +

[5] entered a dark cloud (العمّاء السحاب الاسود) [6] مراد خود شاعر سے +

[7] مراد ممدوح سے [8] ذهبت عنهم عقولهم هؤلاء الذين يدّعون انهم عقلاء [9] اللوّم +

[10] lowered [11] يمشي في الظلام، يعني انه في عماية +

[12] erase their traces [13] الدروس والهلاك +

مَا أَلَاكَ[1] الإِخْوَانُ. كَلَّا بَلِ الخُوَّانُ (قَاسُوا[2] أَمْثَالَهُمْ خُلَطَاءَ!)

* * *

آفَتِي فِيكَ أَنْ رَأَيْتَ مُحِبًّا | لَا يَرَى[3] عَنْكَ بِالغِنَى اسْتِغْنَاءَ
لَا تَطَاوَلْ[4] بِحُسْنِ وَجْهِكَ وَالدَّوْ | لَةِ وَاذْكُرْ مِنْ شَانِئِيكَ[5] الفَنَاءَ
وَاحْتَشِمْ أَنْ يَرَاكَ مُعْطِيكَ[6] مَا أَعْـ | ـطَاكَ تَجْزِي نَعْمَاءَهُ خُيَلَاءَ
وَارْتَفِعْ أَنْ يَرَاكَ تَكْسُو الفَتَى الحُرَّ | إِذَا مَا مَلَكْتَهُ الإِزْرَاءَ[7]
إِنَّ مِنْ أَضْعَفِ الضِّعَافِ لَدَى اللّـٰ | ـهِ قَوِيًّا يَسْتَضْعِفُ الضُّعَفَاءَ
وَلِأَهْلِ العُقُولِ فِيهِ رَجَاءٌ[8] | وَعَزَاءٌ يُقَاوِمُ[9] العَزَّاءَ
وَتَعَلَّمْ مَتَى حَمَيْتَ[10] عَلَى عَبْـ | ـدِكَ تِلْكَ المِيَاهَ وَالأَكْلَاءَ[11]
أَنَّ لِلّٰهِ غَيْرَ مَرْعَاكَ مَرْعًى | يَرْتَعِيهِ وَغَيْرَ مَائِكَ مَاءَ
وَتَيَقَّنْ مَتَى جَنَيْتَ عَلَى عَبْـ | ـدِكَ ضَيْمًا وَضَيْعَةً[12] وَعَنَاءَ
أَنَّ لِلّٰهِ بِالبَرِيَّةِ لُطْفًا | سَبَقَ الأُمَّهَاتِ وَالآبَاءَ

* * *

(١) ما تركوك. (٢) بلاهم الله بخلطاء سوء مثلهم! (٣) لا استغنى عنك مهما كنت غنيا. (٤) لا تطلب قهرى وغلبتى. (٥) يقصد بتذكر فناء شانئيه ان حسن الوجه وعزة السلطان من الاعراض الزائلة عنه. (٦) هو الله تعالى. (٧) الاحتقار. (٨) حسن الصبر. (٩) يحتمل الشدائد (العزاء السنة الشديدة). (١٠) منعت العبد. (١١) الاعشاب. (١٢) الضيعة = التلف.

قد أطلتُ العتابَ جدًّا وأكثر * تُ فضولي[1] لكنّ لي شُركاءَ

مَن دعاني إلى الذي كان منّي * فهو مثلي جليّةً[2] لا امتراءَ

انا ذو القصدِ[3] غيرَ أنّي متى آ * نستُ جورًا رأيتَ لي غُلواءَ[4]

والحليمُ العليمُ مَن يُحسِنُ الإيـ * ـقادَ بدءًا ويُحسِنُ الإطفاءَ

والطبيبُ اللبيبُ مَن يُتبِعُ الدا * ءَ دواءً يشفيه لا الدّاءَ داءَ

وعسى قائلٌ يقول بجهلٍ * انّما يطلُبُ الغِنى والغِناءَ[5]

ولهذينِ مطلبٌ عند قومٍ * لستُ أُلفَى[6] لرحلِهم غشّاءَ

والغِنى واسعٌ بكفّي جوادٍ[7] * يرزقُ الأغنياءَ والفقراءَ

لي خمسون صاحبًا لو سألتُ الـ * ـقوتَ فيهم ألفيتُهم سُمَحاءَ

أتُرى كلّ صاحبٍ لي منهم * يمنعُ الشهرَ[8] بُلغتي إجراءَ

ليَ في درهمين في كلّ شهرٍ * من فئامٍ[9] ما يطرُدُ الحَوجاءَ[10]

والغِناءُ الشديدُ شدوًا وضربًا * سَحنةٌ[11] قد ملأتُ منها الإناءَ

---

١ الفضول الزيادات ۔ ٢ اى حقيقة واضحة لا كذبًا ۔

٣ صاحب الاعتدال فى الامور ۔

٤ غُلُوًّا ومجاوزة للحدود ۔ ٥ سماع الغناء ۔

٦ لا اكثر غشيان مساكنهم ۔ ٧ الله تعالى ۔

٨ يمنع اجراء ما أتبلّغ به من العيش فى الشهر ۔

٩ الفئام الجماعة من الناس ۔ ١٠ الحاجة ۔

١١ نعمة قد شبعتُ منها ۔

وحسبی عِرفانُ[1] آلِ بُنانٍ[2] | وبُنانٌ شِربًا[3] مَعینًا رَواءَ
ظَلتُ عشرًا[4] كوامِلاً فی مَغانیه أُغنّی وأسمعُ الأنحاءَ
فلیقُم كاشحی بنقضِ الذی قلتُ وإلّا فلیُطرِقِ استحیاءَ
أو فرغمًا له هناك ودَغمًا[5] | ألحمَ اللهُ أنفه البَوغاءَ[6]
لا تُقَدِّر بحسن وجهك صیدی[7] | بعدَ نفری كما تصیدُ الظِباءَ
صِدْ بذاك الّتی تصیدُ ها وبها | ت تصیدُ المُصَمِّمَ الأبّاءَ[8]
أنا لیثُ اللیوثِ نفسًا وإن كنتُ بجسمی ضئیلةً[9] قشاءَ
إننی إن نفرتُ أمعنتُ فی النفر ومثلی عمّن تناءی[10] تناءی
لستُ باللُّقطةِ[11] الخسیسةِ فاعرفْ | لِیَ قدری واسألْ به الفُهَماءَ
وانتفِع بالعُلا بذهنك واذمُمْ | كلَّ ذهنٍ لا ینفعُ الذُّهناءَ[12]

[1] معرفۃ ۔

[2] ظاہرا مراد مشہور مغنی سے ہے جس کا ذکر اغانی ج ۸ ص ۱۷۶ ببعد و ۱۷۸ و ۱۸۴ و ۱۸۶ پر ہے اور جو خلیفہ منتصر و معتز کے عہد میں تھا ۔

[3] الشرب مورد الماء، المعین الماء الظاهر الجاری، الرّواء الكثیر المروی ۔

[4] دس راتیں ۔ [5] الدغم كسر الانف الى باطن، یہاں اتباع رغم کے طور پر آیا ہے ۔ [6] التراب، الحمها الله انفه ای امكنها منه حتّی تسدّه ۔

[7] لا تجعل حسن وجهك شركا لان تصیدنی كما تصید الغزلان ۔

[8] كثیر الامتناع ۔ [9] کوڑیالا سانپ ۔ [10] تباعد ۔

[11] ما التقط ۔ [12] جمع ذہن کی بمعنے الفطناء ۔

قد بغى قبلك الدّعيّ[1] فلم أحـ * ـفل بأن كان باغياً[2] بغّاءَ
بل تصبّرتُ وانتظرتُ من اللّـ * ـه نآداً[3] تصيبه دهياءَ[4]

فاعتبرْ بابنِ بُلبُلٍ إنّ فيه * عبرةً لامرئٍ أعدّ وِعاءَ[5]
والعلاءُ بن صاعدٍ قبلَ هذا * قد حمى[6] دون رائدي الأحماءَ[7]
فارمِ بالطّرف شخصه هل تراه؟ * وادعُهُ الدهرَ هل يجيب دُعاءَ
ليس[8] إلّا لأنّني كنتُ شمسًا * قابلتْ منه مُقلةً عشواءَ
فأرانيه ناصري[9] وأباه[10] * (ولله الحمد) مُثلةً[11] شوهاءَ[12]
أنا عبدُ الإنصاف قِرنُ[13] التعدّي * فاسلُكِ القصدَ بي وعدِّ العداءَ[14]
أنا ذو صفحتين ملساءَ حسنا * ءَ وأخرى تمسُّها خشناءَ
خاشعٌ تارةً وجبّارٌ أخرى * فتراني أرضًا وطورًا سماءَ
لا بحولٍ ولا بقوّةِ ركنٍ * غيرَ لُبسى تجلّداً[15] وحياءَ
أنا جَلْدٌ على عِنادِ الأحاظي[16] * وأبيٌّ أن أرأمَ[17] النكراءَ

---

[1] المتّهم فی نسبه، مراد اسماعيل بن بلبل سے ہے ۔
[2] ظالما شديد مخالفة الحق ۔ [3] الداهية ۔ [4] الشديدة ۔
[5] vessel, jar, bag for provisions ۔
[6] منع ۔ [7] جمع حمى ۔ [8] ليس هلاكه الّا لانه جحد فضلي مع ظهوره ۔
[9] هو الله تعالى ۔ [10] ارانى اباه ۔ [11] ما يُمثّل به ۔ [12] قبيحة ۔
[13] كفؤ ۔ [14] ظلم چھوڑ دے ۔ [15] قوّت وشدّت ۔ [16] الاحاظي جمع احظٍ (جمع حُظوء = حظّ) luck، lot. [17] أرأم الشيء احبّه، النكراء الامر المنكر ۔

فمتى شئتَ فامتحِنّى وأَوْلَى | بكَ عفوٌ يُقابِلُ استعفاءَ ⊗

انا ذاك الذى سقته يدُ السُّقْـ * ـمِ كُؤوساً منَ المُرارِ[1] رواءَ

ورأيتُ الحِمامَ فى الصُّوَرِ الشُّنْـ * ـعِ وكانت لولا القضاءُ قضاءَ[2]

ورماه الزمانُ فى شِقّةِ[3] النفـ * ـسِ فأصمى[4] فؤادَه إصماءَ ⊗

وابتلاه بالحُسرِ فى ذاك والوحـ * ـشةِ حتى أَمَلَّ[5] منه البلاءَ ⊗

وأكلتُ[6] الشبابَ بعدَ رضاعٍ | كان قبلَ الغذاءِ قِدماً غذاءَ[7]

* * *

كلُّ هذا لقيتُه فأبت نفـ * ـسى إلّا تعزُّزاً لا اختشاءَ[8]

وأَرى ذِلّتى[9] شريكَ هوانى | وذُنوبى يزيدُ فى إقصاءَ

ومتى ما فزعتُ منك الى الصبـ * ـرِ فناديتُه أجابَ[10] النداءَ

ومتى ما دعوتُ ربّى على الدهـ * ـرِ وظلمِ الخطوبِ لبّى الدُّعاءَ

وإباءُ الهوانِ عدوى أتتنى | منكَ والعبدُ يقبلُ الإعداءَ

---

[1] تلخی سے سیر، المرار ایک تلخ درخت + [2] ہلاکت +

[3] شِقّۃ الشیء، half of a thing، مراد ناحیہ نفس سے ہے +

[4] رماہ فاصماہ قتلہ مکانہ +

[5] املّ الزمانُ البلاءَ منہ + [6] I lost it

[7] غذا سے پہلے میں اس شباب کا دودھ پیتا تھا یعنی شباب میرا تمام تھا + [8] الخوف +

[9] my self-abasement [10] responded. +

أنت علّمتني إباءَ الدّنايا	يا مَلِيكِي! فما أسأتُ الأداءَ[١]
وعزيزٌ عليّ أن قلتُ ما قلـ	ـتُ ولكن حرّقتني إحماءَ[٢]
أنت شجّعتني على الصّدقِ في القو	ل وأركبتَ جنبيَ العوصاءَ[٣]
قد نفثتُ الأدواءَ[٤] نفثَ وليٍّ	والعدوُّ المكبِّنُ الأدواءَ ⊗
أنت أعلى من أن تُقوّلَ أعدا	ءَكَ قولا يُضرّبُ الأولياءَ[٥]
إنّ وزني في الرّأيِ وزنٌ ثقيلٌ	فاسئلِ الرّأيَ عنه لا الأهواءَ
يا جوادًا هجا مديحيهِ[٦] بالحر	مانِ مَا اسطاعَ[٧] لا تكنْ هجّاءَ
إنّ بخسَ[٨] الثوابِ إن دامَ ظلمًا	قلّبَ المدحَ ذاتَ يومٍ هجاءَ
ليسَ[٩] مِن قائلِ المديحِ ⊗ ولكن	مِن أُناسٍ تدعوهمُ الغوغاءَ
أو مِن المنكرين وعظَ المحـ	ـقّين وإن لم يُلقّبوا شعراءَ
وبرغمي هناك تسمعُ أُذنا	يَ ولكن مَن يضبطُ الدّهماءَ[١٠]...

[١] يعني اداء فعل اباء میں + [٢] to make hot +

[٣] يَركبُ العوصاءَ، embarks on a difficult undertaking +

[٤] جمع داء کی - بیماریاں، میں نے دوست کی طرح دل کی بات کردی ہے - وہ دشمن ہوتا ہے جو دل کا بُغض چھپاتا ہے +

[٥] you are above imputing to enemies statements injurious to friends.

[٦] مدحی ایّاہ + [٧] اسطاع = استطاع +

[٨] withholding of reward. +

[٩] لیس الهجاء المذکور منّی + [١٠] العدد الکثیر +

* * *

وَلَحَى اللهُ مُسْمِعًا لِىَ فِيكُم ⊗ يَتَوَخَّى[1] بِمُسْخِطٍ إِرْضَاءَ

وَلَمَا سَرَّ جَائِعًا رِفْدُ كَفٍّ ⊗ أَطْعَمَتْهُ مِن شِلْوِهِ[2] أَعْضَاءَ

لَو سِوَاىَ اسْتَمَالَ مَالَ إِلَيْهِ ⊗ وَلَأَلْفَى لِنَارِهِ حَلْفَاءَ[3]

لَكِنِ اللهُ شَاهِدٌ أَنَّ نَفْسِى ⊗ تَمْنَحُ السَّيْفَ عِندَ ذَاكَ انْتِضَاءَ

* * *

لِىَ عَيْنٌ هَوَاىَ[4] فِيكُم يُرِيهَا ⊗ مَن جَلَاهَا بِلَومِكُم إِقْذَاءَ

وَجَمِيلُ[5] الْمَقَالِ فِيكُم وَحَظِّى ⊗ مِن جَدَاكُم مِمَّا أَرَاهُ سَوَاءَ

وَأَرَى[6] حَرَّ أَن تَلُومُوا حَرِيقًا ⊗ وَأَرَى حَرَّ ظُلْمِكُم رَمْضَاءَ

فَاظْلِمُوا جُهْدَكُم فَلَن تَسْتَطِيعُوا ⊗ أَبَدًا أَن تُوَغِّرُوا[7] الْأَحْشَاءَ

رَسَخَ الْحُبُّ فِى عِظَامِى وَجَارَى ⊗ فِى عُرُوقِى مِن قَبْلِ ذَاكَ الْغِذَاءَ

وَمِنَ الْجَوْرِ أَن تُجَازَى يَدٌ[8] بَيْـ * ـضَاءُ مِن مُخْلِصٍ يَدًا[9] سَوْدَاءَ

---

١ يقصد بمغضب من الكلام ارضائى ۔

٢ lit. limb of his body, here body ٣ alfa (plant)

٤ my love for you makes my eye see him who removes the motes from it by dispraising you, as if he were casting motes into it.

٥ praising you is to me identical with receiving gifts from you.

٦ تم کو ملامت کریں تو جلتا ہوں اور تمہارے ظلم سے بھی جلتا ہوں ۔ الرمضاء سخت گرم زمین ۔

٧ تغروها على الحقد عليكم ۔ ٨ نعمت وخير ۔ ٩ كفران وشر ۔

كم أُعَنَّى فلا أُسِيءُ عِتابا * كم أُمَنَّى فلا أُسِيءُ اقتِضاءَ

فاستِوائي[1] إذا رأيتُ استِواءً * والتِوائي إذا رأيتُ التِواءَ[2]

أين عنّي[3] سعادةٌ من سعيدٍ * جِدُّكم؟ لا برِحتُمُ سُعَداءَ!

أين عنّي سلامةٌ من سُلَيما * نَ تقيني بَدِيعُها[4] أن أُساءَ

أين عنّي قَسْمُ[5] الوزيرِ أبي القا * سِمِ أخرارَ[6] مالِهِ أنصِباءَ[7]

أين عنّي إحسانُ صِنْوَينِ[8] قَدّا الـ * ـحُسنَ قَدًّا تَسَمِّيًا واكتِناءَ[9]

ما تَوَهَّمتُ أنّ حقّي عليكم * آلَ وَهْبٍ يُجَشِّمُ استِبطاءَ[10]

يا ابنَ مَن[11] لم يزلْ يَخُوضُ لِوِزارا * تِ ومِن قبلِ ذلك الوُزَراءَ

قد مَضَى أكثرُ الشِّتاءِ وجاء الصَّيـ * ـفُ يَحْدُو فلا تَزِدْهُ التِظاءَ[12]

يا عليمًا بما أُكابِدُ فيه * لا تُعاوِنْهُ إنّ فيه اكتِفاءَ

أنا راجٍ جميلَ رَدِّكَ[13] إيّا * هُ فلا تجعلَنَّهُ إغراءَ[14]

---

۱ سیدھا ہونا ۔ ۲ ٹیڑھا ہونا ۔ ۳ این ذهبت عنّی ۔ ۴ بوقایتها ۔

۵ distribution ۔ ۶ best parts of his wealth ۔

۷ جمع نصیب کی ۔ ۸ two brothers، بظاہر مراد فراسی اور زجاجی سے (دیکھو ص ۵۶)

۹ حسن کو اپنے ناموں اور کنیتوں میں تمام تر قطع کر کے بانٹ لیا ہے۔ یعنی اُن کے نام اور کنیتیں غایت درجہ حسین وجمیل ہیں ۔ ۱۰ یُکلِّف التأخیر ۔

۱۱ ہمیشہ وزارتوں میں متقلّب اور وزیروں میں داخل رہا ہے ۔

۱۲ تلهّبًا ۔ ۱۳ driving or turning it away ۔

۱۴ do not make its incitement as your driving away of it.

لا تُعِنْ نارَه على الشَّيِّ والطَّبْـ * ـخِ كَفَى[1] طابِخًا بها شَوَّاءَ

* * *

أَلْأَمانَ أَلْأَمانَ منك ومنه * جَنِّبانِي لَظًا كَمَا الكَوَّاءَ[2]

بل إذا ما عَدَا فأَعْدِ[3] عليه * لا تكونَنَّ مثلَه عَدّاءَ

لا تُعاقِبْ بما التَّوَاءُ[4] أخوه * أَعِقابًا تُرِيدُ بي أم تَوَاءَ؟

إنْ تَأَدَّى[5] عَلَيَّ عَنْبُكَ والصَّيـ * ـفُ. (وحاشايَ!) كان ذاكَ الجَلاءَ

لا تَدَعْنِي سُدًى فتَرْقِي مِنّي * حيَّةً لا تُطاوِعُ الرَّقّاءَ[6]

لا عَدِمتُم بحِلمِكُم آلَ وَهْبٍ! * مِن وَلِيٍّ تَسَحُّبًا[7] واجْتِراءَ

---

[1] پکانے اور بھوننے کو موسم کی گرمی ہی کافی ہے، تم اس کی معاونت نہ کرو ۔

[2] داغ دینے والی ۔

[3] attack it; help me against it.

[4] الهلاك، ایسا عقاب نہ کر جو برادرِ ہلاکت ہے، ہلاک کرنے والا ہے ۔

[5] تأدّى بـ = to be supplied with tools, to be ready for a thing.

[6] snake — charmer.

[7] تدللا واقداما من غير مبالاة ۔

من
ديوان
ابى الطيّب احمد بن الحسين
المُتنبّئ

ترجمۂ

ابُو الطّیّب احمد بن الحسین المُتنبّیؔ

یہ شاعر مشہور بقول رواۃ ۳۰۳ھ میں کوفہ کے محلّہ کندہ میں پیدا ہُوا۔ اور بچپن ہی میں شام میں آیا۔ اور وہیں اُس نے نشو و نما پایا۔ تعلیم بھی وہیں پائی۔ اور اکابر علمائے ادب مثل الزّجاج۔ ابن السّراج۔ ابُو الحسن الاخفش۔ ابنِ دُرید اور ابو علی فارسی وغیرہم سے ملا۔ اور اُن سے استفادہ کیا۔ تا آنکہ شاعری میں بے نظیر ہو گیا۔ اِس کے ہم عصر شعراء میں سے علم و ادب میں کوئی اِس سے لگا نہ کھاتا تھا۔ متنبّی اس کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اس نے بادیہ سماوہ میں دعوای نبوّت کیا[۱]۔ اس پر لُولُو امیر حمص نائب اخشیدیہ نے اُس کو قید کر دیا۔ اور ایک عرصہ کے بعد توبہ کرا کر رہا کیا۔ اس واقعہ کے بعد متنبّی علاقۂ شام میں گھومتا پھرا اور امرائے و اشراف شام کی مدح سرائی کرتا رہا۔ ۳۳۷ھ میں وہ امیر سیف الدّولہ علی بن حمدان صاحبِ حلب کے دربار میں پہنچا۔ امیر نے اُس کی خوب قدر دانی کی۔ اور تین ہزار دینار سالانہ اُس کو دیتا رہا۔

---

[۱] وحکی ابو الفتح عثمان بن جنی قال سمعت ابا الطیّب یقول انّما لُقّبت بالمتنبّی بقولی ؎

انا ترب الندی و رب القوافی و سمام العدا و غیظ الحسود
انا فی امۃ تدارکہا اللہ غریب کصالح فی ثمود

(یتیمہ ۱:۸۰)

جاگیر اور خلعتیں اور تحائف اس کے علاوہ رہے۔ ۳۴۶ھ میں
متنبّی نے ناراض ہو کر سیف الدّولہ کا دربار چھوڑ دیا اور مصر میں
کافور اخشیدی کے پاس پہنچا۔ اس نے بھی انعام و اکرام سے اُس
کی قدردانی کی اور ہر طرح کی امیدیں دلائیں، متنبّی کی خواہش یہ
تھی۔ کہ کافور اُس کو کسی علاقے کا گورنر بنا دے۔ جب یہ خواہش
پوری نہ ہوئی۔ تو اس نے کافور کی ہجو کہی اور ۳۵۰ھ میں عید الاضحیٰ
کی رات کو مصر سے بغداد کو روانہ ہوا۔ بغداد سے اُس نے فارس
کا رُخ کیا۔ پہلے ارّجان میں ابن العمید کی مدح سرائی کی۔ پھر
شیراز میں عضد الدّولہ کی، آخر عضد الدّولہ کی اجازت سے اوائلِ
شعبان ۳۵۴ھ میں کوفہ جانے کے ارادے سے بغداد کو روانہ ہوا[1]
حدودِ فارس میں عضد الدّولہ نے امن قائم کر رکھا تھا۔ وہاں تو خیریت
رہی۔ مگر جب متنبّی اِن حدود سے باہر نکلا۔ تو بدویوں کی ایک جماعت
نے فاتک بن ابی الجہل الاسدی کی سرکردگی میں اس پر حملہ کر کے اُس
کو اور اُس کے بیٹے اور غلاموں کو قتل کر دیا اور اُس کا مال لوٹ لیا۔ یہ
واقعہ رمضان ۳۵۴ھ میں دیر العاقول[2] کے قریب الصّافیہ میں ہوا۔

[1] متنبّی نے لوگوں کی فہمائش کے باوجود کوئی خفیر و بدرقہ ساتھ نہ لیا۔
[2] دیر عاقول ایک شہر کا نام ہے جو دجلہ کے مشرقی کنارے پر مدائن سے دس فرسخ نیچے واقع ہے، الصافیہ کا محل وقوع اِس سے دو میل اور نیچے ہے، النعمانیہ جو واسط اور بغداد کے عین درمیان میں واقع ہے الصافیہ سے چند میل نیچے ہے۔
یہ سب مقام دجلہ کے کنارے پر واقع ہیں۔

زیدان نے متنبّی کی شاعری کی نسبت لکھا ہے :-

امّا شعرهٗ ففی الدرجة الاولیٰ من المتانة والبلاغة وهو مشهور بضخامة المعانی ومتانة المبانی ولم یدع بابا من ابواب الشعر الا طرقه واجاد فیه وخصوصاً الحِکَم والحماسة والمدیح والفخر والعتاب، وحوی شعره من الفلسفة والحکمة ما جری علی السنة الناس مجری الامثال،

متنبّی کا دیوان ہند اور مصر اور شام وغیرہا میں کئی بار چھپ چکا ہے۔ اور قریباً پچاس فضلا نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ جن میں سے چالیس سے زیادہ قاضی ابن خلکان کے ایک اُستاد نے دیکھی تھیں :۔

علمائے ادب کے درمیان متنبّی کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ بعض اُس کو ابو تمام اور بحتری پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور بعض اِن کو اُس پر، الثعالبی نے یتیمة الدّهر جلد اوّل میں متنبّی کا ترجمہ دیا ہے اور ج ۱ ص ۱۰۵ تا ۱۶۲ پر طویل بحث متنبّی کے اشعار کے معایب و محاسن پر لکھی ہے۔ جو بجائے خود ایک کتاب کا حکم رکھتی ہے۔ اِس بحث کا خلاصہ اورینٹل کالج میگزین بابت فروری و مئی ۱۹۳۵ء میں دیا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔ یہاں ان معایب و محاسن کے عنوان درج کیئے جاتے ہیں۔ جن کا ذکر الثعالبی نے کیا ہے :

معایب : منها قبح المطالع ومنها ابعاد الاستعارة والخروج لها عن حدّها ومنها تکرر اللفظ فی البیت الواحد ومنها الایضاح عن ضعف العقیدة ومنها الغلط بوضع الکلام غیر موضعه ومنها امتثال الفاظ المتصوّفة والخروج

عن طریق الشعر الی طریق الفلسفة، ومنها استکراه المتخلّص وقبح المقاطع.
محاسن: منها حسن المطالع ومنها حسن الخروج والتخلّص ومنها التشبیب بالاعرابیات ومنها حسن التصرّف فی سائر الغزل ومنها حسن التشبیه بغیر اداته ومنها الابداع ومنها التمثیل بما هو من جنس صنعته ومنها المدح الموجّه ومنها حسن التصرّف فی مدح سیف الدولة ومنها الابداع فی سائر مدائحه ومنها مخاطبة الممدوح من الملوك بمثل مخاطبة المحبوب والصدیق ومنها حسن التقسیم ومنها حسن سیاقة الاعداد ومنها ارسال المثل فی انصاف البیت ومنها ارسال المثلین فی مصراعی البیت الواحد ومنها ارسال المثل وشکوی الدهر والدنیا والناس ومنها افتضاضة ابکار المعانی فی المراثی والتعازی و منها الایجاع فی الهجاء ومنها ابراز المعانی اللطیفة فی معارض من الالفاظ الرشیقة الشریفة۔

حال ہی میں ایک نفیس نسخہ متنبّی کے دیوان کا کتاب خانہ سرکار عالیہ رامپور میں ملا ہے۔ جس میں تمام قصائد کو تاریخی ترتیب سے مرتّب کیا گیا ہے۔ اس نسخہ میں دیوان کے تین حصّے ہیں۔ حصّۂ دوم کے آخر میں ایک طویل نوٹ میں متنبّی کا حال دیا ہے۔ دیوان متنبی طبع بیروت بھی تاریخی ترتیب سے مرتّب ہے، مگر معلوم نہیں وہ ترتیب محض قیاسی ہے یا کسی ایسے ہی نسخہ پر مبنی ہے۔

حوالے

یتیمۃ الدہر ۱: ۷۸ ببعد، ابن خلکان ۱: ۳۶، کشف الظنون ۱: ۵۲۰، دیباچہ العرف الطیّب (بیروت ۱۸۸۳ء)، تاریخ آداب اللغۃ العربیہ ۲: ۲۴۹، لٹریری ہسٹری آف دی عربز ۳۰۴ ببعد، مطالعات (العقّاد) ۱۱۸ - ۱۷۹۔

وقال يمدح علي بن منصور الحاجب

كيفَ الرَّجاءُ مِن الخُطوبِ تخلُّصًا ... مِن بعدِ ما انشبنَ فيَّ مخالبا

اوحدتَني ووجدنَ حزنًا واحدا ... مُتناهيًا فجعلنَه لي صاحبا

ونصبنَني غرضَ الرُّماة تصيبني ... مِحَنٌ احدُّ من السيوفِ مضاربا

اظمتِني الدنيا فلمّا جئتُها ... مستسقيًا مطرتْ عليَّ مصائبا

وحُبيتُ من خُوصِ الرِّكاب باسودٍ ... مِن دارشٍ فغدوتُ امشي راكبا

حالٌ متى عَلِمَ ابنُ منصورٍ بها ... جاء الزَّمانُ اليَّ منها تائبا

مَلِكٌ سنانُ قناتِه وبنانُه ... يتباريانِ دمًا وعرفًا ساكبا

يستصغِرُ الخطرَ الكبيرَ لوفدِهِ ... ويظُنُّ دِجلةَ ليس تكفي شاربا

كرمًا فلو حدَّثتَه عن نفسِهِ ... بعظيمِ ما صنعتْ لظنّكَ كاذبا

سَلْ عن شجاعتِه وزُرْه مُسالما ... وحِذارِ ثم حِذارِ منه مُحاربا

فالموتُ تُعرَفُ بالصِّفات طِباعُه ... لم تلقَ خلقًا ذاقَ موتًا آيبا

إن تلقَه لا تلقَ الا قسطلًا ... او جحفلًا او طاعنًا او ضاربا

او هاربا او طالبا او راغبا ... او راهبا او هالكا او نادبا

واذا نظرتَ الى الجبال رأيتها ... فوقَ السُّهولِ عواسلًا وقواضِبا

واذا نظرتَ الى السُّهولِ رأيتها ... تحتَ الجبالِ فوارسًا وجنائبا

وعجاجةٍ تركَ الحديدُ سوادَها ... زنجًا تبسَّمُ او قذالًا شائبا

فكأنما كسى النهار بها دجى ... ليل واطلعت الرماح كواكبا

قد عسكرت معه الرزايا عسكرا ... وتكتبت فيها الرجال كتائبا

أسد فرائسها الأسود يقودها ... أسد تصير له الأسود ثعالبا

في رتبة حجب الورى عن نيلها ... وعلا فسموه على الحاجبا

ودعوه من فرط السخاء مبذرا ... ودعوه من غصب النفوس الغاصبا

هذا الذي أفنى النضار مواهبا ... وعداه قتلا والزمان تجاربا

ومخيب العذال فيما أملوا ... منه وليس يرد كفا خائبا

هذا الذي أبصرت منه حاضرا ... مثل الذي أبصرت منه غائبا

كالبدر من حيث التفت رأيته ... يهدي الى عينيك نورا ثاقبا

كالبحر يقذف للقريب جواهرا ... جودا ويبعث للبعيد سحائبا

كالشمس في كبد السماء وضوءها ... يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

أمهجن الكرماء والمزري بهم ... وتروك كل كريم قوم عاتبا

شادوا مناقبهم وشدت مناقبا ... وجدت مناقبهم بهن مثالبا

لبيك غيظ الحاسدين الراتبا ... إنا لنخبر من يديك عجائبا

تدبير ذي حنك يفكر في غد ... وهجوم غر لا يخاف عواقبا

وعطاء مال لو عداه طالب ... أنفقته في أن تلاقي طالبا

خذ من ثناي عليك ما أسطيعه ... لا تلزمني في الثناء الواجبا

فلقد دهشت لما فعلت ودونه ... ما يدهش الملك الحفيظ الكاتبا

وقال يمدح كافوراً سنة ستّ و اربعين وثلثمائة وهى من محاسن شعره

مَن الجآذِرُ فی زِیّ الاعاریبِ ... حُمرَ الحُلَی والمَطایا والجلابیبِ

اِن کُنتَ تسئَلُ شکّاً فی مَعارِفها ... فمن بلاکَ بتَسهیدٍ وتعذیبِ

لا تجزِنی بضَنًی بی بعدَها بقرٌ ... تجزِی دُمُوعی مَسکُوباً بمَسکوبِ

سَوائِرٌ ربّما سارت هَوادِجُها ... مَنیعةً بینَ مَطعُونٍ ومَضروبِ

ورُبّما وَخَدَت اَیدی المطیّ بها ... علی نَجیعٍ من الفُرسانِ مَصبوبِ....

ما اَوجُهُ الحضَرِ المستحسَناتُ به ... کاَوجُهِ البَدَوِیّاتِ الرّعابیبِ

حُسنُ الحَضارةِ مَجلوبٌ بتَطرِیَةٍ ... وفی البَداوَةِ حُسنٌ غیرُ مجلوبِ

اینَ المَعیزُ من الآرامِ ناظِرةً ... وغیرَ ناظِرةٍ فی الحُسنِ والطِّیبِ

اَفدِی ظِباءَ فَلاةٍ ما عَرَفنَ بها ... مَضغَ الکلامِ ولا صَبغَ الحَواجیبِ

ومن هَوی کُلّ من لَیسَت مُمَوّهَةً ... ترکتُ لونَ مَشیبی غیرَ مَخضُوبِ

ومن هَوی الصّدقِ فی قولی وعادتِه ... رغِبتُ عن شَعَرٍ فی الرّأسِ مکذوبِ

لیتَ الحوادثَ باعَتنی الّذی اخذت ... منّی بحِلمی الّذی اَعطَت وتجرِیبی

فما الحداثةُ مِن حِلمٍ بمانعةٍ ... قد یُوجَدُ الحِلمُ فی الشُّبّانِ والشِّیبِ

ترعرعَ المَلِکُ الاستادُ مُکتهِلاً ... قبلَ اکتِهالٍ اَدیباً قبلَ تأدیبِ

مجرّباً فهِماً من قبلِ تجربةٍ ... مُهذَّباً کرَماً من غیرِ تهذیبِ

حتّى اصابَ مِنَ الدنيا نهايتَها ... وهَمُّه فى ابتِداءاتٍ وتشبيبِ
يُدَبِّرُ المُلكَ من مِصرٍ الى عَدَنٍ ... الى العِراقِ فأرضِ الرُّومِ فالنُّوبِ
اذا اَتَتْها الرِّياحُ النُّكْبُ من بَلَدٍ ... فما تهُبُّ بها الّا بترتيبِ
ولا تُجاوِزُها شمسٌ اذا اشرَقَتْ ... الّا ومنه لها اِذْنٌ بتَغْرِيبِ
يُصَرِّفُ الامرَ فيها طينُ خاتَمِه ... ولو تطَلَّسَ منه كُلُّ مكتوبِ
يَحُطُّ كُلَّ طويلِ الرُّمحِ حامِلُه ... من سَرْجِ كُلِّ طويلِ الباعِ يَعبُوبِ
كانَّ كُلَّ سُوالٍ فى مَسامِعِه ... قَميصُ يوسُفَ فى اَجفانِ يعقُوبِ
اذا غزَتْه اَعادِيه بمَسْئَلَةٍ ... فقَدْ غزَتْه بجَيْشٍ غيرِ مغْلُوبِ
اوحارَبَتْهُ فما تنجو بتقدِمَةٍ ... ممّا اراد ولا تنجُو بتَجْبيبِ
اَضرَتْ شَجاعَتُه اقصى كَتائِبِه ... على الحِمامِ فما موتٌ بمرْهُوبِ
قالوا هَجرتَ اليه الغَيثَ قلتُ لهم ... الى غُيُوثِ يدَيه والشَّآبيب
الى الذى تَهَبُ الدَّولاتِ راحَتُه ... ولا يَمُنُّ على آثارِ موْهُوبِ
ولا يَرُوعُ بِمَغْدُورٍ به اَحَدًا ... ولا يُفَزِّعُ مَوْفُوراً بمَنْكُوبِ
بَلى يَرُوعُ بذى جَيشٍ يُجَدِّلُه ... ذا مِثلِه فى اَحَمِّ النَّقْعِ غِرْبِيبِ
وَجَدتُ اَنفعَ مالٍ كنتُ اَذخَرُه ... ما فى السَّوابِقِ من جَرْيٍ وتَقْريبِ
لما رَاَينَ صُرُوفَ الدهرِ تَغدُرُ بى ... وَفَيْنَ لى ووَفَتْ صُمُّ الاَنابيبِ
فُتنَ المهالكَ حتّى قال قائِلُها ... ماذا لَقينا من الجُرْدِ السَّراحيبِ
تَهْوى بمُنْجَرِدٍ لَيْسَتْ مذاهِبُه ... لِلُبْسِ ثَوبٍ وماكُولٍ ومشروبِ
يَرَى النُّجومَ بعَيْنَى مَن يحاوِلُها ... كانها سَلَبٌ فى عينِ مَسلوبِ

حتى وصلتُ الى نفسٍ مُحَجَّبةٍ … تلقى النفوسَ بفضلٍ غيرِ مَحجوبِ
في جسمِ أروعَ صافي العقلِ تُضحِكُه … خلائقُ النّاسِ إضحاكَ الأعاجيبِ
فالحمدُ قبلُ له والحمدُ بعدُ لها … وللقنا ولإدلاجي وتأويبي
وكيف أكفُرُ يا كافورُ نِعمتَها … وقد بلغنَك بي يا كُلَّ مطلوبي
يا أيّها الملكُ الغاني بتسميةٍ … في الشّرقِ والغربِ عن وصفٍ وتلقيبِ

انتَ الحبيبُ ولكنّي أعوذُ به … من ان اكونَ مُحِبًّا غيرَ مَحبوبِ

وقال يمدح مساور بن محمّد الرومي

أمُساوِرٌ أم قرنُ شمسٍ هذا … أم ليثُ غابٍ يقدُمُ الأُستاذا
شِمْ ما انتضيتَ فقد تركتَ ذُبابَه … قِطَعًا وقد تركَ العِبادَ جُذاذا
هَبْكَ ابنَ يزداذٍ حطمتَ وصَحبَه … أترى الورى أضحوا بني يزداذا
غادرتَ أوجُهَهُم بحيثُ لقيتَهم … أقفاءَهُم وكُبودَهُم أفلاذا
في موقفٍ وقفَ الحِمامُ عليهمِ … في ضَنكِه واستحوذَ استحواذا
جمدَتْ نفوسُهُمُ فلمّا جئتَها … أجريتَها وسقيتَها الفُولاذا
لمّا رأوكَ رأوا أباكَ محمّدًا … في جوشنٍ وأخا أبيكَ مُعاذا
أعجلتَ ألسُنَهم بضربِ رقابِهم … عن قولِهم لا فارسٌ إلّا ذا
غِرٌّ طلعتَ عليه طلعةَ عارضٍ … مَطرَ المنايا وابلًا ورذاذا
فغدا اسيرًا قد بللتَ ثيابَه … بدمٍ وبلَّ ببولِه الأفخاذا

سَدَّتْ عليه المَشْرَفِيَّةُ طُرْقَه … فانْصَاعَ لا حَلَبًا ولا بَغْدَاذا
طَلَبَ الإمارةَ في الثُّغورِ ونَشْؤُه … ما بين كَرْخَايا إلى كَلْواذا
فكأنّه حَسِبَ الأسِنَّةَ حُلْوَةً … أو ظَنَّها البَرْنِيَّ والآزاذا
لم يَلْقَ قبلَكَ مَن إذا اختلفَ القنا … جَعَلَ الطِّعانَ مِنَ الطِّعانِ مَلاذا
مَن لا تُوافِقُهُ الحيوةُ وطِيبُها … حتّى يُوافِقَ عَزْمُه الإنفاذا
مُتَعَوِّدًا لُبْسَ الدُّروعِ يَنالُها … في البَرْدِ خَزًّا والهَواجِرِ لاذا

أَعْجِبْ بِأَخْذِكَهُ وأَعْجَبُ مِنكُما … أن لا تكونَ لِمِثْلِهِ أخّاذا

وقال يرثي محمّد بن اسحق التنوخي

إنّي لأَعْلَمُ واللَّبيبُ خَبيرُ … أنَّ الحياةَ وإنْ حَرَصْتُ غُرورُ
ورأيتُ كُلًّا ما يُعَلِّلُ نفسَه … بِتَعِلَّةٍ وإلى الفَناءِ يَصيرُ
أمُجاوِرَ الدِّيماسِ رَهْنَ قَرارَةٍ … فِيها الضِّياءُ بِوَجْهِهِ والنُّورُ
ما كنتُ أحسَبُ قبلَ دَفْنِكَ في الثَّرَى … أنَّ الكواكبَ في التُّرابِ تَغُورُ
ما كنتُ آمُلُ قبلَ نَعْشِكَ أن أرى … رَضْوَى على أيدي الرِّجالِ تَسيرُ
خرجوا به ولكلِّ باكٍ خَلْفَه … صَعَقاتُ موسى يومَ دُكَّ الطُّورُ
والشَّمسُ في كَبِدِ السَّماءِ مَريضَةٌ … والأرضُ واجِفَةٌ تَكادُ تَمُورُ
وحَفيفُ أجْنِحَةِ الملائكِ حوله … وعُيونُ أهلِ اللاذِقيَّةِ صُورُ
حتى أتَوا جَدَثًا كأنَّ ضَريحَه … في قلبِ كلِّ مُوَحِّدٍ مَحْفُورُ

بِمُزَوَّدٍ كفنَ البِلى من مُلكِه ... مُغْفٍ وإِثْمِدُ عينِه الكافورُ

فيهِ الفصاحةُ والسَّماحةُ والتُّقى ... والبأسُ اجمعُ والحِجى والخِيرُ

كفَلَ الثَّناءُ له بِرَدِّ حياتِه ... لمّا انطوى فكأنّه مَنشورُ

وكأنّما عيسى بنُ مريمَ ذِكرُه ... وكأنَّ عازرَ شخصُه المقبورُ

واستزاده بنو عمّ الميّت فقال ارتجالا

غاضَتْ أناملُه وهنّ بُحورُ ... وخبَتْ مكايدُه وهنّ سعيرُ

يُبكى عليه واستقرَّ قرارُه ... في اللَّحدِ حتّى صافحتْه الحُورُ

صبراً بني إسحق عنه تكرُّماً ... إنّ العظيمَ على العظيمِ صبورُ

فلكلِّ مفجوعٍ سواكم مُشبِهٌ ... ولكلِّ مفقودٍ سِواه نظيرُ

أيّامَ قائمُ سيفِه في كفِّه الـ ... ـيُمنى وباعُ الموتِ عنه قصيرُ

ولطالما انهملَتْ بماءٍ أحمرٍ ... في شفرتيهِ جماجمٌ ونحورُ

فأُعيذُ إخوتَه بربِّ محمّدٍ ... أن يَحزنوا ومحمّدٌ مسرورُ

أو يرغبوا بقصورِهم عن حُفرةٍ ... حيّاه فيها مُنكرٌ ونكيرُ

نفرٌ إذا غابتْ غمودُ سيوفِهم ... عنها فآجالُ العبادِ حضورُ

وإذا لقوا جيشاً تيقّنَ أنّه ... من بطنِ طيرٍ تنوفةٍ محشورُ

لم تُثنَ في طلبٍ أعنّةُ خيلِهم ... إلّا وعُمرُ طريدِها مبتورُ

يمّمتُ شاسعَ دارِهم عن نيّةٍ ... إنّ المُحِبَّ على البعادِ يزورُ

وقَنِعتُ باللُّقيا و اَوّلِ نظرةٍ ... اِنّ القليلَ مِنَ الحبيبِ كثيرُ

وسأله بنو عمّ الميّت ان ينفي الشماتة عنهم فقال ارتجالا

آلَ ابراهيمَ بعدَ محمّدٍ ... اِلّا حنينٌ دائمٌ وزفيرُ

ما شكّ خابرُ امرِهم مِن بعدِهِ ... اَنّ العزاءَ عليهمِ محظورُ

تُدمِي خُدُودَهم الدُّموعُ وتنقضِي ... ساعاتُ ليلِهمِ وهنّ دُهورُ

ابناءُ عمٍّ كُلُّ ذنبٍ لِامرِئٍ ... الّا السِعايةَ بينهم مغفورُ

طارَ الوُشاةُ على صفاءِ وِدادِهم ... وكذا الذُّبابُ على الطّعامِ يطيرُ

ولقد مَنَحتُ ابا الحُسينِ مَوَدّةً ... جُودِي بها لِعَدُوّهِ تبذيرُ

مَلِكٌ تَصَوّرَ كيف شاءَ كانّما ... يَجرِي بفصلِ قضائه المقدورُ

وقال يمدح سيف الدولة وقد امر له بفرس دهماء وجارية

...سَلي عن سيرتي فرسي وسيفي ... ورُمحي والهَمَلّعةَ الدِّفاقا

تركنا من وراءِ العِيسِ نجدا ... ونكّبنا السَّماوةَ والعِراقا

فما زالت ترى والليلُ داجٍ ... لِسيفِ الدّولةِ المَلِكِ ائتلاقا

ادِلّتُها رياحُ المسكِ منه ... اذا فَتَحَت مَناخِرَها انتِشاقا

اَباحَكِ اَيُّها الوحشُ الاعادي ... فلِمْ تتعرّضينَ له الرّفاقا

ولو تَبِعتِ ما طرحت قناهُ ... لكفّكِ عن رذايانا وعاقا

ولو سِرنا اليه في طريقٍ ... مِنَ النّيرانِ لم نخفِ احتراقا

إمامٌ للأئمّةِ مِن قُريشٍ … الى مَن يتّقونَ له شِقاقا

يكونُ لهم إذا غضِبوا حُساماً … وللهيجاءِ حينَ تقومُ ساقا

فلا تستنكِرَنّ له ابتِساماً … إذا فَهِقَ المَكَرُّ دماً وضاقا

فقد ضَمِنَتْ له المُهَجَ العَوالي … وحَمَّلَ همَّهُ الخيلَ العِتاقا

إذا انتعلنَ في آثارِ قومٍ … وإن بَعُدوا جعلنَهمُ طِراقا

وإن نَقَعَ الصَّريخُ الى مكانٍ … نَصَبْنَ له مُؤلَّلةً دِقاقا

فكانَ الطَّعنُ بينهما جوابا … وكانَ اللّبثُ بينهما فُواقا

مُلاقيةً نواصيها المنايا … مُعاوِدةً فوارسُها العِناقا

تَبيتُ رِماحُه فوقَ الهوادي … وقد ضربَ العَجاجُ لها رِواقا

تَميلُ كأنَّ في الأبطالِ خمراً … عُلِلْنَ بها اصطباحاً واغتباقا

تعجّبتِ المُدامُ وقد حَساها … فلم يَسكَرْ وجادَ فما أفاقا

أقامَ الشِّعرُ ينتظِرُ العطايا … فلمّا فاقتِ الأمطارَ فاقا

وزَنّا قيمةَ الدَّهماءِ منه … ووفّينا القِيانَ به الصَّداقا

وحاشا لارتياحِكَ أن يُبارى … وللكرمِ الّذي لكَ أن يُباقى

ولكنّا نُداعِبُ منكَ قَرماً … تراجعَتِ القُرومُ له حِقاقا

فتىً لا تسلُبُ القتلى يداهُ … ويسلُبُ عفوُهُ الأسرى الوِثاقا

ولم تأتِ الجميلَ اليَّ سهواً … ولم أظفَرْ به منكَ استِراقا

فأبلِغْ حاسدِيَّ عليكَ أنّي … كَبا بَرْقٌ يُحاوِلُ بي لَحاقا

وهل تُغني الرَّسائلُ في عدوٍّ … إذا ما لم يكُنَّ ظُبىً رِقاقا

اذا ما النّاسُ جَرَّبَهم لَبيبٌ … فانّى قد اكلْتُهمُ وذاقا

فلم اَرَ وُدَّهم الا خِداعًا … ولم اَرَ دِينَهُم الّا نِفاقا

يُقصِّرُ عن يَمينِكَ كلُّ بَحرٍ … وعمّا لم تُلِقْهُ ما اَلاقا

ولولا قُدرَةُ الخَلّاقِ قُلنا … اَعَمْدًا كان خَلقُكَ ام وِفاقا

فلا حَطّتْ لكَ الهَيجاءُ سَرْجًا … ولا ذاقت لكَ الدنيا فِراقا

وقال يرثي والدة سيف الدولة وقد توفيت بميافارقين وجاءه الخبر بموتها الى حلب سنة سبع وثلاثين و ثلثمائه وانشده اياها فى جمادى الآخرة من السنة

نُعِدُّ المَشرَفِيَّةَ والعَوالى … وتَقتُلُنا المَنونُ بلا قِتالِ

ونَرتَبِطُ السَّوابِقَ مُقْرَباتٍ … وما يُنجِينَ من خَبَبِ اللَّيالى

ومن لم يَعشَقِ الدنيا قديما … ولكن لا سبيلَ الى الوِصالِ

نَصِيبُكَ فى حَياتِكَ من حَبيبٍ … نصيبُكَ فى مَنامِكَ من خَيالِ

رَمانى الدَّهرُ بالاَرزاءِ حتى … فُؤادِى فى غِشاءٍ من نِبالِ

فَصِرتُ اذا اَصابَتنی سِہامٌ ... تَکَسَّرَتِ النِّصالُ علی النِّصالِ
وھانَ فما اُبالی بالرَّزایا ... لاَنّی ما انتَفَعتُ باَن اُبالی
وھذا اَوَّلُ النّاعِینَ طُرًّا ... لِاَوَّلِ مَیتَۃٍ فی ذَا الجَلالِ
کاَنَّ الموتَ لم یَفجَع بنَفسٍ ... ولم یَخطُر لمخلوقٍ ببالِ
صلوٰۃُ اللہ خالِقِنا حَنُوطٌ ... علی الوجہِ المُکَفَّنِ بالجمالِ
علی المدفونِ قبلَ التُّربِ صَونا ... وقبلَ اللَّحدِ فی کَرَمِ الخِلالِ
فاِنَّ لہ بِبَطنِ الارضِ شخصًا ... جَدِیدا ذِکرُناہُ وھو بالی
وما اَحَدٌ یُخَلَّدُ فی البَرایا ... بلِ الدُّنیا تَؤُلُ الی زوال
اطابَ النَّفسَ اَنَّکِ مُتِّ موتًا ... تَمَنَّتہُ البَواقی والخَوالی
وزُلتِ ولم تَرَیْ یوما کَرِیہًا ... تُسَرُّ الرُّوحُ فیہ بالزَّوالِ
رِواقُ العِزِّ حولَکِ مسبَطِرٌّ ... ومُلکُ عَلِیٍّ ابنِکِ فی کمالِ
سَقی مَثواکِ غادٍ فی الغَوادِی ... نَظِیرُ نَوالِ کَفِّکِ فی النَّوالِ
لِساحِیہِ علی الاَجداثِ حَفشٌ ... کاَیدِی الخَیلِ اَبصَرَتِ المَخالی
اُسائِلُ عنکِ بَعدِکِ کُلَّ مَجدٍ ... وما عَہدِی بمجدٍ عنکِ خالی
یَمُرُّ بِقَبرِکِ العافِی فَیَبکی ... ویَشغَلُہُ البُکاءُ عن السُّؤالِ
وما اَھداکِ للجَدوٰی علیہ ... لَوَ اَنَّکِ تَقدِرینَ علی فَعالِ
بِعَیشِکِ ھل سَلَوتِ فاِنَّ قلبی ... وان جانَبتُ اَرضَکِ غیرُ سالی
نَزَلتِ علی الکَراھَۃِ فی مکانٍ ... بَعُدتِ عن النُّعامَی والشَّمالِ
تُحَجَّبُ عنکِ رائحۃُ الخُزامی ... وتُمنَعُ مِنکِ اَنداءُ الطِّلالِ

بدارٍ كلُّ ساكنِها غريبٌ   طويلُ الهجرِ منبتُّ الحبالِ

حَصانٌ مثلُ ماءِ المُزنِ فيه   كتومُ السرِّ صادقةُ المقالِ

يُعلّلُها نِطاسيُّ الشّكايا   وَواحِدُها نِطاسيُّ المعالي

اذا وَصَفوا له داءً بثغرٍ   سقاهُ اَسِنّةَ الاَسَلِ الطّوالِ

وليستْ كالإِناثِ ولا اللّواتي   تُعَدُّ لها القبورُ من الحِجالِ

ولا مَن فى جَنازَتِها تِجارٌ   يكونُ وَداعُها نَفْضَ النِّعالِ

مَشَى الاُمراءُ حَولَيها حُفاةً   كأنّ المَروَ مِن زِفِّ الرِّئالِ

وَاَبرَزَتِ الخُدورُ مُخبّآتٍ   يضعنَ النِّقسَ اَمكِنَةَ الغوالي

اَتَتهُنّ المُصيبةُ غافلاتٍ   فدَمعُ الحُزنِ فى دَمعِ الدّلالِ

ولوكان النِّساءُ كمن فَقَدنا   لَفُضّلتِ النِّساءُ على الرِّجالِ

وما التّانيثُ لِاسمِ الشمسِ عيبٌ   ولا التّذكيرُ فخرٌ للهلالِ

وَاَفجَعُ من فقدنا مَن وَجدنا   قُبيلَ الفَقدِ مَفقودَ المِثالِ

يُدَفِّنُ بَعضُنا بعضاً وتَمشي   اواخِرُنا على هامِ الاَوالي

وكم عينٍ مقبّلةِ النَّواحي   كَحيلٍ بالجنادِلِ والرِّمالِ

ومُغضٍ كانَ لا يُغضي لِخَطبٍ   وَبالٍ كان يُفكِرُ فى الهُزالِ

اَسيفَ الدَّولةِ استَنجِدْ بِصَبرٍ   وكيفَ بِمثلِ صبرِكَ للجبالِ

فانتَ تُعلِّمُ النّاسَ التعزّي   وخوضَ الموتِ فى الحربِ السِّجالِ

فلا غِيضَتْ بِحارُكَ يا جَموماً   على عَلَلِ الغرائِبِ والدِّخالِ

رايتُكَ فى الّذين ارى مُلوكا   كانّكَ مُستقيمٌ فى مُحالِ

فان تَفُقِ الانامَ وانتَ منهم ... فانَّ المِسْكَ بعضُ دَمِ الغَزال

وقال یمدح بدر بن عمّار

بقائی شاءَ لیس هُمُ ارتحالا ... وحُسْنَ الصَّبْرِ زَمُّوا لا الجمالا

فکان مَسیرُ عیسِهِم ذَمیلا ... وسیرُ الدمعِ اِثرَ هُمُ انْهِمالا

کَأَنَّ العِیْسَ کانت فَوْقَ جَفْنِی ... مُناخاتٍ فلما ثُرْنَ سالا

وحَجَّبَتِ النَّوَی الظَّبَیاتِ عَنِّی ... فساعَدَتِ البَراقعَ والحِجالا

لَبِسنَ الوَشْیَ لا مُتَجَمِّلاتٍ ... ولکن کَی یَصُنَّ به الجَمالا

وضَفَّرْنَ الغَدائِرَ لا لِحُسْنٍ ... ولکن خِفْنَ فی الشَّعَرِ الضَّلالا

بَدَتْ قَمَرا و مالَتْ خُوطَ بانٍ ... وفاحتْ عَنْبَرا و رَنَتْ غَزالا

وجارَتْ فی الحکومة ثم ابْدَتْ ... لنا من حُسنِ قامَتِها اعتِدالا

کانَ الحُزنَ مَشْغُوفٌ بقَلْبی ... فساعةَ هَجْرِها یَجِدُ الوِصالا

کذا الدنیا علی مَن کان قبلی ... صُروفٌ لم یُدِمْنَ علیه حالا

اَشَدُّ الغَمِّ عندی فی سُرورٍ ... تَیَقَّنَ عنه صاحِبُه انتِقالا

اَلِفتُ تَرَحُّلی وجَعَلتُ اَرضی ... قُتُودِیَ والغُرَیْرِیَّ الجُلالا

فما حاولتُ فی ارضٍ مُقامًا ... ولا اَزْمَعتُ عن ارضٍ زَوالا

علی قَلَقٍ کانَّ الرِّیحَ تحتی ... اُوَجِّهُها جَنُوبًا او شَمالا

الی البدرِ بنِ عَمَّارِ الذی لم ... یَکُنْ فی غُرَّةِ الشَّهرِ الهِلالا

ولم يعظم لنقصٍ كان فيه	ولم يزلِ الامير ولن يزالا

بلا مِثلٍ وإن ابصرتَ فيه	لكلّ مُغيَّبٍ حسنٍ مثالا

حُسامٌ لابنِ رائقٍ المُرجّى	حُسامِ المُتّقي ايّامَ صالا

سِنانٌ في قناةِ بني مَعَدٍّ	بني اسدٍ اذا دعوا النِّزالا

اعزُّ مُغالبٍ كفًّا وسيفا	ومقدرةً ومحميةً وآلا

واشرفُ فاخرٍ نفسًا وقوما	واكرمُ مُنتمٍ عمًّا وخالا

يكونُ احقُّ اثناءٍ عليه	على الدّنيا واهليها مُحالا

ويبقى ضِعفُ ما قد قيل فيه	اذا لم يترك احدٌ مقالا

فيا ابنَ الطّاعنينَ بكلّ لدنٍ	مواضعَ يشتكي البطلُ السُّعالا

ويا ابنَ الضّاربينَ بكلّ عضبٍ	مِن العربِ الاسافلَ والقِلالا

ارى المُتشاعرينَ غروا بذمّي	ومَن ذا يحمدُ الدّاءَ العُضالا

ومَن يكُ ذا فمٍ مُرٍّ مريضٍ	يجدْ مُرًّا به الماءَ الزُّلالا

وقالوا هل يُبلّغكَ الثُّريّا	فقلتُ نعم اذا شئتُ استفالا

هو المُغني المذاكي والاعادي	وبيضَ الهندِ والسُّمرَ الطِّوالا

وقائدُها مُسوّمةً خِفافا	على حيٍّ تُصبّحُه ثِقالا

جوائلَ بالقُنيّ مُثقّفاتٍ	كأنّ على عواملِها الذُّبالا

اذا وطئتْ بايديها صخورا	يفئنَ لوطءِ ارجلِها رمالا

جوابُ مُسائلي أَلَهُ نظيرٌ	ولا لكَ في سؤالكَ لا ألا لا

لقد امنتْ بكَ الاعدامَ نفسٌ	تعُدُّ رجاءَها ايّاكَ مالا

وقد وَجِلَتْ قلوبٌ منك حتّى ... غَدَتْ أوجالُها فيها وِجالا

سُرورُك أن تَسُرَّ النّاسَ طُرًّا ... تُعَلِّمُهُم عليك به الدّلالا

اذا سألوا شكرتَهُم عليه ... وان سكتوا سألتَهُمُ السّؤالا

وأسعدُ من رأينا مُستَميحٌ ... يُنيلُ المُستماحَ بأنْ يُنالا

يُفارِقُ سهمُكَ الرّجُلَ المُلاقى ... فِراقَ القوس ما لاقى الرِّجالا

فما تقِفُ النِّصالُ على قرارٍ ... كأنّ الرّيشَ يطّلِبُ النِّصالا

سَبَقْتَ السّابِقينَ فما تُجارى ... وجاوزتَ العُلُوَّ فما تُعالى

وأُقسِمُ لو صَلَحْتَ يمينَ شيءٍ ... لما صَلَحَ العِبادُ له شِمالا

أُقلِّبُ منكَ طرفي في سماءٍ ... وإنْ طلعتْ كواكِبُها خِصالا

وأعجبُ منكَ كيف قدرتَ تَنشا ... وقد أُعطيتَ في المَهدِ الكَمالا

وقال يمدح ابا شجاع فاتكا وكان قد قدم من الفيوم الى مصر فوصل ابا الطيّب وحمل اليه هدية قيمتها الف دينار

لا خيلَ عِندكَ تُهدِيها ولا مالُ ... فليُسعِدِ النُّطقُ إنْ لم يُسعِدِ الحالُ

واجزِ الأميرَ الّذي نُعماهُ فاجِئَةٌ ... بغيرِ قولٍ ونُعمى النّاسِ أقوالُ

فَرُبَّما جَزَى الاِحسانَ مُولِيَهُ ... خَرِيدَةٌ مِن عَذارَى الحَيِّ مِكسالُ
وانْ تَكُنْ مُحكَماتُ الشُّكْلِ تَمْنَعُنى ... ظُهُورَ جَرْيٍ فلى فيهنّ تَصْهالُ
وما شَكَرْتُ لانّ المالَ فَرَّحَنى ... سِيّانِ عِندىَ اِكْثارٌ و اِقْلالُ
لكن رأيتُ قبيحا ان يُجادَ لَنا ... وانّنا بِقَضاءِ الحَقِّ بُخّالُ
فكنتُ مُنْبِتَ رَوضِ الحَزْنِ باكَرَهُ ... غَيثٌ بغَيرِ سِباخِ الارضِ هَطّالُ
غَيثٌ يُبَيِّنُ لِلنُّظّارِ مَوقِعَهُ ... اَنّ الغُيُوثَ بما تأتِيهِ جُهّالُ
لا يُدرِكُ المجدَ الّا سَيِّدٌ فَطِنٌ ... لِما يَشُقُّ على السّاداتِ فَعّالُ
لا وارِثٌ جَهِلَتْ يُمْناهُ ما وَهَبَتْ ... ولا كَسُوبٌ بغيرِ السَّيفِ سَآّلُ
قالَ الزّمانُ له قولا فَاَفْهَمَهُ ... اِنّ الزّمانَ على الاِمْساكِ عَذّالُ
تَدرِى القَناةُ اذا اهتَزَّتْ بِراحَتِهِ ... اَنّ الشَّقِىَّ بها خَيلٌ وَاَبطالُ
كَفاتِكٍ ودُخُولُ الكافِ مَنْقَصَةٌ ... كالشّمسِ قُلتُ وما للشّمسِ اَمثالُ
القائِدِ الاُسْدَ غَذَّتها بَراثِنُهُ ... بِمِثْلِها مِن عِداهُ وهى اَشْبالُ
القاتِلِ السّيفَ فى جِسمِ القَتيلِ به ... ولِلسُّيُوفِ كما لِلنّاسِ آجالُ
تُغِيرُ عنه على الغاراتِ هَيبَتُهُ ... ومالُهُ باَقاصِى الارضِ اَهمالُ
لَهُ مِنَ الوَحشِ ما اخْتارَتْ اَسِنَّتُهُ ... عَيرٌ وهَيقٌ وخَنْساءٌ وذَيّالُ
تُمْسِى الضُّيُوفُ مُشَهّاةً بِعَقْوَتِهِ ... كأنّ اوقاتَها فى الطِّيبِ آصالُ
لَوِ اشْتَهَتْ لَحمَ قارِيها لَبادَرَها ... خَراذِلٌ منه فى الشِّيزَى واَوصالُ
لا يَعرِفُ الرُّزْءَ فى مالٍ ولا وَلَدٍ ... اِلّا اذا حَفَزَ الاَضيافَ تَرحالُ
يُروِى صَدَى الارضِ مِن فَضَلاتِ ما شَرِبُوا ... مَحْضُ اللِّقاحِ وصافِى اللّونِ سَلسالُ

تقرى صوارمه الساعاتِ عبطَ دمٍ ... كانما الساعُ نزّالٌ وقفّالُ

تجرى النفوسُ حواليهِ مخلّطةً ... منها عداةٌ واغنامٌ وآبالُ

لا يحرمُ البعدُ اهلَ البعدِ نائلَه ... وغيرُ عاجزةٍ عنه الاُطيفالُ

امضى الفريقين فى اقرانه ظُبةً ... والبيضُ هاديةٌ والسمرُ ضُلّالُ

يُريك مخبرُه اضعافَ منظرِه ... بين الرجال وفيها الماءُ والآلُ

وقد يُلقّبُه المجنونَ حاسدُه ... اِذا اختلطنَ وبعضُ العقلِ عُقّالُ

يرمى بها الجيشَ لا بُدّ له ولها ... مِن شقّهِ ولو انّ الجيشَ اجبالُ

اذا العِدى نشبتْ فيهم مخالبُه ... لم يجتمعْ لهم حِلمٌ ورئبالُ

يروعُهم منه دهرٌ صرفُه ابدا ... مجاهرٌ وصروفُ الدهرِ تغتالُ

اناله الشرفَ الاعلى تقدّمُه ... فما الذى بتوقّى ما اتى نالوا

اذا الملوكُ تحلّتْ كان حليتَه ... مهنّدٌ واصمُّ الكعبِ عسّالُ

ابوشجاعٍ ابوالشجعانِ قاطبةً ... هولٌ نمتْه مِن الهيجاءِ اهوالُ

تملّكَ الحمدَ حتى ما لمفتخرٍ ... فى الحمد حاءٌ ولا ميمٌ ولا دالُ

عليه منه سرابيلٌ مضاعفةٌ ... وقد كفاه من الماذىِّ سربالُ

وكيف استرُ ما اوليتَ مِن حسنٍ ... وقد غمرتَ نوالاً ايها النالُ

لطّفتَ رايك فى برّى وتكرمتى ... اِنّ الكريم على العلياءِ يحتالُ

حتى غدوتَ ولِلاخبارِ تجوالُ ... وللكواكب فى كفّيك آمالُ

وقد اطال ثنائى طولُ لابسِه ... ان الثناءَ على التنبالِ تنبالُ

ان كنتَ تكبرُ ان تختالَ فى بشرٍ ... فانّ قدرَك فى الاقدارِ يختالُ

كانّ نفسك لا ترضاك صاحبها ... الّا وانت على المفضال مفضال

ولا تعدّك صوّانا بمهجتها ... الّا وانت لها فى الرّوع بذّال

لولا المشقّة ساد النّاس كلّهم ... الجود يفقر والاقدام قتّال

وانّما يبلغ الانسان طاقته ... ما كلّ ماشية بالرّحل شملال

انّا لفى زمن ترك القبيح به ... من اكثر الناس احسان واجمال

ذكر الفتى عمره الثانى وحاجته ... ما فاته وفضول العيش اشغال

وقال يمدحه وكان سيف الدولة قد امر غلمانه ان يلبسوا وقصد ميّافارقين فى خمسة آلاف من الجند وآلفين من غلمانه ليزور قبر والدته وذلك سنة ثمان وثلاثين وثلثمائة

اذا كان مدح فالنّسيب المقدّم ... أكلّ فصيح قال شعرا متيّم

لَحُبُّ ابنِ عبد الله اولى فانّه	به يُبدَأُ الذِّكرُ الجميلُ ويُختَمُ
اَطَعْتُ الغوانِي قبل مَطْمَحِ ناظِرى	الى منظرٍ يصغُرنَ عنه ويَعظُمُ
تَعَرَّضَ سيفُ الدَّولة الدهرَ كلّه	يُطَبِّقُ فى اَوْصالِه و يُصَمِّمُ
فجاز له حتّى على الشمس حُكمُه	وبانَ له حتّى على البَدْرِ مِيسَم
كأنَّ العِدى فى ارضهم خلفاؤه	فانْ شاء حازوها وان شاء سلّموا
ولا كُتْبَ الّا المَشْرَفِيّة عِندَه	ولا رُسُلٌ الّا الخميسُ العَرَمْرَمُ
فلم يَخلُ مِن نَصْرٍ له مَن له يدٌ	ولم يَخلُ مِن شكرٍ له مَن له فَمٌ
ولم يَخْلُ مِن اَسمائه عُودُ مِنْبَرٍ	ولم يَخْلُ دينارٌ ولم يَخلُ دِرهم
ضَروبٌ وما بين الحُسامَينِ ضَيِّقٌ	بَصيرٌ وما بين الشُّجاعَينِ مُظلِم
تُبارِى نُجُومَ القَذْفِ فى كلّ ليلةٍ	نُجومٌ له منهنّ وَرْدٌ و اَدْهَم
يَطَأْنَ مِنَ الاَبطالِ مَن لا حَمَلْنَه	ومِن قِصَدِ المُرّانِ مالا يُقَوَّم
فهنّ مع السِّيدانِ فى البرّ عُسَّلٌ	وهنّ مع النِّينانِ فى الماء عُوَّم
وهنّ مع الغِزلانِ فى الوادِ كُمَّنٌ	وهُنّ مع العِقْبانِ فى النِّيقِ حُوَّم
اذا جَلَبَ النّاسُ الوَشيجَ فانّه	بهنّ وفى لَبّاتِهِنّ يُحَطِّم
بِغُرَّتِه فى الحرب والسِّلم والحِجا	وبذلِ اللُّها والحمدِ والمجدِ مُعلَم
يُقِرُّ له بالفضلِ مَن لا يَوَدُّه	ويَقْضِى له بالسَّعدِ مَن لا يُنَجِّم
اَجارَ على الايّام حتّى ظَنَنْتُه	تُطالِبُه بالرَّدِّ عادٌ و جُرهُم
ضَلالًا لِهذِى الرِّيحِ ماذا تُرِيدُه	وهَدْيًا لهذا السَّيلِ ماذا يُؤَمِّم
الم يَسألِ الوَبلُ الذى رامَ ثَنْيَنا	فيُخبِرَه عنكَ الحَدِيدُ المُثَلَّم

وَلَمّا تَلَقّاكَ السَّحابُ بِصَوبِهِ … تَلَقّاهُ أَعلى مِنهُ كَعبًا وَأَكرَمُ

فَباشَرَ وَجهًا طالَما باشَرَ القَنا … وَبَلَّ ثِيابًا طالَما بَلَّها الدَّمُ

تَلاكَ وَبَعضُ الغَيثِ يَتبَعُ بَعضَهُ … مِنَ الشامِ يَتلو الحاذِقَ المُتَعَلِّمُ

فَزارَ الَّتي زارَت بِكَ الخَيلُ قَبرَها … وَجَشَّمَهُ الشَوقُ الَّذي تَتَجَشَّمُ

وَلَمّا عَرَضتَ الجَيشَ كانَ بَهاؤُهُ … عَلى الفارِسِ المُرخى الذُؤابَةِ مِنهُمُ

حَوالَيهِ بَحرٌ لِلتَجافيفِ مائِجٌ … يَسيرُ بِهِ طَودٌ مِنَ الخَيلِ أَيهَمُ

تَساوَت بِهِ الأَقطارُ حَتّى كَأَنَّهُ … يُجَمِّعُ أَشتاتَ الجِبالِ وَيَنظِمُ

وَكُلُّ فَتىً لِلحَربِ فَوقَ جَبينِهِ … مِنَ الضَربِ سَطرٌ بِالأَسِنَّةِ مُعجَمُ

يَمُدُّ يَدَيهِ في المُفاضَةِ ضَيغَمٌ … وَعَينَيهِ مِن تَحتِ التَريكَةِ أَرقَمُ

كَأَجناسِها راياتُها وَشِعارُها … وَما لَبِسَتهُ وَالسِلاحُ المُسَمَّمُ

وَأَدَّبَها طولُ القِتالِ فَطَرفُهُ … يُشيرُ إِلَيها مِن بَعيدٍ فَتَفهَمُ

تُجاوِبُهُ فِعلًا وَما تَعرِفُ الوَحى … وَيُسمِعُها لَحظًا وَما يَتَكَلَّمُ

تَجانَفُ عَن ذاتِ اليَمينِ كَأَنَّها … تَرِقُّ لِمَيّا فارِقينَ وَتَرحَمُ

وَلَو زَحَمَتها بِالمَناكِبِ زَحمَةً … دَرَت أَيُّ سورَيها الضَعيفُ المُهَدَّمُ

عَلى كُلِّ طاوٍ تَحتَ طاوٍ كَأَنَّهُ … مِنَ الدَمِ يُسقى أَو مِنَ اللَحمِ يُطعَمُ

لَها في الوَغى زِيُّ الفَوارِسِ فَوقَها … فَكُلُّ حِصانٍ دارِعٌ مُتَلَثِّمُ

وَما ذاكَ بُخلًا بِالنُفوسِ عَلى القَنا … وَلَكِنَّ صَدمَ الشَرِّ بِالشَرِّ أَحزَمُ

أَتَحسَبُ بيضُ الهِندِ أَصلَكَ أَصلَها … وَأَنَّكَ مِنها ساءَ ما تَتَوَهَّمُ

إِذا نَحنُ سَمَّيناكَ خِلنا سُيوفَنا … مِنَ التيهِ في أَغمادِها تَتَبَسَّمُ

ولم تر ملكا قط يدعى بدونه … فيرضى ولكن يجهلون وتحلم

اخذت على الاعداء كل ثنية … من العيش تعطى من تشاء وتحرم

فلا موت الا من سنانك يتقى … ولا رزق الا من يمينك يقسم

وقال يمدحه ويذكر بناءه ثغر الحدث سنة ثلث واربعين وثلثمائة

على قدر اهل العزم تأتي العزائم … وتأتي على قدر الكرام المكارم

وتعظم في عين الصغير صغارها … وتصغر في عين العظيم العظائم

يكلف سيف الدولة الجيش همه … وقد عجزت عنه الجيوش الخضارم

ويطلب عند الناس ما عند نفسه … وذلك ما لا تدعيه الضراغم

يفدي اتم الطير عمرا سلاحه … نسور الملا احداثها والقشاعم

وما ضرها خلق بغير مخالب … وقد خلقت اسيافه والقوائم

هل الحدث الحمراء تعرف لونها … وتعلم اي الساقيين الغمائم

سقتها الغمام الغر قبل نزوله … فلما دنا منها سقتها الجماجم

بناها فاعلى والقنا تقرع القنا … وموج المنايا حولها متلاطم

وكان بها مثل الجنون فاصبحت … ومن جثث القتلى عليها تمائم

طريدة دهر ساقها فرددتها … على الدين بالخطي والدهر راغم

تُفيتُ الليالى كلَّ شىءٍ اخذته   وهنّ لما يأخذن منك غوارمُ

اذا كان ما تنويه فعلاً مضارعاً   مضى قبل ان تُلقى عليه الجوازمُ

وكيف تُرجّى الرّوم والرّوس هدمها   وذا الطّعنُ آساسٌ لها ودعائمُ

وقد حاكموها والمنايا حواكمٌ   فما مات مظلومٌ ولا عاش ظالم

أتوك يجرّون الحديد كانّهم   سَروا بجيادٍ ما لهنّ قوائم

اذا برقوا لم تعرفِ البيضُ منهمُ   ثيابُهم من مثلها والعمائم

خميسٌ بشرق الارض والغرب زحفه   وفى اُذُن الجوزاءِ منه زمازم

تجمّع فيه كلُّ لسنٍ وامّةٍ   فما تُفهِمُ الحدّاث الّا التّراجم

فلله وقتٌ ذوّب الغشّ ناره   فلم يبق الّا صارمٌ او ضُبارم

تقطّع ما لا يقطعُ الدّرع والقنا   وفرّ من الابطال من لا يصادِم

وقفت وما فى الموت شكٌّ لواقفٍ   كانّك فى جفنِ الرّدى وهو نائم

تمرّ بك الابطال كلمى هزيمةً   ووجهك وضّاحٌ وثغرك باسم

تجاوزت مقدار الشّجاعة والنّهى   الى قولِ قومٍ انت بالغيب عالم

ضممت جناحيهم على القلب ضمّةً   تموتُ الخوافى تحتها والقوادِم

بضربٍ اتى الهاماتِ والنصر غائبٌ   وصار الى اللّبّاتِ والنّصرُ قادِم

حقرت الرّدينيّات حتّى طرحتها   وحتى كأنّ السيف للرّمح شاتِم

ومن طلب الفتح الجليل فانما   مفاتيحه البيضُ الخفافُ الصّوارِم

نثرتهم فوق الاحيدِب كلّه   كما نُثِرت فوق العروسِ الدّراهم

تدوس بك الخيلُ الوُكورَ على الذُّرى   وقد كثُرت حول الوكور المطاعم

تَظُنُّ فِراخُ الفُتْخِ اَنَّكَ زُرْتَها   بِاُمّاتِها وهِىَ العِتاقُ الصَّلادِمُ

اذا زَلِقَتْ مَشَّيْتَها بِبُطونِها   كما تَتَمَشّٰى فى الصَّعيدِ الاراقِمُ

اَفى كُلِّ يومٍ ذا الدُّمُسْتُقُ مُقْدِمٌ   قَفاهُ على الاِقدامِ لِلوجهِ لائِمُ

اَيُنكِرُ رِيحَ اللَّيثِ حتّى يَذُوقَهُ   وقد عَرَفَتْ رِيحَ اللُّيوثِ البَهائِمُ

وقد فَجَعَتْهُ بابنِهِ وابنِ صِهْرِهِ   وبالصِّهْرِ حَمْلاتُ الاميرِ الغَواشِمُ

مَضٰى يَشْكُرُ الاصحابَ فى فَوتِهِ الظُّبٰى   بما شَغَلَتْها هامُهُم والمَعاصِمُ

ويَفْهَمُ صوتَ المَشْرَفِيَّةِ فيهِمِ   على اَنَّ اصواتَ السُّيوفِ اَعاجِمُ

يُسَرُّ بما اَعطاكَ لا عن جَهالَةٍ   ولكِنَّ مَغْنُومًا نَجا مِنكَ غانِمُ

ولَسْتَ مَليكًا هازِمًا لِنَظيرِهِ   ولٰكِنَّكَ التَّوحيدُ لِلشِّرْكِ هازِمُ

تَشَرَّفُ عَدنانٌ بِهِ لا رَبيعَةٌ   وتَفْتَخِرُ الدُّنيا بِهِ لا العَواصِمُ

لَكَ الحمدُ فى الدُّرِّ الَّذى لِىَ لَفْظُهُ   فَاِنَّكَ مُعْطيهِ واِنّى ناظِمُ

واِنّى لَتَعْدُو بى عَطاياكَ فى الوَغٰى   فلا انا مَذمومٌ ولا انتَ نادِمُ

على كُلِّ طَيّارٍ اليها بِرِجْلِهِ   اذا وَقَعَتْ فى مِسْمَعَيْهِ الغَماغِمُ

الا اَيُّها السَّيفُ الَّذى لَيسَ مُغْمَدًا   ولا فيهِ مُرْتابٌ ولا مِنهُ عاصِمُ

هَنيئًا لِضَرْبِ الهامِ والمَجْدِ والعُلٰى   وراجيكَ والاسلامِ اَنَّكَ سالِمُ

ولِمْ لا يَقِى الرَّحمٰنُ حَدَّيكَ ما وَقٰى   وتَفْليقُهُ هامَ العِدٰى بِكَ دائِمُ

وفارق أبو الطيّب سيفَ الدولة ورحل
الى دمشق وكاتبه الاستاذ كافورُ بالمسير
اليه فلمّا ورد مصرأخلى له كافورُ دارًا
وخلع عليه وحمل اليه آلافًا من الدراهم
فقال يمدحه وانشده ايّاها فى
جمادى الآخرة سنة ست واربعين
وثلاثمائة

كَفَى بِكَ داءً أن ترى الموتَ شافيًا
وحَسْبُ المنايا أن يكُنّ أمانيا

تمنّيتَها لمّا تمنّيتَ أن ترى
صديقًا فأعيا أو عدوًّا مُداجيا

اذا كنتَ ترضى أن تعيشَ بذلّةٍ
فلا تستعِدّنّ الحُسامَ اليمانيا

ولا تستطيلنّ الرِّماحَ لغارةٍ
ولا تستجيدنّ العِتاقَ المذاكيا

فما ينفع الأسد الحياء من الطوى ... ولا تتقى حتى تكون ضواريا
حببتك قلبي قبل حبك من نأى ... وقد كان غدارا فكن أنت وافيا
وأعلم أن البين يشكيك بعده ... فلست فؤادي إن رأيتك شاكيا
فإن دموع العين غدر بربها ... إذا كن إثر الغادرين جواريا
إذا الجود لم يرزق خلاصا من الأذى ... فلا الحمد مكسوبا ولا المال باقيا
وللنفس أخلاق تدل على الفتى ... أكان سخاء ما أتى أم تساخيا
أقل اشتياقا أيها القلب ربما ... رأيتك تصفي الود من ليس جازيا
خلقت ألوفا لو رحلت إلى الصبا ... لفارقت شيبي موجع القلب باكيا
ولكن بالفسطاط بحرا أزرته ... حياتي ونصحي والهوى والقوافيا
وجردا مددنا بين آذانها القنا ... فبتن خفافا يتبعن العواليا
تماشى بأيد كلما وافت الصفا ... نقشن به صدر البزاة حوافيا
وتنظر من سود صوادق في الدجى ... يرين بعيدات الشخوص كما هيا
وتنصب للجرس الخفي سوامعا ... يخلن مناجاة الضمير تناديا
تجاذب فرسان الصباح أعنة ... كأن على الأعناق منها أفاعيا
بعزم يسير الجسم في السرج راكبا ... به ويسير القلب في الجسم ماشيا
قواصد كافور توارك غيره ... ومن قصد البحر استقل السواقيا
فجاءت بنا إنسان عين زمانه ... وخلت بياضا خلفها ومآقيا
نجوز عليها المحسنين إلى الذي ... نرى عندهم إحسانه والأياديا
فتى ما سرينا في ظهور جدودنا ... إلى عصره إلا نرجي التلاقيا